آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر ہوکر طلب توجہ کی۔ آنجناب نے غور وتامل اور آپ کی منت وخوشامد کرنے کے بعد توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھے آپ آنحضرت کی تواضع اس طرح کرتے جیسے مرید پیروں کی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ خود تمام حضرات سرہند کے سردار تھے اور تمام امراء بادشاہ اور سلاطین آپ کے نیازمند تھے۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے محتاج تھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے آداب بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ آپ کا گھر خانقاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بسا اوقات اندھاری راتوں کو کیچڑ میں پاپیادہ چلکر بے خبر آکر آنحضرت کی خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے۔ جب آنحضرت کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوتی۔ تو نہایت اعزاز واکرام سے اپنے برابر بٹھاتے اور اکثر اٹھتے وقت نعلین پکڑلیتے کہ آنجناب کے پاؤں میں پہنائیں۔ آنحضرت بہتیرا منع کرتے لیکن آپ عرض کرتے۔ کہ میں یہ خدمت للہ کرتا ہوں۔ مجھے اجر سے کیوں محروم رکھتے ہیں حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے اعلےٰ خصائص اور بشارات سے سرافراز فرمایا۔ آپ مجھ (مؤلف رہ کتاب) سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں کیونکہ میرا غم بھی سنتے ہیں۔ مجھے فرماتے تھے کہ بھائی صاحب! مجھے حضرت خلیفۃ اللہ مجھے مقامات ولایت اور کمالات نبوت میں اس طرح کشاں کشاں لیجاتے ہیں۔ کہ میں اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا ہی نہیں لاسکتا ہے

گر بر تن من شود زبان ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ذکر دربیان

سال سی وچہارم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء دربیان تنازع عامل سرہند با مخدوم زادہ و سزائے رسیدن او و بیان وقائع کہ دریں سال بہ وقوع آمدہ اند۔

اس سال سرہند کے حاکم اور حضرات مخدوم زادوں میں بعض امور کی وجہ سے نزاع ہوگئی۔ حتےٰ کہ فریقین آمادہ جنگ ہوگئے۔ قریب تھا کہ فتنہ و

فساد کی آگ بھڑک اٹھے۔ سارا شہر اور مضافات حضرات مخدوم زادوں کے ساتھ تھے اور حاکم تھوڑی سی فوج لئے شہر کے باہر پڑا تھا۔ لیکن حضرات کی مخالفت سے ڈر گیا۔ کہ کہیں غضب سلطانی میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے معافی مانگ لی۔ لیکن حضرات نے معافی نہ دی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ نے سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ سرہند کا حاکم خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرات مخدوم زادوں کی مخالفت کرتا ہے

اسی اثناء میں بادشاہ وقت کو بھی اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ اُس نے یہ خبر سُنتے ہی حاکم سرہند کو معزول کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ سے بہت کچھ معافی مانگی۔ ایک اور حاکم تجویز کر کے مقرر کیا۔ اور قطعی حکم دیا۔ کہ جس طرح مخدوم زادے چاہیں کریں۔ تم نے متعرض نہ ہونا۔ مخدوم زادوں اور عامل کی باہمی نزاع کا باعث یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ شہر کے گرد و نواح اور مضافات کی مدد معاش میں مخدوم زادوں کا تصرف تھا۔ اور بہت سے لوگ اُن کی قوت کے بھروسے ہر سال دیہات اور قصبات کی آمدنی مخدوم زادوں کے نام کر کے اپنے قبضے میں لاتے۔ حاکم اس سبب سے ان لوگوں سے لڑتا اور روپیہ مانگتا۔ وہ مخدوم زادوں کی طرف اشارہ کرتے۔ تو عامل مخدوم زادوں کی طاقت سے ڈر کر نصف یا چوتھا حصہ زر کا لینا چاہتا وہ لوگ یہ بھی نہ دینا چاہتے۔ اس واسطے عامل اُن کے درپے آزار ہوتا۔ وہ مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اس بارے میں مدد طلب کرتے۔ وہ کمال کرم اور خیر خواہی خلق اللہ سے جو اس خاندانِ عالی کا شیوہ مرضیہ ہے عامل سے لڑتے وہ ادب کر کے فروگذاشت کرتا۔ اگر کبھی مخالفت کرتا تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ آخر رئیس بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے۔ عامل مجبوراً صلح کر لیتا کہ کہیں بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اور معافی مانگتا۔ بعض اوقات مخدوم زادے اُس کے عذر کو قبول نہ کر کے یہ معاملات وزیر اور بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ وزیر اور بادشاہ اِن معاملات کو مخدوم زادوں کی مرضی کے مطابق سرانجام دے کر انہیں خوشدل کرتے۔ اور عامل اور کارکنوں کو سزا دیتے ؛

اسی سال اس مؤلف کتاب نے مشرقی علاقہ سے جہاں وہ رہا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حسب ذیل منظومہ عرضی بھیجی :-

عریضہ اشتیاق فقیر حقیر محمد احسان معصومی سرہندی بجناب حضرت
خلیفۃ اللہ در قصیدہ نظم :-

الا اے ہدہد فرخ سرفرازی بخندانی — کہ بادا بر سرت زیبندہ دیہیم سلیمانی
سرفرازی و بخندانی سے مبارک ہدہد ہو ! — تمہارے سر پر سلیمانی تاج زیبندہ ہو
رساں از احساں سلام عجز انجامے بدرگاہی — کہ بگذارد دو رآنجا عقل کل در سجدہ پیشانی
احسان کی طرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا — جہاں عقل کل بھی سر بسجود ہوتی ہے
امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادئ عالم — گرامی دودۂ فاروق را شمع سبحانی
اس درگاہ کے مالک مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہاں کو رہنما — فاروقؓ کے معزز گھرانے کی روشن منور شمع
امیر المومنین سلطان صدیقین زیب دین — محمد زبیر آں قیوم رابع مجدد ثانی
مومنین کے امیر صدیقوں کے بادشاہ دین کی زینت — محمد زبیر قیوم رابع مجدد ثانی
رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین — کہ تاج العارفین و اولیاء را قبلۂ ثانی
واصلوں کے سردار انبیاء دین کے قائم مقام — عارفوں کے تاج اور اولیاء کے قبلۂ ثانی ہیں
برائے اتقیا شرف و دلیل اصفیا سرور — نتیجہ مرسلین و مظہر اسرار ربانی
پرہیزگاروں کے لئے باعث شرف و اصفیا کے فخر ہیں — مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربانی کے مظہر ہیں۔
ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن — شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی
آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں۔ — شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں۔
نروانش مسند قیومیت را زینت تازہ — کہ نازل آمدہ در شان او آیات رحمانی
آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے — جس کی شان میں رحمانی آیات نازل ہوئی ہیں
بود بیت نبوت را قد او مصرع زیبا — عیاں زو مطلع انوار کیفیات یزدانی
نبوت کے گھر کے عمدہ کواڑ اور مصرع زیبا ہیں — آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے
کسے نتواند آں قیوم رابع را ثنا کردن — کہ در اوصاف مدح او عاجز بود عرفی و خاقانی
کوئی شخص قیوم چہارم کی ثنا نہیں کر سکتا — عرفی و خاقانی جیسے زبردست شعراء آنحضرت کی تعریف سے عاجز ہیں
معین نیست بعد از انبیاء کس را چنیں شانے — کہ او آمد امام الحق و ہم محبوب صمدانی
انبیاء کو چھوڑ کر باقیوں میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں — کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی
غلط گفتم کہ ذات پاک او را نیست فخر و شانے — از ایں عالی مقاماتے کہ در انفاس او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس کی ذات پاک کا فخر و شان نہیں
بلکہ حقیقت وہم و خیال میں آ سکتا ہو حضرت کے مقامات اس سے بھی اعلیٰ ہیں

کمالات رسالت را بود او جامع او لامع
صفات احمدی را سر بسر در ذات او خوانی

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں۔
جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

شہ قائم مقام انبیائے اولی العزم آمد
مہ نائب مناب ایزد خلاق دو جہانی

آنجناب انبیائے اولوالعزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں
دونوں جہان کے خالق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں

بدین صلت ازو انشش رواج و رونق دیگر
بید موسیٰ یدم عیسےٰ بخوبی ماہ کنعانی

دین و ملت کو آنحضرت کے علم کی سبب سے ہی رواج اور رونق حاصل ہے
ید بیضا کے لحاظ سے موسیٰ علیہ السلام عیسےٰ اور خوبی میں حضرت یوسف ہیں

دل او مظہر نور تجلے از خدا یابی
ضمیر روشن او مورد آیات قرآنی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا مظہر ہے
اور ضمیر روشن آیات قرآنی کے وارد ہونے کا مقام

مبرا تر بود انفاس ش از دنیا و ما فیہا
ملک پیشش نیارد کرد لاف پاک دامانی

آنحضرت کے انفاس دنیا و مافیہا سے مبرا ہیں
فرشتہ بھی آنجناب کے روبرو پاکدامنی کا لاف نہیں مار سکتا

برائے منصب خلعت ازو شد پایۂ برتر
ز محبوبیت ذاتی بود یکتائے سبحانی

خلعت کے منصب کی قدر آنجناب کے فیض سے زیادہ ہو گئی ہے
بلحاظ محبوبیت ذاتی یکتائے زمانہ ہیں۔

بہ زہد و ورع باشد ناز انفاس پاک او
بتقوائے و صلاح از ذات او بود فخر ارزانی

آنحضرت کے انفاس پاک کو بلحاظ زہد و ورع ہونے کے باعث ناز ہے
اور نیز آنحضرت کے تقوے و صلاحیت پر فخر حاصل ہے

نجابت راز والا گوہرے او شرف حاصل
نقابت را ز عالی نسبتش فخر فراوانی

نجابت کو آنجناب کی والا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے
اور آنحضرت کی عالی نسبتی کی وجہ سے نقابت کو بہت بڑا فخر ہے

فروغ شمع بزم معرفت آمد خداوندِ
جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربانی

بزم معرفت کی شمع کا فروغ یہی سبب ہے بادشاہ
جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربانی

محمد عزیز و عبد قادر اسلام مکرم
کہ ہستند این دو نجم روشن خورشید پیشانی

محمد عزیز اور عبد القادر کو میری طرف سے سلام
وہ دو خورشید کی سی پیشانی والے روشن ستارے ہیں

بگو از جوشش اشتیاقے شوق آستان بوسش
برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

آنحضرت کی آستان بوسی کے غلبۂ شوق کی وجہ سے
دل ہر وقت پھول کی طرح گریبان چاک کرتا ہے

فلک رفعت جناب فیض گستر دستگیر من
ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبۂ ربانی

میرے دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے
اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ کے خلیل ہیں

چو ماہی ام کہ دور از آب دارد بے قراریہا
طپاں بر روے رنگ آتشیں افتادہ ام دانی
میں مچھلی بے آب کی طرح بے قرار ہوں
یوں سمجھو کہ میں انگاروں پر لوٹتا ہوں
دمادم چوں رگِ سیماب میدارم طپیدنہا
چو مرغ نیم بسمل میں نمایم مال جنبانی
میں دمبدم پارے کی طرح تڑپتا ہوں
اور نیم بسمل پرند کی طرح پر و بال پھڑپھڑاتا ہوں
براں میداشتم شوقِ جمالِ پاے بوسِ او
کہ در رمضان رسم خدمتِ محبوب سبحانی
مجھے آنحضرت کی پابوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا تھا
کہ میں اس محبوب سبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں
چو بشنید ایں ارادہ را ز من علی محمد خاں
بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی
جب میرے اس ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی
تو اس نے عاجزی اور منت و سماجت سے کہا
نہ شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک
مرا و مسلمین را ایں ہمہ محروم گردانی
کہ یہ مناسب نہیں کہ آپ ان متبرک ایام کی برکتوں سے
مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں
چو زینساں التجا آورد خانِ دوستِ فقرا
ازیں معنی بماندہ دولتِ خدمت بحرمانی
جب اس فقرا کے دوست خاں نے اسطرح التجا کی
تو اسواسطے میں آنحضرت کی دولتِ خدمت سے محروم رہگیا
ہم از بعضے سعادتہا کہ حاصل میشد از خدمت
دریں ایام متبرک ازاں فیاض دورانی
اس فیاض زمان سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں
صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو سکتی ہیں
کنوں شرح مکاشفہاے خود ابے شک و شبہ
بہ پیشِ قبلۂ دین مینمایم داستانانی
اب میں اپنے بعض مکاشفات بلا شک و شبہ
اس قبلۂ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
بروز غرۂ رمضان فرخ در مکاشفہ ام
ز جسمِ من برآمد نور نہ آں شخص انسانی
ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا
کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے لیکن وہ انسانی قالب میں
پس آنگہ در ہماں ساعت از اں قالب برون گشتہ
بہ پیشِ چشمِ ایں عاجز گرفتہ شکل انسانی
بعد ازاں اُسی وقت اس قالب سے ایک انسانی شکل نکل
مجھ عاجز کے سامنے آئی اور
درآمد در تکلم آنکہ من نفس تو میباشم
کنوں گردیدہ ام من بہرہ اندوز مسلمانی
کہنے لگی کہ میں تیرا نفس ہوں لیکن اب
مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے
صلاحیت ازو پیدا و توجہ تام میبایم
فلاحیت ازو ظاہر چو مقبولانِ ربانی
اس سے صلاحیت پیدا ہوئی ہے اور اس میں توجہ تام پاتا ہوں
اور مقبولانِ ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوئی ہے
ازاں ساعت نا خستہ شد و ہم گرسنگی ہرگز
نمی آید ز روزہ اے خسرو ملکِ خدادانی

اس وقت سوا انیت اور سرکشی باقی رہی
بعد ازاں اسے کاٹ ڈالی کہ بادشاہ مجھ سے سرکشی نہیں ہوئی

زوالِ عین و اثر الحال فوق الفوق می بینم
بحالِ خویش می یابم کمالِ لطف سبحانی

میں نے زوال عین اور فوق الفوق حال کا خیال کرتا ہوں
اور اپنی حالت پر لطف سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں

گہے بینم اعراض وجود خویش را از فنیاں
کہ محو گشت گویا با وجود پاک جنانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح باہستی
وجود پاک سے مل گیا اور اصلی حالت کو چھوڑ گیا ہے

سپس شد در شب آمینہ قدمن چناں اطول
کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہوگیا
کہ اس طول کی شرح ہی نہیں کر سکتے

میانِ سایۂ او عالمے دیدم بچشم خود
در عین سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اس کے سائے میں میں نے اپنی آنکھ سے ایک جہان کو دیکھا
اور عین سایہ میں نورانی آفتاب کو دیکھا

بدیدم پرتوِ او بر جہان و اہل آں یکسر
دراں خورشید تاباں شہرہا و قصرہا دانی

میں نے اس کا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا
اس چمکتے ہوئے سورج میں شہر اور محل موجود تھے

زمانے آمد الہامم کہ اے نوران جمع باہستی
ہر آنکس را کہ گرد دست بیعت از زمان خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ہستی میں ہے
جس شخص کو تو بیعت کریگا گویا وہ ہم سے ہوگا

بوقتے از جناب سرور عالم توجہ را
کہ نتواں در قلم آمد شرحش از فراوانی

ایک وقت مجھے جناب سرور کائنات سے توجہ
نصیب ہوئی جسکی شرح بسبب کثرت احاطۂ تحریر سے خارج ہے

بحوانے کہ در حق بشر از باب مے آید
بحالِ خویش دیدم بدل زاں ہمتائے ربانی

اس انسان کے حق میں جو تیرے دروازہ سے آتا ہے
میں نے اپنی طرح اوس ہمتائے ربانی کا بدل دیکھا

چناں گشت از عنایات فراواں بر زباں جاری
کہ تو فرزندانی نور چشمی جسمی و جانی

بسبب کثرت عنایت زبان پر یوں جاری ہوا
کہ تو میرا فرزند اور میرا جسمی و جانی نور چشم ہے

ازاں پس در تہجد خود مجدد الف ثانی ام
بساط سبز گستردہ چو خضرائے گلستانی

بعد ازاں میں تہجد میں گویا خود مجدد الف ثانی ہوں
اور سبزۂ باغ کی طرح بساط سبز بچھی ہوئی ہے

بر اں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت
بآئیں کہ نشیند شاہ بر تخت جہانبانی

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا پایا
جیسے کہ تخت جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں

دگر ستر شد ہر کس کہ مے بیند حالاتی
ز حیرت ہا بر و دل را فرود و قعر عمانی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے ان حالات کو دیکھ کر
بحرِ حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں۔

نے آید ز من بظہور توفیق و ارادا تی کہ تا منظور گردد در جناب پاک یزدانی

مجھ سے توفیق و ارادت ظہور میں نہیں آئیں کہ کہیں اللہ تعالٰے کی پاک جناب میں منظور ہو جائے

سر انجامیکہ و اصل جانب یزداں تواند شد نے آید سر انجام از رہ بے سرو سامانی

وہ سر انجام جو یزداں کی طرف ملا سکتا ہے وہ بہ سبب بے سرو سامانی سے انجام نہیں ہوتا

گرفتار تعجب ہم باز مانند ستکبر فرو ہستم بہائم وار در لذات نفسانی

پھر میں ستکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں اور نفسانی لذتوں میں چارپایوں کی طرح مستغرق ہوں

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ کہ گردد از دل من مرتفع خطرات شیطانی

مجھے آنحضرت کے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اٹھ جائیں گے

چو ایں فدوی زماں زاں بود در خدمت والا در ایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی

جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا۔ تو ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور

بشاراتیکہ باشد قد بیا نرا آرزوئے او بجو دسے یافتم زاں کعبہ معبود دو جہانی

معبود جہانی کے کعبہ سے وہ بشارات حاصل کیا کرتا تھا جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے

کنوں از مدت سہ سال زیں برکات قدسیہ بحال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی

اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے محروم ہو گیا ہوں۔

امید از فضل آں دارم کہ از و کرم بخشی تلافی گذشتہ را بود الطاف ارزانی

مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ از راہ کرم نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائینگے

بارشادات کرم بنوازی احقر را سر فخر مباہات تا ماہ برسانی

اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں تو یہ سبب فخر و ناز میرا سر چاند تک پہنچ جائیگا

دگرنہ خویشتن را بے نصیب ادانم آں قبلہ بیایم مہربانی تو کمتر زاں سزاوانی

نہیں تو میں اپنے آپ کو بے نصیب سمجھونگا اگر آپ کی مہربانی کو ذرا دانی سو کم پاؤں

روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را کہ باشد از مریداں اخص ایں فدوی جانی

اب میں نے خدمت والا میں اپنے خاص الخاص مرید اور فدوی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے

سر افرازم کنی از روئے سرہ شد نوازیہا جواب باصواب نامہ ام را باز گردانی

امید ہے کہ مجھے آنجناب از روئے مرید نوازی میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائینگے

ازیں پس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز بود تا قائم عالم تو خود قائم در جہاں بانی

بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے   خدا کرے تجھ جیسا آگرہ جہان میں تو قائم رہیں

تمامی دوستان خانقاہ فیض منزل را   رسد از من سلامے شوق مسنون مسلمانی

فیض منزل خانقاہ کے تمام دوستوں کو   میری طرف سے مسلمانی مسنون سلام قبول ہو

ادا کرد عرضہ احسان شست پنج زد آورد   امید فیض دارد از در قیوم ربانی

امید ہے کہ جناب مجھے اس بخشش مرحمت پنج و پنجے سے نجات دیگر   اور مجھے درگاہ قیوم سے اُمید قوی ہے۔

مکتوب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء در جواب عرضداشت مؤلف این کتاب فقیر ابوالفیض کمال الدین محمد احسان معصومی سرہندی

سلام بارسان اے باد بر مقبول ربانی   کہ در کشف و کرامت نیست او را در جہان ثانی

اے ہوا ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچا   جو جہان بھر میں کشف و کرامت لاثانی ہے

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ   بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی

پندرہ ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد   میرے پاس آیا۔

چو نیکو گشت معلوم نمشے دوستے آمد   سلامت را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے   اور اس کی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے

بدستش عرضیت دیدم محبت در خروش آمد   کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھوں میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی   کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کر دیئے

کشودم عرضی رنگین تر از گلزار معنیہا   جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معانی تھی   اس کا جواب لکھنے کیلئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہئے

نخستیں ورطہ اخلاص را تحریر بنمودی   خدا میداند و من دانم اگر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو   یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری   خموشی بہتر است اینجا زبان دارد زبان دانی

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں   یہاں پر خموشی زبان حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے

بشارتہائے پے در پے کہ در عرضی رقم کردی   مبارک باشدت ہر یک ز تحریرات عرفانی

وہ بشارات جن کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے   وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک ایک کرکے مبارک ہوں

ز روئے کشف بنوشتی کہ شمعی ز خود دیدم   چو او از من جدا گردید آن ہم گشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے   ایک شکل نکلتی ہوئی دیکھی جب وہ مجھ سے جدا ہوئی تو نورانی ہو گئی

بانکہ وقت آں ہمہ را برابر چشم خود دیدم
تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھا
کہ شکل او بظاہر ہمچوں شکل بود انسانی
کہ اسکی شکل انسانی ہو گئی ہے

ضمیر پاک بازم را چناں ظاہر شد از معنی
میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا نفس کافر
کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی
اب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے

ہمہ از فیض پیران طریقت میتواں گفتن
یہ سب کچھ پیران طریقت کے فیض سے تمہیں حاصل ہوا ہے
نہ آید بدست کس چنیں معنی بآسانی
ایسی بات ہر کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہو سکتی

جناب سرور دیں بکشف خود اگر دیدی
اگر تم نے بذریعہ کشف جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی
ازیں دولت چہ بہتر باشد برادر بر تو ارزانی
تو بس پھر بھائی جان اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی

مجدد الف ثانی را بکشف خود اگر دیدی
اگر تم نے اپنے کشف میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زیارت کی
رہیدی از بلاہائے خدا و از پریشانی
تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلائے خدا سے نجات پا گئے

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمانی
توجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے
چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی
سو یہ بات پیر خداشناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں

تو ہم اولاد آں شہباز بالا سیر لاہوتی
تم بھی لاہوتی سیر والے شہباز کی اولاد ہو
کہ خود را کردہ است از شوق بہر دوست قربانی
جس نے اپنے آپ کو بشوق دوست کے واسطے قربان کر دیا ہے

ز ما ہم دمبدم یاد آوری در خاطرت باشد
ہم بھی تمہیں دمبدم یاد کرتے رہتے ہیں۔
کہ دلہا را بدلہا راہ مے باشد بہ پنہانی
مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے

بوصال دوست آساں نیست تا واصل شود انساں
دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں
بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی
بغیر زرد رنگ سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے انسان وصل نہیں پا سکتا ہے

برفعت خویش را دیدی بکشف فائض مردم
پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپ کو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہوئے دیکھا ہے
شود قدرت بلند از بیش تو در سلک خدادانی
سو سلک خدادانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائیگی

زوال عین در عرضی من تحریر بنمودی
اپنی عرضی میں جو تم نے زوال عین لکھا ہے۔
اثر شاید نمودت ظاہر از فیض سبحانی
شاید فیض سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو

بقدر اعتقاد خود کہ داری بر من عاجز
جسقدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالے کا شکر ہے
بحمد اللہ چہ دولتہا عنایت کرد ربانی
کہ اسی قدر اللہ تعالے نے تمہیں دولتیں عنایت فرمائی ہیں

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوش خود دار
اگر دریافتن بر سینہ مہر سلیمانی

میری نصیحت کو سن کر موتی کی طرح کان میں پہن لو۔ | وہ یہ کہ اگر تمہیں عرفان کی تجلی حاصل ہو گئی ہو تو اس پر مہر پنہانی لگا دو

کس از کشف و کرامت این قدر ظاہر نمی سازد | بکس ظاہر مکن با من اسرار پنہانی

کوئی شخص اسقدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا | مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرار پنہاں ظاہر نہ کرنا

ہمیں معنی نشانِ پختگی را میکند باطل | چرا مانند طفلاں می شوی مشہور نادانی

یہی بات (بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے | تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو

مکن باور کہ این نفس سگ امارہ عاجز شد | بود چند مکرہا در پردہ زیر گاہ پنہانی

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفس امارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے | بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا

فریب نفس سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو | کہ صنعاں شیخ کامل کردہ خوکاں را نگہبانی

اے سادہ دل! نفس سرکش کے فریب میں نہ آنا | سنو! صنعان جیسے شیخ کامل نے سور چرائے تھے

ز حالِ شیخ برصیصاں مگر نشنیدہ ہرگز | کہ او را در چہ حال انداخت آں خطرات شیطانی

شاید تم نے نہیں سنا کہ خطرات شیطانی نے برصیصا کی | کیا حالت بنا دی جبکہ اس شیخ کو حالات اس قسم کے پیش آئے

بباعور اگر کاندر زمان حضرت موسیٰ | بہ پیغمبر دعائے بد نمود از شر شیطانی

بلعم باعور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں | شر شیطانی سے پیغمبر وقت کے حق میں بد دعا کی

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفس امارہ | بفضلِ خود مرا ہم از فریبِ نفس برہانی

اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفس امارہ کے شر سے بچا | اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے فریب نفس سے آزاد کر

ز انشاد غزل بجوم نشیں بر مسند شیخی | حدیثِ مخبرِ صادق بخوان و قصہ کیدانی

غزل کے گانے سے ایک دم مسند شیخی پر بیٹھ | مخبر صادق کی حدیث و قصہ کیدانی پڑھ

بخواں صرف بہائی را و تصریف مجرد را | مخواں در گوش مردم صفحائے زنجانی

صرف بہائی اور تصریف مجرد کو پڑھ | لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سنا

ز صاحبزادہا باد سلامے آں برادر را | سلامم آں برادر ہم رسید از فضل ربانی

صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام ہو | اس بھائی کا سلام بھی فضل ربانی سے پہنچ گیا ہے

ز حقر آں سلامے آں رہبرِ شمع ہدایت را | کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سلیمانی

بندۂ حقیر کی طرف سے اس شمع ہدایت کے رہبر کو سلام ہو | جو سلیمان کی طرح اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے شیخ غلام معصوم کی منکوحہ تھیں اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔

آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھ کر نعش کو سرہند بھیجدیا جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی ۔

اس سال میرے (مصنف رح) والد ماجد حضرت شیخ حسن احمد کا وصال ہوگیا حضرت خلیفۃ اللہ کو آپ کی وفات کا بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ خویش و اقربا میں سے کسی سے آنحضرت کو اس قدر محبت نہ تھی جتنی آپ سے تھی ۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ خانقاہ میں لایا گیا ۔ تو آنحضرت اس قدر روئے کہ رخساروں پر سے آنسو بہنے لگے ۔ اور فرمایا ۔ جو محبت بے اختیاری مجھے آپ سے تھی ۔ دنیا میں کسی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں ۔ اچھا بھائی جان ! تم نے پہل کی ہم بھی تمہارے پیچھے جلدی آتے ہیں ۔ چنانچہ تین سال تین ماہ اور تین روز بعد آنحضرت نے بھی اس جہان کو وداع کیا ۔ آنحضرت نے رنج و افسوس کے بعد نماز جنازہ پڑھی ۔ اور نعش سرہند بھیجدی ۔ شاہ محمد رسا اور شیخ محمد نعمان حق رسا جو تمام حضرات سرہند کے رئیس تھے مع رؤسائے شہر نعش کے استقبال کو آئے ۔ اور نہایت اعزاز سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا ۔ میں (مصنف رح) ان دنوں دامن کوہ کی سیر کو گیا ہوا تھا ۔ کہ اچانک اس وحشتناک خبر کو سنا ۔ سنتے ہی بدحواس ہوگیا ۔ اس طرح غم و الم میں مبتلا ہوا کہ بیان سے باہر ہے ۔ لیکن جب حضرت سلطان الاولیا پر نگاہ ڈالتا تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لا کر دل کو اس اندوہ و غم سے تسلی دیتا کہ جو والد گذر گئے ہیں تو آنحضرت کا سایہ تو مجھ پر ہے ۔ لیکن جب آنحضرت کا وصال ہوگیا ۔ تو پھر دل کو کس طرح تسلی دوں گا ۔ حضرت خلیفۃ اللہ کو ہزار درجہ والد سے دوست رکھتا تھا ۔

ذکر در بیان

سال سی و پنجم از جلوس قیومیت قیوم رابع سلطان الاولیاء بیان
آمدن غنیم برشاہجہان آباد از دکن و باز منہزم شدن او از توجہ
حضرت خلیفۃ اللہ و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند ۔

اس سال سیواجی نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا ۔ پرانے بازار کا اکثر حصہ اور اس کا گرد و نواح اور خواجہ قطب الدین کے مزار کے گرد کی آبادی سب تاخت و تاراج کردی جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ قدیم الایام میں ملک دکن میں ایک مفسد رہتا

تھا۔ بادشاہانِ ہند ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ عالمگیر نے پورے چالیس برس اس ملک میں بسر کئے اور اس کے قلع قمع کے لئے بدرجۂ غایت کوشش کی لیکن ایک پیش نہ گئی۔ چونکہ ان دونوں سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت میں نفاق تھا۔ امراء بھی آپس میں ایک دوسرے کی اہانت کے درپئے تھے۔ اس واسطے ممالک محروسہ میں سخت کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اور سیواجی ہر سال دار الخلافہ پر حملہ کیا کرتا تھا۔ اس طرف سے امراء بھی باری باری اس کے دفعیہ کے لئے آتے۔ ایک سال وزیر ان کی تادیب کے لئے آجایا کرتا تھا اور دوسرے سال امیر الامراء ان لٹیروں کی بیخ کنی کے لئے جایا کرتا تھا جس سال وزیر کی باری تھی تو وہ شاہجہان آباد سے سات منزل کے فاصلے پر اکبر آباد میں پہنچ گیا غنیم بعض امراء کے اشارے سے دوسرے رستے دار الخلافہ میں پہنچگیا۔ جب بادشاہ کو ان بدبختوں کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین کے بازار کو لوٹ لیا ہے۔ اور شاہی قلعہ کا رخ کیا ہے تو بہت گھبرایا اور قلعے کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا اور برجوں اور فصیلوں کو مضبوط کر لیا۔ اور اپنے آدمی آنحضرت کی خدمت میں بھیجے تاکہ آنحضرت اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس بلا کو اس شہر سے جلدی ہی دفع کرے۔ تمام اہل شہر نے بھی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی التجا کی۔ آنحضرؐ انکی حالت زار پر رحم کھا اس بلا کے دفعیہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا کہ آنجناب کے چہرہ مبارک پر خوشی و خورمی کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب دعا کی اجابت کا وقت آپہنچا ہے۔ بعد ازاں آنجناب نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ لوگو! خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو شہر سے دفع کر دیا ہے۔ بادشاہی آدمیوں کو بھی خوشخبری دی کہ اپنے بادشاہ کو ہمارا سلام پہنچانا اور کہنا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس بلا سے بچا لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اور جو امیر شہر میں موجود ہیں۔ انہیں اس کے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید واثق ہے کہ فتح ہو گی لیکن بڑے بڑے امیروں میں سے کوئی بھی شہر میں نہ تھا۔ کیونکہ بادشاہ انہیں غنیم کے مقابلے پر بھیج چکا تھا۔ اس واسطے کہ جب وزیر روانہ ہوا۔ تو اس نے بادشاہ سے باقی امیروں کو بھی بلوا لیا۔

جو لوگ اس فساد کے محرک تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح شہر سے کنارہ کریں غنیم نے موقع پا کر شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی سی سپاہ خاصہ تھی۔ اسے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق توکل بر خدا اس آیۂ کریمہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کے موافق دشمنوں کے لشکر پر جس نے عیدگاہ کے قریب اودھم مچا رکھا تھا۔ حملہ کیا۔ جب دشمنوں نے تھوڑی سی فوج دیکھی۔ تو اور بھی دلیر ہو گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ قریب تھا کہ شاہی لشکر کو سخت نقصان پہنچے۔ لیکن مسلمان سپاہیوں نے درخت کی جڑوں کی طرح قدم جما لئے اور مردانہ کوشش کرتے رہے۔ بجلی کیطرح متواتر حملے کرتے رہے۔ سروی اور مردانگی کو اس معرکہ میں جلا دی ؎

نمودند بسیار مردانگی — هم از زیرکی هم ز دیوانگی
ز موز و تیغ خرپیاے سنان — برقص آمده اسپ زیر عنان
فرو رفت و بر رفت روز نبرد — بماهی نم خون و بر ماه گرد

آخر کار فهزموهم باذن الله کے بموجب دشمنوں کو شکست ہوئی اور بھاگ اُٹھے۔ اور مسلمان فتح و نصرت سے واپس آئے۔ بادشاہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجالایا اور حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی شکر گزار ہوا۔ وزیر یہ حالت سن کر راتوں رات اپنے بعض مخلصوں سمیت دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔ پھر لشکر کو دشمن کے پیچھے بھیجا۔ آنحضرت کی توجہ سے دشمن نے دکن تک آرام نہ لیا۔

ذکر و بیان

سال سی و ششم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ و بیان استدعا کردن وزیر ہند برائے فتح ملک بارہہ از آنحضرت و بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال وزیر ہند کا ایک عمدہ امیر اور عامل ملک بارہہ میں سیدوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ وزیر اور سادات میں پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ جیسا کہ سولھویں سال قیومیت میں قدرے بیان ہو چکا ہے۔ اس شخص کے قتل

کا موجب یہ تھا۔ کہ بادشاہ وقت نے ملک کا اکثر حصہ وزیر کو بطور جاگیر دیا ہوا تھا۔ ملک بارہہ میں بھی اس کی جاگیر کا کچھ علاقہ تھا۔ اس علاقے کے حاکم سادات تھے۔ لیکن برائے نام سادات تھے۔ ورنہ اصل میں دین و آئین کی انہیں مطلق خبر نہ تھی ہمیشہ شراب نوشی، قماربازی۔ داڑھی منڈوانا ان کا طریقہ تھا۔ تارک الصلوٰۃ اس قسم کے تھے۔ کہ میں نے اس علاقہ میں بہتیری سیر کی۔ مسجدوں کا نشان بہت کم دیکھنے میں آیا۔ اور اگر کہیں تھی بھی۔ تو وہ خراب حالت میں۔ گویا کبھی کسی نے یہاں نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہو۔ جاہل اس درجہ کے تھے کہ کفر و اسلام کے لفظوں کا فرق تک معلوم نہ تھا۔ باوجود ان باتوں کے رافضی مذہب کو حدِ افراط تک پہنچایا ہوا تھا۔ وہ وزیر کے عاملوں سے بدسلوکی کرتے۔ وزیر انہیں بہتیرا سمجھاتا لیکن وہ پرواہ نہ کرتے آخر اس نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے پر مقرر کیا۔ انہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور خود اس مہم پر جانا چاہا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے روکا اور کہا کہ تمہارا جانا قرین مصلحت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک جرار لشکر دیکر روانہ کرو۔ وزیر نے اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ سے پوچھا کہ آیا میں جاؤں یا اپنے بھائی کو بھیجوں۔ جناب اس بارے میں توجہ بلیغ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں۔ آنحضرت نے اس کی خواہش کو منظور فرمایا۔ دوسرے دن پھر بشارت فتح کے لئے عرض کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے بھائی کو بھیجدو۔ اُمید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ وزیر یہ خوشخبری سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے چچازاد بھائی کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا۔ ایک جرار لشکر دیکر اس مہم کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سادات کی کثرت شجاعت مشہور تھی اس لئے وہ بھی آنحضرت کی خدمت میں بشارت فتح حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ جب نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اگر جناب اپنے دستِ مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدیں۔ تو دل کو اطمینان کلی نصیب ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کشفی نظر میں تمہاری فتح صبح کی طرح نظر آتی ہے خاطر جمع رکھو بعد ازاں اس کے اطمینان کے واسطے اپنے دستِ مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدی۔ وہ نہایت خوشی سے آداب قدمیت بجا لاکر رخصت ہوا۔ اور دریائے جمن

سے گذرا جو شہر تلے سے گذرتا ہے۔ اتنے میں مشرقی علاقے کا حاکم علی محمد خان جس کے کچھ حالات اکتیسویں سال قیومیت میں درج ہو چکے ہیں۔ اور بہادری اور جرار فوج کی کثرت کے سبب ہند میں ضرب المثل تھا۔ اور جسے وزیر نے اس مہم میں مدد دینے کے لئے لکھا تھا اگر اس لشکر سے مل گیا۔ تاکہ دونوں ملکر اس مہم کو سرانجام دیں۔ چونکہ بارہہ کا علاقہ علی محمد خاں کے علاقہ سے متصل تھا۔ اس واسطے وزیر کی خاطر اپنے ملک سے حرکت کرکے ملک بارہہ میں داخل ہوا۔ وزیر کا بھائی جو اس فوج کا منتظم تھا اس کے آتے ہی بہت جلدی علی محمد خاں سے جا ملا۔ دونوں متفق ہوکر دشمن کی طرف روانہ ہوئے پہلے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سیدوں نے تکبر غرور۔ اپنی بہادری اور کثرت فوج کے سبب صلح نہ کی۔ چونکہ مؤلف کتاب بھی علی محمد خاں کے ساتھ تھا۔ حافظ رحمت اللہ جو علی محمد خان کا بھائی تھا۔ نہایت صالح متقی۔ پرہیزگار خدا طلب اور درویش مرد تھا۔ حافظ مذکور اور مؤلف لشکر میں اکٹھے رہا کرتے تھے اور شہر میں بھی ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ غرضیکہ صلح کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی گئی لیکن بے سود۔ کیونکہ سادات صلح پر مائل نہ تھے۔ اس واسطے مجبور ہوکر جنگ کی ٹھانی۔ میں (مؤلف رح) نے ان دونوں فریقین کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس طرف کی فتح معدوم ہوئی۔ میں نے علی محمد خاں کو خوشخبری دی بہرحال دونو طرفیں لڑائی کے لئے آمادہ ہوئیں۔ دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ وزیر کے بھائی اور علی محمد خاں کی فوجیں جنوب شمال کی ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر جا رہی تھیں + ؎

ہمہ نامداران جوشن دراں	برفتند با تیغہائے گراں
دلیران یک یک چو شیر ژیاں	ہمہ بستہ برکیں خونی میاں
شد از سم اسپان زمین لعل رنگ	ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پہلے ہی حملہ میں ان کا مقابلہ علی محمد خاں کے ہراول سے ہوا۔ جو بہادری اور دلیری میں زمانہ بھر میں مشہور تھا ؎

بگیتی کسے مرد ز ینساں ندید	نہ از نامداران پیشیں شنید
بصحرا چو شیر یست فیروز جنگ	بدریا دلیرے است ہمچوں نہنگ

اور ایسی جد وجہد کی کہ اگر سام نریمان۔ بہمن اور اسفندیار اس وقت ہوتے۔ تو غلام

بن جاتے۔ اور اس طرح جنگ کی کہ جلاد فلک بھی شرمندہ ہوتا تھا ؎

بہر تیرے از شست آں پہلواں   تن جنگ جوئے بپرداخت جاں
یکے را کہ زد تیغ سنداں شگاف   دو پیکر نمود از سرش تا بناف
یکے را کہ زد تیر بر فرق سر   کلہ خود از ششکم بہر پدر

ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اس قسم کی جنگ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی۔ اور زمانے کے کان نے وہ فسانہ نہ سنا ہوگا ؎

آنچہ روزے بود یارب گر تیغ زد   آسمان در اضطراب آمد زمیں در اضطرا

دشمن یہ حالت دیکھ کر گھبرائے اور نیم بسملانہ حرکت کی۔ بہت سے عدم آباد کو سدھارے۔ پھر اس طرف سے رخ پھیر کر وزیر کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلواریں سونت گھوڑوں کو ایڑ لگا اچانک اس کی فوج پر جا پڑے۔ اس کا ہراول ان کے صدمے سے بھاگ اٹھا۔ علی محمد خاں یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہوا۔ اور خشمناک شیر کی طرح دھاڑ کر اپنی جگہ سے ہلا اور باز کی طرح دشمن کا رخ کیا۔ لیکن وہ سد سکندری کی طرح جگہ سے نہ ہلے اور مردانہ جنگ کی۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند   نبرد جہاں در جہاں ساختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند   گذرگاہ کردند بر مور تنگ
طرافے کہ از مقرعہ خاستہ   برون رفتہ زیں طاق آراستہ
بر پشت پیلانِ تیرہ زباں   خروشاں و جوشاں ویلہ کناں
سناں بر سر سوئے بازی کناں   بخوں روئے دشمن نماری کناں

اسی اثناء میں وزیر کا بھائی جو میدان جنگ سے دور کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ پکڑ دھکڑ دیکھ کر رستم و اسفندیار کی طرح لڑا ؎

رواں کرد موکب شتابندۂ   ز پولاد چوں برق تابندۂ
بجولاں زدن سرفرازی کناں   ز شمشیر چوں برق بازی کناں
در آمد نہادر دو چالش کناں   بخونِ مخالف سگالش کناں

علی محمد خاں نے انہیں اسطرح پریشان کر دیا جیسے ہرن شیر سے عاجز آجاتا ہے ؎

بجز وار شیرے کہ بر گور زد   زند پنجۂ گور آید بسر

وزیر کے بھائی کے داخل ہونے کی دیر تھی تو اُس کے پھریرے پر فتح و نصرت کی ہوا چلنے لگی۔ دشمنوں کی جمعیت ٹوٹ گئی اور ان کا مجمع پروین بنات النعش اور فرق فرقدان کی طرح متفرق اور تتر بتر ہو گیا۔ ان کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین قتل ہوا۔ بعد ازاں خوشی کے نقارے بجا کر اس ملک کا بند و بست کیا۔ اور پھر شاہجہان آباد واپس چلا آیا۔ علی محمد خاں اپنے علاقے میں چلا گیا۔ میں (مؤلف رح) بھی اس سے جدا ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وزیر اس فتح سے خوش ہو کر حضرت سلطان الاولیاء کا شکر گذار ہوا۔ اور اپنے بھائی کو سو تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا ؁

ذکر در بیان

رسیدن مؤلف ایں کتاب بخدمت سراسر سعادت حضرت خلیفۃ اللہ و بہ نظر مبارک گذرانیدن کتاب کشف الحقائق مقامات قیومیت تحسین و آفرین کردن آنجناب و خبر دادن آنحضرت از قرب ارتحال خویش ازیں جہان ؁

اس کتاب کا مؤلف فقیر محمد احسان اس مہم کے بخیر سرانجام ہونے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن مجھے آنحضرت کی خانقاہ کا نقشہ بالکل بدلا ہوا نظر آیا۔ جیسے کوئی کارکن اپنے کام سے فارغ ہو کر اُٹھنے کو ہوتا ہے ان دنوں آنحضرت اکثر حسب ذیل شعر ورد زبان رکھتے ے

بحمد اللہ کہ بر زعم زمانہ بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

مذکورہ بالا شعر مولوی جامی رح نے یوسف زلیخا کی تصنیف سے فارغ ہو کر آخر پر لکھا ہے بعض اوقات یہ مصرعہ پڑھتے۔ مصرع

برخیز ازیں بزم نشستم بسیار

مجھے یہ حالت دیکھ کر وہم سا ہو گیا۔ آخر ایک روز آرام کے وقت آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے اس شعر اور مصرعہ کے پڑھنے سے مجھے بہت وہم ہو گیا ہے۔ اگر نہ پڑھیں تو بہتر ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو لیکن چونکہ مجھ پر بدرجہ

غایت مہربان تھے۔ بس واسطے یہ شعر پڑھنا ترک کر دیا۔ اتنے میں آنحضرت کے بڑے خلیفہ صوفی مرزا حاجی ایک روز مجھ سے آنجناب کی کثرت ارشاد کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک اُن کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں۔ کہ اب آخری وقت ہے جو قوت ارشاد حق تعالےٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ ان کی اس بات سے میرا وہم اور بھی زیادہ ہو گیا۔ وہ یہ کہ آنجناب کی عمر کا آخیر وقت آپہنچا ہے۔ پھر میں نے صوفی صاحب سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ صوفی صاحب نے میرے گمان کو تاڑ کر فرمایا کہ آخری وقت سے مراد قرب قیامت ہے۔ اُنہوں نے پھر میری تشفی کے لئے حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ درباره حضرت خلیفۃ اللہ بیان کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کو مسن اور ضعیف مشاہدہ کیا ہے۔ اِس سے مجھے گونہ تسلی ہوئی۔ اس خوشخبری کے شکرانہ میں مَیں نے مٹھائی منگا کر آنحضرت کے حضور پر نور میں رکھی اور ساری بات عرض کر دی۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی حضرت حجۃ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم مسن اور ضعیف ہو گے یعنی بڑی عمر کو پہنچو گے بعد ازاں فرمایا کہ اس وقت میری عمر کے قریباً ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ ضعف بھی غالب آگیا ہے ڈاڑھی بھی سفید ہو چکی ہے۔ دانت گر چکے ہیں۔ سو حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ صادق آچکا ہے ؎

انہیں دنوں ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں قبرستان سے گذرے آنحضرت نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھا۔ مَیں حاضر خدمت تھا عرض کیا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کی زندگی میں اس جہان سے گذر جاؤں اور جناب میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دیکھا جائیگا۔ اول ہم مرتے ہیں یا تم بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو عنقریب ہی اس کے برعکس ظہور میں آئیگا ؎

اسی سال میں نے اپنی تصنیف کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ہر روز چار ورق اس کے نظر ثانی کرتے تھے حضرت خلیفۃ اللہ نے اِس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف نہایت عجیب و غریب ہیں جنہیں اس سے پہلے کسی شیخ نے بیان نہیں کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاصہ علوم ہیں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے تھے۔ حقتعالےٰ نے تم پر ظاہر کئے اور ان کا

تحریر کرنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کہ پروردگار نے تمہیں ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ چونکہ اس کتاب میں آپ نے متعلقہ حقائق و معارف ظاہر کئے ہیں اور قیومیت کے عجیب و غریب علوم کا ذکر کیا ہے۔ ہم اس کتاب کا نام کشف الحقائق مقامات قیومیت مقرر کرتے ہیں۔ اسی نام پر دعائے خیر کی۔ اس کی تاریخ "مقامات قیومیت" سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس کا بھی نام قرار پایا۔ نیز اس کی تاریخ "ظہور اول" سے برآمد ہوتی ہے۔

انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے منصب قیومیت کے خاصہ مقطعات قرآنی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واضح رہے کہ مقطعات قرآنی کے اسرار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق تعالےٰ نے سوائے حضرات قیوم اربعہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی، حضرت عروۃ الوثقےٰ۔ حضرت حجۃ اللہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی بہت منت و سماجت کی۔ کہ ان اسرار سے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی نے ان اسرار کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ اور نہ ہی ان کے باطن کو اس سے آگاہی تھی۔ میں کیونکر ظاہر کروں۔ دشمن بڑا قوی دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو چوری سن لے۔ پھر پھر عرض کیا۔ جناب قادر ہیں۔ شیطان کو دفع کرلیں۔ آخر آنجناب نے اپنے فرزند عزیز کی خاطر صرف حرف ق کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ پر باقی اسرار خود بخود منکشف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات حضرت قیوم اول کے حالات میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔ پھر یہی اسرار حضرت عروۃ الوثقےٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو بذریعہ توجہ باطنی القا کئے۔ عشاء کی ہر نماز کے وقت یہ اسرار حضرت خلیفۃ اللہ پہ وارد ہوتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی ان اسرار کی خوشخبری دی۔ نماز عشاء میں حضرت خلیفۃ اللہ پر بھی ظہور ہوا۔ اس فقیر کو بھی آنحضرت نے ازراہ کرم و بندہ نوازی بشارت عظیم دی۔ آنحضرت کی توجہ مبارک سے انہیں دنوں ان اسرار کے علم سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے ؎

اگر بادشاہ بردر پیرہ زن　　بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اللہ تعالےٰ کی مغفرت نہایت وسیع ہے ان اسرار کو بطور اشارہ کشف الحقائق مقامات قیومیت

میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہی یہی اسرار ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے آنحضرت کی توجہ سے یہ اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ جنہیں میں نے آنحضرت سے بیان کیا تھا۔ اور آنجناب نے فرمایا تھا کہ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حقتعالے نے اپنے فضل و کرم سے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں لکھو میں نے حسب الارشاد وکشف الحقائق مقامات قیومیت، تصنیف کرکے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ نے ان اسرار کی خوشخبری معہ اُنکے لوازمات کے عنایت فرمائی۔ اور اس بشارت کی خلعت اپنی خاص قبا مجھے پہنائی۔ اس واسطے میں نے اس بشارت کو اس سال کے حالات میں لکھدیا ہے۔ پھر مجھے آنحضرت نے مشرقی علاقے میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن میں مشوش تھا۔ کہ یہ کام مجھ سے کیونکر نبھیگا۔ نیز میں آنحضرت کی خدمت سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جب آنحضرت نے سخت تاکید کی۔ تو مجبور ہو کر میں نے یہ ظاہر کیا آنحضرت نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ تم پھر بھی مجھ سے ملوگے۔ اس بات سے میری تسلی ہوئی۔ پھر مجھے مشرقی علاقے کی طرف روانہ کیا۔ میں مدت تک اس علاقے میں رہا۔ لیکن صبح شام قلق میں تھا۔ ہر روز وحشت ناک خواب آتے جیسا کہ آگے لکھے جائینگے۔

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی چھوٹی لڑکی اس دار فانی سے رحلت کر گئی۔ آنحضرت کو اس کی وفات کا نہایت قلق ہوا۔ اس کی نعش سرہند بھیجدی جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضۂ منورہ میں مدفون ہوئی۔

ذکر دربیان

سال سی و ہفتم از جلوس قیومیت رابع در انحراف مزاج مبارک آنحضرت از سلطان بدار کان او و سکنۂ شہر دار الخلافت شاہجہان آباد از کثرتِ اعمال سیات ایشاں و سزا یافتن آنہا از بد کرداری خود و شمۂ احوال نادر شاہ کہ اجمال موسوم بہ نادر شاہ است و تسلط و غلبہ او بر ملک ہندوستان

اس سال شاہجہان آباد کے باشندے اس طرح فسق و فجور میں مبتلا ہوئے کہ خارج از تحریر ہے۔ غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی ہوتا تھا کہ زبردست حق المقدور زیر دستوں

پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے۔ لیکن کوئی اُن کی نہیں سُنتا تھا۔ بادشاہِ وقت ایسا غافل تھا۔ کہ اسے اپنے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی۔ کہ لوگوں کی کیا حالت ہے اور کس فکر میں ہیں سوائے شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں کے شغل کے اور کوئی کام نہ تھا۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر لیتا ہے ؎

وزیرے چناں شہریارے چناں جہاں چوں نگیرد قرارے چناں

ارکان سلطنت بھی عیش و عشرت بدعت اور مردم آزاری میں مشغول تھے۔ سرکار سے مستحق لوگوں کے جو وظائف مقرر تھے۔ یک قلم موقوف کر دئے۔ جب وہ عدالت کو عرض کرتے تو کوئی اُن کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جو لوگ صاحب مرتبہ تھے وہ اس درجہ بخیل تھے کہ ایک پیسہ تک مسکینوں کو نہ دیتے تھے۔ گداگر اس کثرت سے تھے۔ کہ گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھرتے تھے جن کی آنتیں قل ھو اللہ پڑھتی تھیں۔ کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوتا۔ میں ان دنوں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں تھا۔ دیکھا کرتا تھا۔ کہ بیشمار فقراء آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور گداگر آنجناب کی خانقاہ کے گرداگرد روتے پھرتے تھے۔ آنحضرت حتی المقدور اُن کی غور و پرداخت کرتے۔ اور اکثر مجھ فقیر کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ کہ شہر کے باشندے۔ ارکان سلطنت معہ بادشاہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور خلق اللہ کے حق میں تساہل کرتے ہیں۔ اہل احتیاج کے وظائف بند کر لئے ہیں اور مسکین بھوکوں مر رہے ہیں۔ اُن کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ظلم و تعدی بکثرت کرتے ہیں۔ ان باتوں کا انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نظر کشفی میں یہ آتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہی بلائے عظیم میں مبتلاء ہونگے جس سے مخلصی محال ہوگی۔ کافر لوگ بسبب صمصام الدولہ مسلمانوں پر غالب آئے تھے کیونکہ فوج کا سپہ سالار صمصام الدولہ تورانیوں سے ڈر کر راجگان ہند سے جو کافر بت پرست تھے دوستی کرتا تھا۔ اور ان کا ممد و معاون بنا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کو ورغلایا ہوا تھا۔ کہ یہ تیرے دوست ہیں۔ بادشاہ نے اس کی ابلہ فریب باتوں میں آکر اکبر آباد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اِن ملعونوں نے وہاں کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم توڑنے شروع کئے۔ اور کفر کی رسموں کو جاری کیا۔ اور گائے کی قربانی جو اسلامی شعار ہے مطلق بند کر دی۔ علانیہ کوچہ و بازار میں بت پرستی شروع ہوگئی۔ کفار کے معبد جو عالمگیر نے گرا کر مسجدیں تعمیر کرا کے اسلام آباد نام رکھا ہوا تھا ان دنوں ان بدبختوں نے موقع پا کر انہیں گرایا اور پھر اپنے معبد از سر نو بنائے اور بدعت کو جاری

کیا مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ عمل ان حرکات سے ناراض تھے۔ صمصام الدولہ نے اُن کی ناراضگی کو بادشاہ سے کسی اور طرح ظاہر کیا۔ کہ یہ تمہارے پکڑنے کی فکر میں ہیں۔ کم عقل بادشاہ نے اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور مغلوں کی طرف سے بدخیال ہو گیا۔ اور اپنے ارکان سلف سے بگاڑ لی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں بگڑ گئی۔ تمام جہان میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر ایک سر میں جدا ہی خیال اور ہر ایک گوشے میں الگ ہی کانا پھوسی ہو رہی تھی۔ اس شہر کے باشندے اس سے پہلے اگرچہ بُرے افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ اللہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو یہ تائب ہو جاتے تھے۔ اور اپنے بُرے افعال سے باز آجاتے تھے۔ فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور بخل میں اس طرح منہمک تھے کہ پھر خدا کا رخ نہ کیا۔ کئی سال اسی جہالت و تاریکی میں بسر کئے۔ خاصکر اس سال تو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت سے ستم رسیدہ اور مستحق لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آنحضرت اُن کی تسلی کرتے اور دلداری دیتے۔ اور ارکانِ سلطنت اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتے۔ وہ منافقانہ طور پر سمعاً و طاعتاً کہہ دیتے تھے۔ لیکن کرتے نہیں تھے۔ آنحضرت سخت ناراض تھے۔ ایک تو اس واسطے کہ بادشاہ سے ناشائستہ حرکات ظہور میں آتی تھیں۔ دوسرے اس واسطے کہ خلق اللہ فسق و فجور اور نافرمانی میں مشغول تھی لیکن پھر بھی آنحضرت انہیں وعظ و نصیحت کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ اکی مرتبہ آنحضرت اس قدر غضبناک ہوئے کہ روئے مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ از حد غضبناک ہو کر امراء و بادشاہ کو فرمایا۔ کہ اگر بُرے کاموں سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ تم پر اور اس شہر پر ایسی بلا نازل ہوگی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو۔ لیکن پھر بھی ان کم بختوں کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ آنحضرت نے "و اعرض عن الجاھلین" کے مطابق ان سے روگردانی کر لی۔ لیکن آنحضرت کا غضب و غصہ دن بدن بلکہ ساعت بساعت زیادہ ہوتا گیا کیونکہ آنحضرت نے اپنی توجہ سے بادشاہ اور ارکان سلطنت کو خاک سے اٹھا آسمان پر پہنچایا تھا چنانچہ بادشاہ پہلے قیدخانے میں گلتا سڑتا تھا۔ اسے اپنی توجہ سے تخت و تاج کا مالک بنایا۔ دوسرے امراء جب قطب الملک اور امام الملک کے پنجے میں گرفتار تھے۔ اور انہیں ایسا عاجز کر رکھا تھا۔ زندگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی حمایت میں لیکر قطب الملک اور امام الملک کی جگہ مقرر کر دیا۔ پھر جبکہ قطب الملک نے ان پر حملہ کیا۔

جبکہ امام الملک ان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا۔ تو وہ پریشان حال ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اور آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی تھی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ اور امراء دونوں کو اپنی دعا کی حمایت میں لیا۔ اور اس بلا سے نجات دلا کر مظفر و منصور کیا۔ باوجود اس قدر احسانات اور حقوق کے سب کو فراموش کر کے آنحضرت کی مرضی کے خلاف عمل کرتے تھے۔ بلکہ بادشاہ تو بعض حاسدوں کے کہنے سے آنحضرت کی نسبت بدگمان ہو چلا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں شیخ صاحب خود ہی سلطنت نہ سنبھال لیں۔ چنانچہ یہ بات مفصل لکھدی گئی ہے کہ بادشاہ کے دل میں کیونکر خیال و وہم پیدا ہوا اور آنحضرت نے اُسے کس طرح رفع کر کے پھر بادشاہ کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ایسی حالت میں آنحضرت غضبناک نہ ہوں تو کیا کریں۔ آنحضرت کے غضب کا نتیجہ جلدی ہی بادشاہ اور امراء کو مل گیا۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی لکھا جائیگا۔ اس موقعہ پر بنی اسرائیل کے انبیاء کی ایک سرگذشت یاد آئی ہے جو بجنسہٖ لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک نبی ارمیا نام شہر بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ اور خلقت کو امر نہی کی دعوت کرنے لگے۔ اور اُخروی عذاب سے ڈرانے لگے۔ لیکن لوگ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ اس حالت پر عرصہ دراز گذر گیا۔ تو آخر بذریعہ وحی نبیؑ کو حکم ہوا کہ خلقت کو کہدو کہ اگر بُرے افعال سے باز آجائے تو بہتر ورنہ عذاب کے لئے منتظر رہے۔ ہم ان پر وہ لوگ مقرر کرینگے جو انہیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کرینگے۔ اس نبیؑ نے اللہ تعالےٰ کا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیا۔ لیکن وہ پھر بھی افعالِ شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تھوڑی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو وہاں بھیجا جس نے وہاں کے ہزارہا باشندوں کو بیدریغ ہو کر تہ تیغ کیا بخت نصر نے قسم کھائی کہ جب تک چھتیس میل تک خون کا دریا نہ بہیگا میں تلوار نیام میں نہیں ڈالونگا۔ واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ خون کا دریا بہا دیا۔ اور جو تلوار سے بچ رہے وہ مصر بھاگ گئے بخت نصر نے پیغمبرِ وقت سے بھی یہی سلوک کرنا چاہا۔ لیکن اس کے آدمی جو بطور جاسوس اس ملک میں آئے تھے۔ اور پیغمبرِ وقت کی وعظ و نصیحت سے واقف تھے۔ اُنہوں نے بخت نصر کو کہا۔ کہ اس بزرگ نے اس قوم کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن یہ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ بخت نصر نے پیغمبرِ وقت سے معافی مانگ کر رخصت کیا۔ پیغمبر چند از راہِ

کرم جو انبیاء کا خاصہ ہے۔ بھاگے ہوئے لوگوں کے پیچھے مصر گئے کہ شاید اس مصیبت سے بچکر سمجھ جائیں اور راہِ راست پر آجائیں۔ اس خیال سے پھر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جو لوگ اپنی ہٹ پہ تھے۔ وہ برابر مُصر ہی رہے۔ ان کے اعتقاد میں بال بھر فرق نہ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مُطابق پیغمبرِ خدا نے ان لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تمہاری شامتِ اعمال سے مصر خراب ہو جائیگا۔ جو مصیبت بیت المقدس پر تم پر نازل ہوئی تھی وہی یہاں پر ہوگی یعنی بخت نصر یہاں بھی آجائیگا۔ اور چار پتھر پکڑ کر ایک جگہ رکھدئے اور کہا کہ بخت نصر کو لاکر یہاں رکھیگا۔ اور تمہاری سخت سے سخت بے عزتی کرے گا۔ بہتر ہے کہ توبہ کرو۔ لیکن ان لوگوں نے ایک نہ مانی۔ جب بخت نصر بنی اسرائیل کے قتل سے فارغ ہوا۔ تو ایلیا یعنی بیت المقدس کو لوٹا کھوٹا اور مسجد اقصےٰ کو جس میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے یاقوت جڑوائے تھے۔ گرائی۔ اور پھر مصر کا رُخ کیا۔ پہلے وہاں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ جو لوگ بھاگ کر تمہارے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ اگر انہیں واپس دے دو تو بہتر ورنہ وہی گت بناؤں گا جو بیت المقدس کی بنائی ہے۔ بادشاہ نے لکھ بھیجا کہ وہ پیغمبر زادے ہیں۔ یہ آزاد ہیں۔ بندے نہیں۔ دوسرے یہ بات مروّت سے بعید ہے کہ یہ میری پناہ میں ہوں۔ اور میں انہیں تمہارے سپرد کر دوں۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ جو کچھ تم سے ہوسکتا ہے کرو۔ جب بخت نصر نے ایسا جواب سُنا تو ناراض ہو کر مصر کا رُخ کیا وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو معہ بادشاہ قتل کر دیا۔ اور جو بیت المقدس سے بھاگ کر آئے تھے اُن پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اتنے میں بخت نصر کی نگاہ ایلیاء پیغمبر پر پڑی۔ ناراض ہو کر انہیں بھی تکلیف پہنچانی چاہی۔ اور کہا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا پھر تو نے کیوں دشمنوں کا ساتھ دیا اس نے کہا میں انہیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ کہ شاید اپنے افعالِ قبیحہ سے باز آجائیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مَیں نے تمہارے آنے کی اطلاع انہیں دے دی تھی۔ لیکن اُنہوں نے نہ مانی چنانچہ چار پتھر جو تمہارے تخت تلے ہیں۔ میں نے ہی رکھے تھے کہ ان پتھروں پر اس کا تخت ٹکیگا۔ بخت نصر کے آدمیوں نے جو اس حادثہ کی خبر بادشاہ کے پاس لائے تھے گواہی دی۔ کہ حضرت ایلیاؑ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر بخت نصر نے پیغمبر صاحب کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ بہت سا ہدیہ دے کر معافی مانگی۔ اور رُخصت کیا ؎

ذکر در بیان

ابتدائے احوال نذر قلی کہ مشہور بنادر شاہ ہست و بہ سلطنت رسیدن او

نادر شاہ کے ابتدائی حالات اور اُس کا سلطنت تک پہنچنا مؤرخوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے لیکن ایک قول صحیح ہے جو معتبر اشخاص کی زبانی سُنا ہے وہ یہ ہے کہ قندھار کے خاقان جب پھر غالب آکر ایران پر قابض رہے ان سے پھر نادر شاہ نے لیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھا۔ جب نادر شاہ ہند کو فتح کر کے اپنے وطن مالوف کو گیا۔ تو اُنہوں نے ہند میں بود و باش اختیار کر لی۔ ان میں سے ایک رسول خاں نامی میرا (مؤلف) مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ نادر شاہ اصل میں قبیلہ افشار سے ہے۔ اس کا باپ شتربانی کیا کرتا تھا۔ اور ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اور بھلی بُری کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتا تھا۔ وہ گاؤں خراساں کے علاقے میں تھا۔ اس ساربان کے ہاں یہ لڑکا ۱۱۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ قہر الٰہی کی علامات اس کی پیشانی سے نمایاں تھیں۔ اور سختی رعب دار اور ہیبت کی نشانیاں اس کے چہرے پر نمودار تھیں ؎

اگر مار زاید زنِ باردار — بہ از آدمی زادۂ دیو سار

اس کا نام والدین نے نذر قلی رکھا۔ جب بالغ ہوا۔ تو اس کا باپ مر گیا۔ گاؤں کا نمبردار اس کی غور و پرداخت کیا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام کاروبار اسی کے سپرد تھا۔ جب وہ نمبردار مر گیا۔ تو اس کا مال و اسباب سب نذر قلی کے ہاتھ آیا۔ پھر ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر کے پاس کے ایک رئیس سے جل بانٹ کی۔ اور ترقی کرنے لگا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے انجام تک پہنچا کر چھوڑتا حتیٰ کہ صاحب اختیار اور اس کا منتظم ہو گیا ایک رات موقعہ پا کر اسے قتل کر دیا۔ اور خود اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اس تمام مال و اسباب پر قابض ہو کر اس علاقے کا بندوبست کر کے وہاں کا مستقل حاکم بن بیٹھا۔ جدھر توجہ کرتا بآسانی وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ ڈاکہ بھی ڈالا کرتا۔ راہزنی بھی کیا کرتا۔ اور شاہی علاقے میں بھی لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اس کام میں خاص ترقی کر لی۔ تو شاہِ ایران کو خبر پہنچی۔ کہ خراسان کے ملک میں ایک شخص قزاقی اور رہزنی

کرتا ہے۔ اور وہاں کے اکثر شہر اس کے ظلم کے باعث ویران ہوگئے ہیں بادشاہ نے یہ سنتے ہی اس کے دفعیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند مرتبہ شاہی فوج اور نادر کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر شاہی فوج اسے تسلی دے کر بادشاہ کے پاس لائی بادشاہ نے اس کی پیشانی پر سرداری کے آثار دیکھ کر اسے رکن سلطنت بنا لیا۔ چونکہ اس کی اصل میں خطا تھی۔ اس لئے موقع پاکر ایرانیوں سے مل ایک قدیمی شہزادے کو تخت پر بٹھا کر شورش برپا کی بادشاہ نے اس کا بہتر دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر نادر نے ایران پر قابض ہوکر بادشاہ کو قتل کیا۔ اور جس شہزادے کو تخت پر بٹھایا تھا اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور تخت شاہی پر بیٹھکر نادر شاہ بن بیٹھا۔ تھوڑی مدت سلطنت ایران کا بندوبست کرکے روم کا رخ کیا۔ رومیوں اور اس کے مابین چند مرتبہ سخت لڑائی ہوئی جس میں روم والوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آخر رومیوں نے متفق ہو کر اسے شکست فاش دی چنانچہ تاریخ میں اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے آنے جانے کی بابت لکھا ہے۔ کہ اس کی آمدورفت مدوجزر (جوار بھاٹا) کی طرح ہوئی۔ جب شکست کھا کر ایران آیا۔ تو پھر لشکر جمع کرکے روم پہنچکر کسر نکالی۔ چنانچہ عراق وعرب میں قتل عام کیا اور پھر ایران پہنچکر بندوبست کرکے گردو نواح پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر قندہار کا ارادہ کیا۔ جب قندہار کے قریب پہنچا۔ تو وہاں کا حاکم مقتول شاہ ایران کا بھائی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ دو سال تک جنگ جاری رہی۔ جب تنگ آگیا۔ تو صلح کرکے قلعہ نادر کے حوالے کیا۔ نادر شاہ نے وہاں کا انتظام کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔

ذکر دربیان

جنبیدن لشکر ہند وعراق یعنی توجہ نمودن نادر شاہ بسوئے ہندوستان ومقابلہ نمودن عساکر ہندوستان اورا۔

جب نادر نے ایران اور قندھار کے انتظام سے فراغت پائی۔ تو ہند کا رخ کیا۔ ان دنوں چونکہ ہندوستان کی سلطنت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور امراء اور بادشاہ کی آپس میں بگڑی ہوئی تھی۔ بعض ارکان سلطنت جو بادشاہ کے خیر خواہ تھے۔ وہ بادشاہ کی کم عقلی۔ بداعمالی اور اس کے بدعتیوں سے مل بیٹھنے کے باعث ناراض رہتے تھے اور اکثر مشفقانہ

کلمات بادشاہ سے عرض کرتے۔ لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے ان کی دال نہ گلتی تھی جب نادر نے قندھار پر حملہ کیا۔ تو بعض ارکان سلطنت نے نادر شاہ کو لکھا کہ اگر بادشاہ بطور سیر بھی ہند کا رُخ کرے۔ اور ہمارے بادشاہ کو وعظ و نصیحت سے راہ پر لاکر مخالفوں کو جن کی وجہ سے بادشاہ فسق و فجور میں مبتلا ہے درمیان سے اُٹھا دے۔ تو بہتر ہوگا لیکن یہ ان کا کمینہ پن تھا۔ کہ بیگانے کو اپنے ملک میں داخل کرتے ہیں اور مخالفوں کو اپنے پر غالب کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو معہ بادشاہ اس کے سامنے ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ رعیت کو اس کے تابع کرتے ہیں۔ ایسی رائے دور اندیش عقل سے تو بالکل بعید ہے ؎

بدستِ خویش تبہ میکنی تو صورت خود وگر نہ ساختہ اندت چنانکہ مے باید

لیکن ارادہ ازلی کا اول بدل کرنا محال ہے۔ جب نادر شاہ کو یہ خط پہنچا تو تو تھوڑے ہی عرصہ میں ٹڈی دل لشکر لیکر سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں بلائے مبرم کی طرح ہند کا رُخ کیا پہلے غزنی لیا۔ پھر کابل۔ اہل کابل نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ لیکن آخر تنگ آکر شہر اور قلعہ دونو اس کے حوالے کئے۔ وہاں کا انتظام کرکے پشاور کا رُخ کیا۔ لیکن پٹھانوں نے مزاحمت کی۔ حتیٰ کہ اِدھر قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جب نادر نے دیکھا کہ اب یہاں سے گذرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ تو جلال آباد میں ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ سُنکر پشاور کا حاکم شہر سے نکل جمرود کے قریب مقابلہ کے لئے آڈٹا۔ اور پٹھانوں سے ملکر اس نے سارے ناکے اور راستے بند کر دیئے۔ اور ہندوستان کے بادشاہ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ یہاں کے تمام آدمی غنیم سے لڑنے کے لئے مستعد ہیں۔ اگر حضور سے کچھ مدد پہنچ جائے۔ تو یہ مہم جلدی سرانجام ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے بسبب غفلت ذرہ پرواہ نہ کی۔ ارکانِ سلطنت نے کہا کہ اس حادثہ کی تدبیر قبل از وقت کرنی چاہیئے۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ اللہ نے بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظرِ کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر تم جلدی دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے فتح تمہیں عطا کریگا۔ بادشاہ تو اس حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہوا۔ لیکن بعض خوشامدیوں کے کہنے سے پھر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ حسب ذیل نظم اس وقت کی سلطنت کے کاروبار پر بالکل صادق آتی ہے ؎

نہ بزم عشرتِ تو عیش مستمنداں تلخ نہ ہے عزمیت اندوہ فزائے شاہ دیگاہ

نعوذ باللہ ازاں دم کہ این وآں گوئید	کہ زد مخالف بر شہر خیمہ و خرگاہ

اس قصہ کے مطابق خوارزم شاہ کی حکایت ہے جو اس وقت دل میں آئی ہے۔ اور بالکل شاہ ہند کے حالات کے مطابق ہے :۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں پورے طور پر سلطان محمد شاہ خوارزم پر غالب آگیا۔ تو اس وقت بادشاہ نے عیش و عشرت کی بساط کو وداع کیا۔ کہتے ہیں اس وقت بعض محتاج اس کے دروازے پر کھڑے تھے۔ کوئی ان کا پرساں حال نہ تھا۔ اس کی جباری سے حیران اور عاجز تھے۔ ایک روز وزیر سے انہوں نے سخت شکایت کی۔ وزیر نے کہا۔ مجھے معاف رکھو۔ پہلے میں بادشاہ کی طرح عورتوں کی زیب و زینت کا انتظام کروں جب تک اس سے فارغ نہ ہونگا۔ اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ چنگیز خاں کی فوج دریائے جیحوں کو عبور کر کے نزدیک آپہنچی ہے۔ پھر بادشاہ کی جو گت بنی سو بنی۔ اِسی طرح ہندوستان کی رعایا کی حالت تھی۔ بادشاہ سے تنگ آکر حسب ذیل اشعار پڑھتے تھے ؎

اے خداوند ہفت سیارہ | بادشاہے فرست خونخوارہ
کہ در و دشت را کند چوں دشت | جوئے خوں آورد نخوں پارہ
عدو مرداں بنفر آید | ہر یکے را کند بصد پارہ

لیکن چونکہ نادر شاہ بہت مُدت ڈیرا ڈالے رہا۔ اس واسطے اس کا لشکر تنگ آگیا۔ چاروں طرف سے پٹھانوں نے سامان رسد بند کر دیا۔ اور موقعہ پا کر رات کو حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ نادر شاہ کے آدمی حیران تھے۔ کہ کریں تو کیا کریں۔ اکثر اوقات اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے قوت لایموت بناتے بہت سے اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور باقی جو تھے وہ بھی اس مصیبت سے رہائی کی تدبیریں سوچتے تھے۔ اتنے میں تقدیر الٰہی سے ایک پٹھان رئیس جو اپنے قبیلوں کا دشمن تھا۔ نادر شاہ سے آملا۔ نادر نے اس پر شاہانہ عنایات کیں۔ اس نے عہد کیا۔ کہ اگر بادشاہ اس علاقے کی ریاست مجھے دے تو میں کسی نہ کسی طرح پشاور پہنچا دونگا۔ نادر نے منظور کیا۔ وہ نادر کو شارع عام سے بہت دور ایک اور راہ جمرود سے لایا۔ حاکم پشاور جو وہاں پہلے ہی سے لڑائی کے لئے تیار تھا۔ لڑا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ مارا گیا۔ باقی بھاگ گیا۔ اور خود گرفتار ہوا۔ نادر نے پشاور کو لوٹا۔ اور دریائے سندھ کو عبور کیا۔ راستے میں جو ملتا اسے ہی قتل کر دیتا۔ اور گاؤں اور قصبوں

کو جلا دیتا۔ تھوڑے دنوں میں لاہور کے قریب آپہنچا۔ وہاں کا حاکم اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ نادر نے اسے کہلا بھیجا۔ کہ ہم سے کیوں لڑتا ہے۔ اگر خود تو سلطنت کا دعویدار ہے۔ تو ہم سے لڑو ورنہ جو غالب آئیگا۔ اس کا مطیع رہنا۔ وہ اس بات کو مان گیا۔ لیکن بعض دلیری کر کے نادر شاہ کے لشکر سے لڑے۔ چنانچہ میرزا عزیز بیگ تین ہزار سوار لیکر سخت لڑائی لڑا۔ اس نے نادر شاہ کی بہت سی سپاہ تباہ کی۔ لیکن آخر شہید ہو گیا۔ اس واسطے لاہور اور اس کے گرد و نواح کے اکثر باشندے قتل ہوئے۔ حاکم لاہور نے نکلکر نادر سے ملاقات کی۔ اور کچھ تحفے دیکر اپنے بیٹے کو نادر کے ساتھ کیا۔ لاہور سے نکلکر جب شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ تو حکم دیا کہ رستے میں جو فرد بشر پاؤ کیا بوڑھا کیا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی کو قتل کر دو۔ اور ان کے گھر جلا دو۔ سڑک کے دونو طرف کے شہر گاؤں اور قصبوں کو جلایا اور اُن کے باشندوں کو قتل کیا۔ اسی طرح قتل و غارت کرتا سرہند جا پہنچا ٭

ذکر دربیان

رسیدن نادر شاہ بہار الارشاد سرہند و ملاقات نمودن حضرات مخدوم زادہائے سرہند و امان یافتن شہر از دستِ غارتِ او

نادر شاہ نے سرہند میں پہنچنے سے پہلے ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ اس شہر کے ایک باشندے کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ حتیٰ کُتے بلی تک ہلاک کر دونگا۔ کیونکہ شاہجہان آباد کے بادشاہ آباد اجداد سے حضرات سرہند کے مرید چلے آتے تھے۔ اور ان کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے منسوب ہے۔ جن کے تمام اہلِ ایران دشمن ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام تورانی اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور ایرانیوں اور تورانیوں میں قدیمی دشمنی چلی آتی ہے اس واسطے نادر نے حکم دے دیا۔ کہ اس شہر کا نام و نشان تک نہ چھوڑنا۔ اسی اثنا میں ایک روز نادر تخت پر سونا ہی چاہتا تھا۔ کہ ایک نورانی شکل سفید ریش کندھے پر مصلے ڈالے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑا کہتا ہے۔ کہ نادر شاہ! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو اس شہر کو تکلیف نہ پہنچانا۔ بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا۔ اور اس شہر کے مشائخ کو راضی کرنا تاکہ تو اس ملک پر فتح حاصل کر سکے۔ نہیں تو ایسی بلا نازل ہوگی۔ کہ اس سے نہ تو بچیگا نہ تیرا

لشکر یہ تین مرتبہ تاکید کر کے وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا۔ نادر شاہ یہ کلمات سن کر گھبرایا۔ اور پاسبانوں کو بلا کر ڈانٹنے لگا۔ کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا انہیں سزا دینی چاہئے۔ تو انہوں نے قسم کھا کر کہا۔ کہ ایسے وقت میں کوئی شخص ہم نے گذرنے نہیں دیا۔ نادر سمجھا کہ یہ مرد غیب تھا۔ بعد ازاں حاکم لاہور کے لڑکے سے جو اس کے ساتھ تھا پوچھا کہ اس شہر کے مشائخ کون ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ اس شہر میں حضرت مجدد الف ثانی رح آرام کئے ہوئے ہیں۔ جو جناب غوث الثقلین کے بعد تمام اولیائے امت کے امام ہیں ؎

نگیں گشتہ در حلقۂ اولیاء — چو در انبیاء خاتم انبیاء
ازو تازہ شد دین بعد از ہزار — بعالم نبی گوئی آمد دو بار

یہاں کے مشائخ آنحضرت کی اولاد ہیں۔ اور سب کے سب صاحب حال عارف باللہ اولیائے کبار اور امت محمدی میں سے مستثنےٰ ہیں۔ اس زمانہ میں ان جیسا کوئی ولی نہیں ؎

ز صاحبزادہ ہائے پاک گوہر — چگویم چوں ز ہر وصف اند برتر
بصورت ہر یکے صاحب جمالے — بمعنی ہر یکے صاحب کمالے
سپہر معرفت را ہر یکے شاہ — سپہر مکرمت را ہر یکے ماہ
بہ سلک سروری علوی گہرہا — بنخل معرفت شیریں ثمرہا
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ زایاں — بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است — ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
فروتر طفلگان آں گذرگاہ — قدم بر مسلک پیران آگاہ
چگویم مدحت پیران آں در — کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگیہا بزرگانش ازیں داں — کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

نادر شاہ نے یہ سنکر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور ساٹھ سوار حضرات مخدوم زادوں کی خدمت میں روانہ کئے۔ کہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ سواروں نے جب آکر مخدوم زادوں کو کہا۔ کہ آپ کو بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ اس واسطے جانے میں لیت و لعل کرتے تھے۔ صرف دو بزرگوں نے جانے کا ارادہ کیا۔

ایک مولوی فرخ شاہ کے فرزند حضرت خازن الرحمۃ کے پوتے حقائق و معارف آگاہ فضائل
و کمالات دستگاہ شیخ محمد ضیاء اللہ جو عامل و عالم تھے۔ دوسرے حضرت شیخ سیف الدین کے
پوتے شیخ رفیع القدر۔ دونو جب بادشاہ کے پاس گئے جو شہر سے تین میل کے فاصلے پر
اترا ہوا تھا۔ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور شہر کے تین کوس کے گرداگرد کا علاقہ معافی
کے طور پر انہیں لکھ دیا۔ اور نہایت عزت سے رخصت کیا۔ اور کہا کہ آپ شہر میں جاکر
لوگوں کو تسلی دیں۔ میں بھی آتا ہوں۔ جب خود شہر گیا۔ تو تمام حضرات مخدوم زادوں
سے عزت سے پیش آیا۔ اور ہر ایک کے حال کے مناسب خلعت دی۔ اور اس شہر کا
نام دارالامان رکھا۔ دروازوں پر جابجا سپاہی مقرر کر دئیے۔ کہ کسی لشکری کو شہر میں نہ
آنے دیں۔ جب شاہجہان آباد میں اس نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اس وقت بھی جو شخص
کہتا کہ میں سرہند کا ہوں۔ تو اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ شاہجہان آباد کے اکثر باشندے
یہ کہہ کر بچے۔ نادرشاہ بارہا کہا کرتا تھا۔ کہ جو غصہ مجھے سرہند پر تھا۔ ہندوستان
کے کسی شہر پر نہ تھا۔ لیکن میں نہیں جانتا۔ کہ کس شخص نے میرے غصّے کو فرو کیا ہے۔ اور
اس کے عوض میرے دل میں رحم ڈال دیا ہے۔ وہ شخص حضرت خلیفۃ اللہ تھے۔ آنحضرت
نے باطنی توجہ سے اپنے وطن مالوف کو بچایا۔ ایران سے لیکر شاہجہان آباد تک کوئی شہر
یا گاؤں ایسا نہ تھا جو نادرشاہ کے ہاتھ سے تاخت و تاراج نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر
سرہند بچا۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اس کا لشکر اسی شہر سے ہو کر گذرا۔ بلکہ اب تک بھی اُس
کی فوجوں کی آمد و رفت کا رستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے۔ لیکن کسی کی مجال نہیں۔ کہ
کسی خشک درخت کو بھی ایندھن کے واسطے استعمال کرے۔ اب تک اس کے آدمی آتے
جاتے ہیں۔ لیکن یہی دستور ہے۔ یہ سب آنحضرت کا تصرف ہے ۞

ذکر دربیان

حادثۂ اعظم یعنی مقابلہ نادرشاہ و محمد شاہ و حرب عساکر ہندو ایران و آل کار ایشاں ۞

جب نادرشاہ سرہند سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو کسی گاؤں
یا قصبے یا شہر میں قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ ہزارہا باشندے

قتل کئے۔ جب یہ قیامت اثر خبر بادشاہ نے سُنی۔ کہ ؎

همه سپر تن و شمشیر دست تیر انگشت | همه سپه‌شکن و دیوبند و پیل شکار
بسانِ دریا لیکن به حمله صاعقه بار | که دید هرگز دریائے صاعقه کردار

سرہند سے گذر رہا ہے۔ قریب تھا کہ اس ہولناک خبر کو سن کر اس قوم کو سختی سے اس کا وجود گر جائے۔ اور اس کی بنیاد اُکھڑ جائے۔ اسی وقت اپنے وزیر کو جناب قیومیت مآب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ توجہ کے لئے التماس کرے۔ آنحضرت نے سخت غضبناک ہو کر فرمایا۔ کہ جب میں نے بڑی تاکید سے تمہیں کہا تھا۔ کہ اب بھی نکلو۔ تو بفضلِ خدا فتح تمہاری ہو گی۔ اس وقت تم نہ نکلے۔ اب جب موقعہ نکل گیا ہے۔ تو فتح کے لئے دعا کراتے ہو۔ اُس نے بڑی عاجزی ظاہر کی۔ تو آنحضرت نے اُنکی بیچارگی پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اچھا اگر اب بھی استقامت چاہتے ہو۔ تو کامل تدبیر سے جنگ کرو۔ مخالف نیچا دیکھیگا۔ ہم نے تمہیں معہ بادشاہ اپنی دعا کے ضمن میں لے لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہارا انجام بخیر کریگا۔ بادشاہ نے ارکان سلطنت کو معہ لشکر نادر شاہ کے مقابلے پر بھیجا۔ چند روز بعد خود بھی شہر سے نکل اپنی فوج خاصہ لیکر اس شہر سے جا ملا۔ اور دہلی سے چوّن میل کے فاصلہ پر کرنال میں صف آرائی کی۔ تین لاکھ سوار اور پیادے تھے جن میں سے لاکھ سے زیادہ کابلی تھے۔ باقی ہندوستانی۔ بارہ میل میں لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہی ٹھانی کہ جنگ یہیں کرنی چاہئے۔ اس سے آگے بڑھنا قرین مصلحت نہیں۔ یہ رائے ضعیف صمصام الدولہ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا ڈر تھا۔ اب اس ڈر نے عملی صورت اختیار کی۔ نادر نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ اور محمد شاہ کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر صف آرا ہوا۔ محمد شاہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ دائیں فوج صمصام الدولہ کے سپرد کی۔ بائیں فوج اعتماد الدولہ وزیر الملک کو سونپی۔ سامنے کی آصف جاہ نظام الملک کے زیر کمان تھی۔ درمیانی اور اِدھر اُدھر کی باقی امیروں کے ماتحت کیں ۱۱۵۱ھ میں جنگ ہوئی ؎

دو خسرو عناں در عناں آورند | رہ دوستی درمیاں آورند

ایک کارکن سلطنت برہان الملک مدت سے مشرقی علاقے کا حاکم تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر نادر شاہ سے خط و کتابت کی تھی۔ شاہ جہان آباد سے نکلکر محمد شاہ نے اسے بلایا۔ وہ تیس ہزار سوار لیکر ساتھ آیا

ابھی وہ خیمے وغیرہ بھی نہ لگانے پایا تھا۔ کہ نادر شاہ کی فوج نے آکر اُسے غارت کر دیا۔ برہان الملک نے یہ سن کر بادشاہ سے لڑائی کی اجازت لی۔ بادشاہ نے کہا۔ آج کا دن ہمارے لئے اچھا نہیں۔ کیونکہ دشمن نے تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ کل خاطر جمع سے فوج کو ترتیب دیکر اور سامان ٹھیک ٹھاک کر کے جنگ کرنا۔ لیکن اس مکار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ اگر آج میں نہ لڑوں تو میری عزت نہیں رہتی۔ بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ کہہ کر بادشاہ سے اٹھ آیا۔ اور اس فوج پر حملہ آور ہوا جس نے اس کا مال و اسباب غارت کیا تھا۔ لیکن وہ عمداً بھاگ اُٹھے۔ اُس نے اُنکا پیچھا کیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی۔ تو اُس کی مدد کے لئے اور فوج مقرر کی۔ جو زیر کمان صمصام الدولہ و دیگر امراء روانہ ہوئے۔ اُس کے بھائی مظفر خاں کو بھی ایک لشکر کثیر دیکر مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی نظام الملک اعتماد الدولہ اور تمام ارکان سلطنت بمیت ساری مغلیہ اور تورانی فوج لیکر لشکر سے نکلا۔ جب نادر شاہ کی فوج برہان الملک سے شکست کھا کر بھاگی۔ اور انہوں نے تعاقب کیا۔ اور صمصام الدولہ مع بھائی اور دوسرے امراء کے اس سے جا ملا۔ تو اتنے میں نادر کی ساٹھ ہزار فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی۔ اچانک اُن پر حملہ آور ہوئی اور شکست خوردہ فوج بھی مڑ کر لڑنے لگی۔ اور نادر شاہ نے اپنے تمام امراء کو بھیجدیا۔ اور خود بھی فوج لیکر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا امرائے ہند کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک تو وہ خود لشکر سے جلدی سے نکلے تھے دوسرے بہت سا لشکر فتح کی اُمید پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور لوگ بادشاہ کو فتح کی مبارک باد دے رہے تھے۔ جب امراء نے نازک موقعہ دیکھا تو پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ اور اُنہوں نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ ہندی تلوار سے بہت سے ایرانیوں کے سر قلم کئے۔ بعد ازاں بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ زمین پارے کی طرح لرزنے لگی۔ اور آسمان مردان جنگی کے شور سے ہل گیا تھا۔ دریا پارے گولوں کے خشک ہو گئے درخت جڑھوں سے اُکھڑ گئے۔ پہاڑ درخت کے پتوں کی طرح ہلنے لگے۔ زمین کے ساتویں طبقہ کی چیزوں میں بھی تہلکہ مچ گیا۔ کروبی فرشتے خلقت کی حیرانی و پریشانی دیکھ کر تسبیح و تہلیل سے باز رہے۔ گرد و غبار اس طرح اُٹھا کہ شب دیجور کا نقشہ جما ہوا تھا۔ قریب تھا۔ کہ دھمیزوں اور بہادروں کے نعروں اور طبل و تفنگ کی آواز سے کرہ زمین کے اجزاء

اڑتے کو تھے۔ زمین و زمان میں زلزلہ سا آگیا۔ اور رستم و افراسیاب کی لڑائی کا نقشہ تھا دارا اور سکندر کی لڑائی اس کا ادنے نمونہ تھی ؎

برآمد ز کوس سحابی خروش ‏ درآمد سپاہی ربا چیں بجوش
ز رخ خویشتن ابر درہم کشید ‏ بدعوئے کمانہا رستم کشید
شدہ تیرباران در رستم کماں ‏ سلیخ بہ تیر و کماں آسماں
نہاں گشت در آہن تیغ و مہر ‏ بجوشید زاں ابر جوشن سپہر
ز آشوب باراں و جوشن سحاب ‏ ہمہ جوش و خود گردید آب
برآمد خروش خم ہفت جوش ‏ بجوش اندر آمد سپہ را خروش
غریو رود در و برآمد بماہ ‏ تزلزل درآمد پے راہ و راہ
ز جنبیدن آں سپاہ گراں ‏ بجنبیدہ گیتی گراں تا کراں
ز پروانۂ نازاں طغرل شکار ‏ زمین و زماں سر بسر بیقرار
خوابیدن شرزہ شیراں مست ‏ کمرگاہ گاو زمین نے شکست
ز تیغ سم خنگ برنا و پیر ‏ بر و پشت ماہی شدہ نقش گیر
دراں سہمگیں آتش رستخیز ‏ گزاں بود شیرے غریں در گریز
ز سم ستوراں ہر دو سپاہ ‏ تزلزل درآمد بناورد گاہ
ز ہر دو طرف شیون انداختند ‏ ہنر برانہ بر یکدگر تاختند
دراز یکدگر فتنہ پرشد بلند ‏ کہ رحمت نیاید پدید از گزند
نہاں گشت از سختئ آں مصاف ‏ مروت چو سیمرغ در کوہ قاف
سر سینہ پر دلاں سینہ سوز ‏ شدہ خاک شمشیر ہا تیرہ دوز
اجل آمد از آسماں بیگماں ‏ کمیں کردہ در گوشہائے کماں
غبار سیہ پردۂ مہر و مہ ‏ زمیں پر ز نم و آسماں بستہ راہ
ز خوں گل شدہ جلوہ گاہ مصاف ‏ فرو رفتہ اسپاں دراں تا بناف
سم بادپایاں شدہ فرق سائے ‏ سر سرکشاں ماندہ در زیر پائے
پذیرفتہ بنیاد مردم خلل ‏ کشادہ شدہ دستگاہ اجل
ز سر گشتہ افتادہ بر خاک راہ ‏ شدہ عرصۂ رزمگاہ قتلگاہ

فتادند ہژبران اسپاں یلہ زاسپ دیلہ ہر طرف صد گلہ
رواں کرد دریائے چوں پر جنگ شناور ہزاراں در آنجا نہنگ
پلاں ہائے ایراں دساں خوں خاک زشمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زرہ بر تنِ مرد خوں ریختہ چو غربال گردِ فنا بیختہ
ز درتیز ہا شاں مروت نہ مہر چو بارانِ مردہ بمہرہ زہر
شدہ گردہ سرہاش ہائے شاں بصد درد و غم زیر سرہائے شاں
دلیرانِ ایراں ہمہ دردناک شد از فوج ہندی ہمہ زخمناک
چناں کشتہ گشتند پنہاں بخون کہ سرہا رواں جو و در جوئے خون

ہند کے امیروں نے اہلِ ایران پر کچھ ایسے حملے کئے کہ وہ حواس باختہ ہوئے۔ اور نادر شاہ کے بہت سے امراء اور ارکانِ سلطنت قتل ہوئے۔ ہزار ہا ایرانیوں نے ہندی تلوار کی آب سے موت کا ناگوار شربت چکھا۔ جو باقی رہ گئے۔ وہ گلی کوچوں میں چرغ اور گدھ کی طرح مجروح اور نالاں تھے ؎

سپہ ہر زماں پُر آشوفتند زمژگانِ دِل خوں ہمے ریختند
فراواں ز ہر دو سپہ کشتہ شد مہرے تختِ ایرانیاں کشتہ شد

قریب تھا کہ نادر شاہ بھاگ اُٹھے اور اُس کی بہت سی فوج بھاگ کر اپنے بقیہ حصے سے جا بھی ملی۔ لیکن چونکہ حکیم علی الاطلاق کے ارادہ میں سلطانِ ہند اور اُس کی رعایا کی ذلت تھی۔ اسے کیونکر تبدیل کر سکتے تھے۔ نمک حرام برہان الملک جسے جلدی ہی نمکحرامی کی سزا مل گئی مع اپنی تمام فوج لشکر سے جدا ہو کر نادر شاہ سے جا ملا۔ صمصام الدولہ اور اس کا بھائی حتے المقدور جنگ میں کوشش کرتے رہے۔ اُن کی فوجیں بہتیری تتر بتر ہوئیں۔ اور صمصام الدولہ کے ہمراہی امیر بکثرت قتل ہوئے۔ لیکن پھر بھی جو باقی رہ گئے تھے۔ اُنہوں نے دشمن پر حملہ کیا۔ اور بہتوں کو قتل کیا۔ اور بہادری اور دلیری کو اس جنگ میں زینت بخشی۔ اگر افراسیاب اس وقت ہوتا۔ تو اُس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا ؎

ہر کجا رمش نبودے مرداں را دست بمد ہر کجا تیغش بداوے مرعدو را یادگار
بیضۂ مغفر شکستی در سرِ شیرانِ رزم جبہ جوشن دریدے در برِ مردانِ کار

جب ایران کی فوج سے سپہ دارِ ہند کو نرغے میں لے لیا۔ اور اس کا بھائی باقی فوج سمیت قتل ہوا۔ تو صرف پانسو آدمی باقی رہ گئے۔ محمدؐ شاہ اور ارکانِ سلطنت جو کھڑے تھے۔ اُنھوں نے بھی ان بیچاروں کی مدد نہ کی۔ بادشاہ تو اُن کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ارکانِ سلطنت نے پُرانی دشمنی و عداوت کی وجہ سے بادشاہ کو اس سے باز رکھا۔ حتیٰ کہ بیچارے یہ بھی ضائع ہو گئے ؎

وقتیکہ کم شود در سرکشاں خرد ... روزیکہ بگسلد زمیں پُر دلاں رواں
واں آب سنجمہ کہ سنانست نامِ او ... از تف حملہ در رگِ جاناں شود رواں
در تازی کرانہ چو شیرانِ جنگ جو ... گوپال بر زمین زنی و بانگ بر زماں
آں لحظہ کس نیارد پائے تو جز رکیب ... واں نہ در اکس نگیر دوست تو جز عناں

ضرورتاً بعض فدائیوں نے ارادے کی باگ بادشاہی لشکر کی طرف موڑی۔ لیکن مارے زخموں کے نڈھال تھے ؎

سپہ دار چوں بخت برگشتہ دید ... سوارانِ ہندی ہمہ کشتہ دید
ز خود برکشاں سوئے یورت شتافت ... از ایرانیاں کام کینہ نیافت
شد آں در زمہ سر بر جوئے خون ... علمہائے سلطانِ دہلی نگون

صمصام الدولہ جنگ کے تیسرے روز ہی محمد شاہ سے علیحدہ ہو گیا۔ جسے سُن کر بادشاہ کو سخت افسوس ہوا +

ذکر دربیان

دل مہ اکبر استیلائے نادر شاہ بر سلطانِ ہند و گرفتار شدن بعہ ارکانِ سلطنت +

جب نادر شاہ کو ایسی فتح نصیب ہوئی۔ جو اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ تو دِل کو مضبوط کر کے محمد شاہ کے لشکر کے گرد و نواح اپنا لشکر مقرر کیا۔ کہ رسد رسانی کا سلسلہ بند کر دے اور جو شخص لشکر سے نکلنا یا اس میں آنا چاہے اسے قتل کر دے۔ اور بارہ ہزار سوار اس بات کے لئے مقرر کئے کہ محمد شاہ کے لشکر اور شاہجہان آباد کے مابین دیہات اور قصبات کو تاخت و تاراج کریں۔ اور وہاں کے

باشندوں کو قتل کریں شہری اور لشکری آدمیوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ لینے دیں۔
چنانچہ لشکر والوں کو دار الخلافہ کی خبر نہ تھی۔ اور دار الخلافے والوں کو لشکر کے حال کی
واقفیت نہ تھی۔ ان دنوں اہل دہلی خاصکر وزیر آصف جاہ اور نظام الملک کے متعلقین
قیومیت مآب حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بہت منت وسماجت کرتے تھے اور
آنجناب انہیں تسلی دیتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ کہ بادشاہ وزیر اور نظام الملک تینوں
بخیریت شہر میں داخل ہونگے۔ ہم نے انہیں اپنی دعا کے زیر سایہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل وکرم سے امید ہے کہ انجام بخیر ہوگا۔ اس خوشخبری سے لوگوں کو اطمینان ہوا
میرے (مصنف رح) بڑے بھائی مخدومی واعظمی خواجہ محمد احسن بھی لشکر ہند میں تھے۔
بلکہ صمصام الدولہ کے ساتھ ہو کر جنگ میں شریک تھے۔ اس واسطے ہمارے گھر
میں بھی گھبراہٹ تھی۔ لیکن حضرت سلطان الاولیاء نے بار ہا خوشخبری دی کہ محمد احسن جلدی
ہی بخیر وعافیت واپس آئیگا۔ اس واسطے گھر والوں کو تسلی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی
دنوں بعد بادشاہ وزیر نظام الملک اور میرے بھائی خیر وعافیت سے داخل شہر
ہوئے۔ جب لشکر ہند کا ناک میں دم آگیا۔ اور رسد وغیرہ پہنچنی بالکل بند ہوگئی۔ اور
ہزار ہا باشندے ہر روز بھوکوں مرنے لگے۔ اور لشکر کے اچھے اچھے آدمی اونٹ
گھوڑوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت سے قوت لایموت بنانے لگے۔ بلکہ بعض اوقات
یہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ اور گرداگرد نادر کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ
لشکر سے کوئی چیز باہر لیجائے یا اندر پہنچائے۔ تو نظام الملک نے نادرشاہ سے
ملاقات کی اور اس بات پر صلح کرنی چاہی۔ کہ بیس لاکھ روپیہ بطور تاوان جنگ
اور دریائے سندھ پار کا علاقہ نادرشاہ کو دیا جائے۔ نادر اس بات پر راضی
ہوگیا۔ بشرطیکہ محمد شاہ ملاقات کرے۔ نظام الملک اس بات کو منظور کر کے واپس آیا۔
دوسرے دن بادشاہ کو معہ اس کے چند مخصوصوں کے شرط کے بموجب نادرشاہ
کے پاس بھیجا۔ اگرچہ سارے لشکر کی یہ مرضی نہ تھی کہ بادشاہ نادرشاہ کے پاس جائے۔
اعلیٰ سے ادنیٰ تک تمام نے روکا۔ اور بادشاہ کی باگ کو پکڑ کر رونے لگے۔ لیکن
کچھ مفید نہ پڑا۔ بادشاہ نے نظام الملک کو معہ تمام ارکان سلطنت رخصت کیا۔ اور خود اپنے
چند خاصوں کے ساتھ نادرشاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی آمد کی خبر

نادر شاہ کو ہوئی۔ تو اپنے بیٹے کو معہ تمام اراکین سلطنت اور امراء و وزراء کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے لشکر میں لایا۔ خود نادر شاہ نے اپنے خیمہ خاص سے نکلکر اس کا استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم سے مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ دلاسا اور تسلی دے کر بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں کرنی شروع کیں چنانچہ کہا۔ کہ اول جب کہ میں نے تمہارے ملک کا رُخ کیا۔ تو تمہیں ہماری مطلق خبر نہ تھی پھر جب میں داخل ہوا۔ تو تم نے جان بوجھ کر غفلت کی۔ حتیٰ کہ میں تمہاری خوابگاہ تک آگیا تب تمہیں تھوڑی سی خبر ہوئی۔ اور حرکت مذبوحی کی۔ امور سلطنت اور جہانبانی میں اس قدر غفلت مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ شراب پینا چھوڑ دو۔ کیونکہ بادشاہ خلق اللہ کے پاسبان ہوا کرتے ہیں۔ اور شراب عقل کو کھو دیتی ہے حیف ہے کہ پاسبان ہو کر غفلت کرے ؎

کہ چوں شد او خراب انگور ولایت کے تواند داشت معمور

تیسرے یہ کہ بادشاہوں کے لئے وقار ضروری ہے۔ تاکہ سلطنت پر اُن کا رعب ہو ؎

شہ آں باشد کہ چوں کوہ استوار است ہمہ سرمایۂ شاہی وقار است

بادشاہ سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہونی چاہیئے۔ جو باعث خفت ہو۔ ڈاڑھی مُنڈانا سب سے بڑی ہتک ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ترک کرو۔ دیگر یہ کہ تم نے وزیروں کو اس قدر ملک دے رکھا ہے کہ اپنے برابر کر دیا ہے۔ سب مغرور ہو کر تمہارے حکم سے سر پھیرتے ہیں۔ اس کے عوض سپاہ کو دو کہ تمہارے کام آئے۔ امراء کو صاحب خزانہ کرنا سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمہاری سلطنت کمزور ہو گئی ہے۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کر کے محمد شاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ جب اپنے لشکر میں آیا۔ تو ہندوستانی سپاہیوں کی جان میں جان آئی۔ دوسرے دن محمد شاہ نے صمصام الدولہ کی امیر الامرائی نظام الملک کے بیٹے فیروز جنگ سے سپرد کی۔ برہان الملک یہ سن کر بہت کڑھا۔ کیونکہ وہ آپ اس اسامی کا امیدوار تھا۔ اُس نے نادر کو کہا۔ کہ بادشاہ ہند میں آیا۔ اس ملک کو فتح کیا۔ خدا مبارک کرے لیکن افسوس ہے۔ کہ شاہجہان آباد جیسے بے نظیر شہر کی سیر نہ کی۔ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر رقم اُنہوں نے بطور تاوان جنگ دینی منظور کی ہے۔ شہر چلکر اس سے

تو گنا دوں گا۔ نادر نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اُس نے کہا نظام الملک کو بلا کر بٹھالو پھر جو مانگو گے مل جائیگا۔ کیونکہ ہند میں سوائے نظام الملک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا بادشاہ اور وزیر دونوں محض کٹھ پتلی ہیں۔ چنانچہ نظام الملک کو پکڑ منگایا۔ اور کہا اب مصلحت یہی ہے۔ کہ محمد شاہ کو بلاؤ۔ نظام الملک نے جب دیکھا کہ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے تو مجبوراً بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ کہ اگر کچھ آپ سے ہو سکتا ہے تو کر گذرو ورنہ خود آجاؤ۔ جو اللہ تعالےٰ کی مرضی ہے ہو کر رہیگی۔ جب بادشاہ نے دیکھا۔ کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اور اناج نام کو نہیں ملتا۔ تو مجبوراً جواہر و یاقوت ہاتھیوں پر لاد نادرشاہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا میں حاضر ہوں۔ جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔ لیکن اس قدر بندگانِ خدا کو جو میرے سبب ہلاک ہو رہے ہیں۔ چھوڑ دو۔ نادرشاہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا۔ اور بڑی عزت سے خیمے میں نظر بند کیا۔ اس خیمہ کے گرد اپنے سپاہی بٹھا کر حکم دیا۔ کہ سوائے بادشاہ کے خاصوں یا مقرب امراء کے اور کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے۔ اور نہ بادشاہ کسی کو بلائے۔ جب یہ وحشت اثر خبر محمد شاہ کے لشکر میں پہنچی۔ تو تمام گھبرا اُٹھے۔ اور رونے لگے ؎

دریغا کہ شد ملک شوریدہ بخت	دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت
دریغا کہ سلطان کشور نماند	دریغا ضیاء ملک اختر نماند
دریغا کہ از باغ شاہنشہی	بنا کام بشکست سرو سہی
چرا دل بندد بمہرِ جہاں	کہ ناپائدار است نا مہرباں
چنیں است رسم جہاں از درست	گہے پشت بر زین گہے زیں بہ پشت

دوسرے دن نادرشاہ نے اپنے سپاہی بھیجکر محمد شاہ کا تمام مال و اسباب اور زر و جواہرات اور خزانہ وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم ہند اعتماد الدولہ کو بھی بلا بھیجا۔ اکثر امیروں نے جو اس وقت لشکر میں تھے۔ وزیر سے عرض کیا۔ کہ اب بھی ہماری فوج کی تعداد کافی ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو جو سپاہی آئے ہیں۔ انہیں دور کر دیا جائے۔ پھر جو مناسب سمجھیں کریں۔ وزیر نے کہا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ باتیں اب کام کی نہیں۔ یہ کہہ کر وزیر اٹھا اور اپنے سپاہیوں کو کہنے لگا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہے چلے جاؤ۔ اور خود چند ایک آدمی لے کر

نادر شاہ کے لشکر کی راہ لی۔ اور شاہِ ایران کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ اسے بھی وہیں بٹھا دیا گیا۔ جہاں محمد شاہ اور نظام الملک بیٹھے تھے۔ وزیر کے چلے جانے کے بعد لشکر میں استقلال نہ رہا جس کا جدھر رُخ ہوا بھاگ گیا۔ لیکن پھر بھی بیچاروں کو نجات نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سو سو کوس گرد و نواح تک نادر شاہ کی فوج تاخت و تاراج کر رہی تھی۔ جو ہندی سپاہی ملتا اُسے قتل کر دیتے۔ چنانچہ یہاں سے دہلی تک شہر کے قتل عام کے علاوہ چار لاکھ آدمی قتل ہوئے۔ جب بادشاہ کے نظر بند ہونے کی خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سُنی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اہل شہر کے وردِ زباں حسب ذیل شعر تھا ؎

بصد درد و غم دست بر سر زناں　　خروشاں جوشاں و یلہ کناں

اور نہایت عاجزی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے بہت توجہ اور دُعا کے بعد فرمایا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کسی اور کو بادشاہ نہیں ہونے دینگے فضل الٰہی سے اُمید غالب ہے۔ کہ پھر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھیگا۔ اہل شہر کو آنحضرت کے فرمانے سے تسلی ہوئی مغل پورہ کے لوگ ان دنوں بکثرت بھاگ رہے تھے کیونکہ مغل پور شہر کی شمال کی طرف تھا۔ اور بادشاہی فوج کے شہر میں داخل ہونے وقت پہلے مغل پورہ ہی رستے میں آتا ہے۔ اس واسطے لوگ اس محلہ کو چھوڑ احتیاطاً قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ آنحضرت نے بتیرا فرمایا۔ کہ مغل پورہ ہر طرح سے محفوظ ہے اس کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کے قول کو نص قاطع سمجھتے تھے۔ وہ تو وہیں رہے۔ لیکن جن کے یقین ٹھیک نہ تھے۔ وہ کچھ تو چلے گئے۔ اور بعض نے اپنے اہل و عیال کو کہیں بھیجدیا۔ جو لوگ مغل پورہ سے نکلے وہ یا تو قتل ہوئے یا بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے۔ اور جو اسی محلہ میں رہے۔ انہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں مغل پورہ آنجناب کی برکت سے گویا نوحؑ کی کشتی بنا ہوا تھا۔ کہ جو اس میں بیٹھا بچ رہا۔ اور جس نے مخالفت کی ہلاک ہوا ؎

چو کشتی نوحؑ آں رسول خدا　　مصون گشت آں سکین رہنما

سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ نادر شاہ کا لشکر مغل پورہ کے قریب شہر کے باہر پڑا تھا

اور مغل پورہ میں سے ہو کر گذرتا تھا۔ لیکن کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ مغل پورہ میں سے کسی کو پوچھے کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ جب اس محلہ سے باہر نکلتے تو پھر ظلم و تعدی کرتے۔ باقی تمام شہر میں غلہ میسر نہ ہوتا۔ اگر کہیں تھا بھی تو چھپا کر گراں قیمت پر فروخت ہوتا تھا مغل پورہ میں دکانیں کھلی تھیں۔ اور علانیہ سستا فروخت ہوتا تھا۔ تمام شہر کے بازار بند تھے۔ لیکن مغل پورہ کے کھلے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان دنوں شہر میں نادری فوج کے ڈر سے لوگ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر مسجدیں خون سے اٹی ہوئی تھیں۔ اور مُردوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ کیونکہ لوگ جان کے ڈر سے مسجدوں میں چھپتے تھے اور وہ بدبخت مسجدوں میں بھی گھس کر انہیں قتل کر جاتے تھے۔ لیکن خانقاہ میں پہلے سے بھی زیادہ نماز باجماعت ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ شہر کے اکثر آدمی آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آتے تھے۔ جو آئے وہ دینی دنیاوی تکلیف سے محفوظ رہے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامت تھی الفصہ نادرشاہ نے برہان الملک اور وزیر ہند کے چچازاد بھائی ظہیر الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کی خاطر بھیجا۔ اور ایک ہزار اپنے سپاہی اُن کے ساتھ دئے۔ جنہوں نے آکر شہر کا بندوبست کیا۔ اور نادری سپاہیوں کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب نادری آدمیوں کے قبضے میں قلعہ آگیا۔ تو ان بدبختوں نے شہر میں ظلم و ستم شروع کیا۔ برہان الملک اور ظہیر الدولہ نے اپنے اچھے اچھے آدمیوں کو آنحضرت کی خانقاہ بلکہ تمام مغل پورہ کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ کہ کوئی شخص خانقاہ میں آنے نہ پائے۔ نادرشاہ ان دونو کے بھیجنے کے بعد خود بھی دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا ۔

ذکر در بیان

واہیہ اکبر دخول نادرشاہ بدار الخلافت شاہجہان آباد و بیان قتل و غارت کہ دراں شہر واقعہ شدہ است

مؤرخین نے جہان کے احوال پر اختلال اور حادثات عظیمہ تواریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا۔ پھر اس کا فارس پر قابض

ہونا چنگیز خاں کا ایران اور توران پر غالب آنا۔ اور اس کا ان ممالک میں خونریزی کرنا ہلاکو خاں کا عراق پر چڑھائی کرنا اور خلفائے بنی عباس کو قتل کرنا۔ اگر گذشتہ واقعات کا مقابلہ نادری کشت وخون سے مقابلہ کیا جائے۔ تو اغلب ہے کہ یہ ان سے بڑھ جائے۔ کیونکہ گذشتہ حادثات میں صرف قتل ہی تھا۔ لیکن اس میں پہلے طرح طرح کا عذاب دیکر پھر قتل کیا جاتا تھا۔ بے عزتی، بے حرمتی، اور بے ستری اس کے علاوہ تھی جو ہتک عزت ہندو مسلمان کی نادرشاہی قتل وغارت میں ہوئی۔ کسی گذشتہ لڑائی یا ظلم کے وقت نہ ہوئی۔ بلکہ ان کا لکھنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اتنی تکلیفوں مصیبتوں اور عذاب کے بعد قتل کئے جاتے تھے۔ نیز گذشتہ حادثات کی ایک یا دو ممالک تک محدود تھے۔ صرف چنگیز خاں کا فتنہ وفساد کئی ممالک تک پہنچا لیکن پھر بھی نادرشاہی قتل وغارت سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اس میں تقریباً تمام جہان شامل تھا۔ نادرشاہ کے ایران پر غالب آنے سے لیکر شاہجہان آباد میں داخل ہونے تک حسب ذیل ممالک کو اس کے لشکر سے نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہیں:- ایران وتوران۔ ہمدان۔ جرجان۔ آذربائیجان۔ قم۔ کاشان۔ ہیاطل۔ خباطل۔ جاج۔ خجند۔ رشن۔ تشن۔ شروان۔ نہاوند۔ ادرگنج۔ گرد ونواح قبچاق۔ سیچاق۔ فارس۔ باروس۔ عراق۔ عرب۔ عجم۔ روس۔ طوس۔ قزوین۔ سلطانیہ۔ کرخ۔ ترمارخ۔ گیلانات۔ خوارزم۔ بلکری۔ دشت پے۔ سعد۔ چترال۔ کیچ مکران۔ ولرسان۔ کردستان۔ اترودستان۔ مازندراں۔ حلوان۔ خراسان۔ بدخشاں۔ نیمروز۔ سیستان۔ قہستان۔ سجستان۔ طبرستان۔ ترکستان۔ اور ہندوستان وغیرہ جہاں کہیں اس کا لشکر پہنچا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بادشاہ رعایا۔ وضیع وشریف۔ چھوٹے بڑے۔ غرضیکہ کوئی ہو۔ سب کو ہزار طرح کا عذاب دیکر بری طرح قتل کیا۔ گویا قیامت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ اب میں ان واقعات کا بیان لکھتا ہوں۔ جو نادرشاہی لشکر کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے سے وقوع میں آئے۔ جن دنوں محمد شاہ اور نادرشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے تھے۔ اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد

ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ سیاہ رنگ کا بگولا شمال کی طرف سے اٹھا اور اس شہر میں آیا یہاں کے لوگ دیکھ کر گھبرا گئے۔ حتیٰ کہ اس بگولے سے شہر میں تاریکی پھیل گئی۔ صرف خانقاہ اور اس کے گرد و نواح (مغل پورہ) پر اس کا اثر تک نہیں ہوا۔ یہ بیان کر کے اس کی تعبیر یوں فرمائی۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ لیکن حق تعالیٰ اس محلے کو اس بلا سے نجات دیگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مغل پورہ آنجناب کی توجہ سے بالکل محفوظ رہا۔ نادر شاہ شاہجہان آباد سے چھ میل کے فاصلے پر آ گیا۔ اور محمد شاہ کو معہ ارکان سلطنت ایک روز پہلے شہر میں بھیجا اور اپنے ایک ہزار سپاہی اسکے ساتھ کئے۔ اگرچہ شہر میں داخل ہوتے وقت سواری کی آرائش اور زینت بے ترتیب تھی۔ لیکن نہایت عزت سے بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر شہر میں لائے امراء بھی اپنی اپنی فوجوں سمیت بادشاہ کے ساتھ تھے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت لوگ بادشاہ کو سلام کرتے تھے۔ بادشاہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کرتا تھا۔ کہ سلام نہ کرو۔ یہ عجیب حالت ہے کہ ایسے جاہ و حشم کے باوجود اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ دے رکھی تھی۔ اپنے آپ کو مخالفوں کے روبرو ذلیل کرنا بعید از عقل ہے۔ بہر حال بادشاہ اپنے خاص قلعہ میں اترا۔ امرا بھی اپنے اپنے مکانات میں اترے۔ نادری سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ان کے ظلم و ستم کی خبر بادشاہ کو ہوئی۔ لیکن پھر بھی وہ ظلم و تعدی سے باز نہ آئے۔ جب بادشاہ شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے دوسرے روز ۹۔ ذوالحجہ کو نادر شاہ بھی وہاں آ گیا۔ گویا قران السعدین ہو گیا۔ نادر نے حکم دیا کہ میری سواری کے وقت تمام بازار۔ کوچے۔ مکان اور دریچے وغیرہ بند ہوں۔ اگر کوئی کسی حیلے سے مجھے دیکھیگا تو قتل کیا جائیگا۔ اس کے خاص خیمے سے لیکر قلعے تک دو رویہ توپ بندوق کا پہرہ تھا۔ جو بادشاہ کے گذرتے وقت سر ہوتی تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے وقت قطعی حکم دیا کہ شہر اور قلعہ کا بارود خانہ بالکل خالی کر دیا جائے۔ اس روز عجیب قسم کا شور و غوغا تھا۔ نادری سپاہی لوگوں کے گھروں میں بے دھڑک گھس آتے اور گھر والوں کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو جاتے۔ خلق اللہ نہایت اضطراب اور تہلکہ میں تھی۔ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو ایک نے یہ افتراپردازی کی۔ کہ جب بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا اور بارود وغیرہ خرچ کیا گیا۔ تو گولی لگنے سے

نادر شاہ مرگیا ہے۔ شہر والوں نے جب یہ سنا۔ تو شور مچ گیا۔ جہاں کہیں نادری لشکر تھا قتل کیا گیا۔ چنانچہ کئی ہزار قزلباش قتل ہوئے۔ اور شہر کے اچھے اچھے امیر مثلاً اغر خاں و شہسوار خاں اور خواجہ نیاز خاں وغیرہ تمام شہر سے متفق ہو کر نادر شاہ کی فوج سے لپٹ گئے۔ اور عام بلوہ ہو گیا۔ اس میں ایسے عاجز ہو گئے۔ کہ ٹوپی اتار سرِ ذلیل آدمیوں مثلاً حجام اور عامی آدمیوں کے قدموں پر رکھ کر کہتے تھے۔ کہ خدا و رسُول کے واسطے بچا لو۔ ہم تمہارے ممنونِ احسان ہو کر اس ملک سے چلے جائینگے۔ لیکن کوئی اُن کی منت و سماجت نہ سنتا تھا۔ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ جب یہ خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ اور بعض نے عرض کیا کہ نادر شاہ کی بابت جو خبر اڑی ہے آیا سچ ہے یا جھوٹ؟ آنحضرت نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ یہ خبر جو لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے محض جھوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ لڑ رہے ہیں باز آجائیں ورنہ اس کا بدلہ بہت بُرا انہیں ملیگا۔ اور بلائے عظیم نازل ہوگی۔ آنحضرت کا فرمان مفسدوں کو پہنچایا گیا۔ لیکن بلوہ اس قدر عام ہو چکا تھا۔ کہ کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ جنگ کی مستی میں ہیں۔ اور وعظ و نصیحت اُن پر کارگر نہیں ہوئی۔ تو پھر اس بارے میں متوجہ ہو کر اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اگر اس وقت بڑے بڑے ارکان یعنی نظام الملک اور اعتماد الدولہ سوار ہو کر جنگ کریں تو امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔ چند ایک مغل جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں فرمایا کہ تم جا کر وزیر اور نظام الملک سے یہ بات کہدو۔ اگر اس پر عمل کریں تو بہتر ورنہ سخت ندامت اُٹھائینگے۔ جب آنحضرت کا پیغام مغلوں نے امراء کو پہنچایا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے صلح کر لی ہے۔ اب ہم کیونکر جنگ کریں۔ بلکہ جو لوگ جنگ کر رہے تھے اُن میں سے بھی اکثروں کو منع کیا۔ اور واقعی سخت ندامت اُٹھائی۔ الغرض دوپہر سے لیکر ساری رات یہ شور و غوغا مچا رہا۔ رات کو جب نادر شاہ اس ہنگامے سے باخبر ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ شہر میں شور کیسا ہے؟ کیا شہر باغی ہو گیا۔ بادشاہ سے پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر آدمی بھیج کر وزیر اور نظام الملک سے پوچھا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ ایک شخص نے مجھ

سے بیان کیا کہ میں اس رات نادر کے ساتھ تھا۔ تمام رات گھبرایا ہوا اٹھا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اب رات ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ کل جو مناسب ہوگا کرونگا ؎

چو فردا بر آید بلند آفتاب | من و گرز و میدان و افراسیاب

صبح جبکہ مشرقی بادشاہ خطائی اور چینی ترکوں کی مدد کے لئے نکلا۔ اور ہند کے لشکر کو شکست دی یعنی آفتاب عالمتاب جہاں سوز ستاروں کی سپاہ پر غالب آیا ؎

روز دیگر کہ ایں جہان پر غرور | یافت از سرچشمۂ خورشید نور

دوسرے دن صبح کو جو صبح قیامت کا نمونہ تھی۔ نادر شاہ نے توپچیوں کو حکم دیا۔ کہ قزلباش لشکر جمع ہو ؎

بفرمود تا رخش را زیں کنند | دم اندر دم نائے زریں کنند

بفرمود تا زیں براد ہم نہند | بہ پشت صبا مسند جم نہند

نادر شاہ سوار ہوکر سنہری مسجد میں جو قلعہ سے تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا آبیٹھا۔ اور اپنی فوج کو ؎

ہمچو سگ تولہ ہمہ دست و پائے | ہمچو زر قلب ہمہ نار وائے

چہرہ شاں دبہ نیم یافتہ | جائے بجائے کز لک و خم یافتہ

ریش خ پیراہن چنداں ز نخ | سبزہ کجا بر دمند از روے یخ

جہاں نماجامع مسجد میں بھیجا کہ وہاں خلقت جمع ہے۔ تمام علما صلحا کو یک لخت قتل کر دو۔ ان ملعونوں نے تلواریں سونت لیں۔ اور وہاں جا کر سب کو قتل کر دیا بہتیرے اپنے آپ کو طالب علم ظاہر کرتے اور قرآن شریف کو شفیع بناتے لیکن اُن کی ایک نہ سنی گئی۔ سب کو قتل کر کے مسجد کو لاشوں سے بھر دیا۔ اور دیواریں صحن اور چھت سب خون آلودہ کر دئے۔ مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چند ایک مقامات سے مسجد بھی زخمی ہوئی ؎

اولا بردند زہر یک از سرا د خانماں | ہرچہ بود از نقد و جنس اندر نہان و آشکار

تاج بر بودند از منبر چو دستار از خطیب | طاق بر کندند از مسجد چو زنبیل از نیاز

بوریا در ناخن عابد زنا ہر یک کہ خبر | حلقہ بیروں کن ز گوش و طوق پیش پس نماز

ایسا فعل قبیح کرنے کے بعد وہ ظالم اور خونخوار اسی پر اکتفا نہ کرکے اپنے لشکر کو جو وحوش سیرت اور بہائم سیرت تھے گویا دین و ایمان کی انہیں بو بھی نہ تھی ؎

ہمہ از دین تہی و پُر از ہوس ہمہ تاریک روے و شوم نفس
بادطبعان حسرت گدائی ہمہ چوں سگ و گربہ ناں ربائی ہمہ

قطعی حکم دیا کہ اس شہر کے ہر ایک جاندار کو قتل کر دو۔ ان بدبختوں نے شہر کا رُخ کیا۔ جہاں کسی کو پایا قتل کیا۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں دیگر حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا ؎

سیاست در آمد بگردن زنی ز چشم جہاں دُور شد روشنی
ستونِ علم جامہ در خوں زدہ نجات از جہاں خیمہ بیروں زدہ

شہر میں اس قسم کا قتل عام ہوا۔ کہ خون کے دریا بہ نکلے۔ جو تالاب شہر کے اندر تھا وہ خون سے پُر ہو گیا۔ گویا در و دیوار سے خون برس رہا تھا۔ خون کی لہریں آسمان تک پہنچ گئیں ؎

زبس کشتہ پشتہ جہاں گشت خم وزیں سوئے دیگر زمیں داد نم

واقعی جو شخص ملا اسے نابود کیا۔ جو سامنے آیا اسے پناہ نہ ملی ؎

کشتہ ایں تیغ سیاست بسیست آنکہ اماں یافت از و کم کسے است
راند چو بر تختۂ ہستی قلم عالیہا سافلہا زد رقم

غرضیکہ قتل عام اس قدر ہُوا۔ کہ کنوئیں۔ مسجدیں۔ بازار اور گھر مُردوں سے پُر ہو گئے ؎

دیدی کہ ہوا چہ حد سردی کرد با پیر و جواں چہ ناجوانمردی کرد

بلکہ گھر کے کنوئیں اس طرح مُردوں سے پُر ہوئے کہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ یہاں کنوئیں ہیں بھی یا نہیں۔ مسجدوں کی محرابیں کُشتوں سے بند ہو گئیں ؎

عقل دریں واقعہ سرمست ماند عاقبت از صبر تہی دست ماند

تمام گلی۔ کوچے۔ اور بازاروں میں پہاڑوں کی طرح کُشتوں کے پُشتے لگے ہوئے تھے۔ جن پر سے گذرنا مشکل تھا ؎

بسکہ چشمانِ تو خونِ اہلِ عالم ریختند ۔ پشتہ پشتہ کشتہ در کوے تو برہم ریختند

اس روز بعض بچے جو خوبصورتی میں بے مثل تھے ۔ جب انہوں نے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا ۔ تو بے اختیار گھر کے کونوں سے نکل دوڑنے لگے ۔ لوگ انہیں بغل میں لیکر روتے تھے ۔ اور خود بھی انہی میں شامل ہو جاتے تھے ؎

بر گلِ رخسار سرو قد خوباں چو گل ۔ چشم گردوں چو سحاب از روئے عبرت اشکبار

تودہ تودہ بے کفن اندامہاے نازنین ۔ درمیانِ خاک خوں افتادہ چوں خس خارزار

وہ سنگدل ان نازنینوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کرتے تھے ؎

گماں مبر کہ ز تاثیر ابر و باراں ہست ۔ کہ چرخ روئے زمیں را ہمے کند تزئیں

زبس کہ ریخت فلک خون شاہداں بر خاک ۔ ہمے دمد از زمیں سوسن و گل و نسریں

یہ اس قسم کی بلا تھی کہ نہ زباں سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم سے لکھی جاتی ہے ۔ نہ کانوں سنی جاتی ہے ۔ اس قدر ظلم و ستم برپا ہوا ۔ کہ گویا موالید ثلاثہ (نباتات حیوانات ۔ جمادات) کا قتل عام تھا ۔ جہاں کہیں انسان، حیوان یا ذی روح کو پاتے ۔ فوراً قتل کرتے ۔ اور درختوں کو یا جڑھ سے اکھاڑتے یا کاٹ ڈالتے عمارتوں کو گراتے ۔ آلات و اجناس جسقدر اٹھا سکتے لے جاتے باقی کو جلا دیتے ۔ وہ خناس اور غول بیابانی گویا انسان ہی نہ تھے ۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ کرے ۔ یوں سمجھو کہ پہاڑی حیوانات نے انسانی صورت اختیار کر رکھی تھی ؎

گروہے نہ بر صورتِ آدمی ۔ ز مردم جدا دور از مردمی

ز خار و خسک ہر طرف بیشتر ۔ ز افعی و عقرب بد اندیشتر

شتابند اول بتاراج مال ۔ روند آنگہے سوئے اہل و عیال

جہانرا ازیں از کشتن کند خستہ ۔ بر انداز زنند آتش اندر سرائے

نہ در دل ترحم نہ در دیدہ شرم ۔ زباں ہم نگردد بگفتار نرم

بکثرت فزوں اند از دیو و دو ۔ خدا وند دیو و از عدد و

تزا بند ز ایشاں فراواں شبے ۔ بعمرے نگیرد یکے را تبے

چو سگ جیفہ خوار اند گندہ دہن ۔ ہمہ یادہ گو ہمچو زاغ و زغن

بود ہر چہ بینند در آب و خاک ۔ خورند و ندارند ز آں ہیچ باک

چو جثہ خارج آواز کوتہ قدم   چو افعی وار قم سراسر شکم
خرابہ نشینند چوں جغد و بوم   قدمہائے نازک بدیدار شوم
زنے را نگیے خواستند دہ تنند   چو سگ دہ دہ اندزلی بچہ ہند
ہمہ بے حمیت بسانِ خروس   گہے جفت شاں بادر و گہ عروس
بہ شہوت در آیند در پیش ہم   ندارند شرمے ہم از خویش ہم
نہاں زیر پوشند چوں دام و دد   لباس جسد رستہ ہم از جسد
زن و مرد را موئے سرتا بہ پے   شدہ پوشش با تو دِ کد خدائے
رود باد شاں گر بہ بوئے بغل   رود تا بفرسنگ بوئے بغل
مراں بدرکاں راز نانے عجب   زباں داں شاں نے عجم نے عرب
ہمہ پیل پایند و بازو ستون   ز فرہاد در زور بازو فزوں
جو بر گردن دوش بار آورند   شتر بارے پیل وار آورند
بتنگ گور را ور زمینِ درست   بگیرند بالا نہندش بہ پشت
ز ناخن بخارا خراش آورند   چناں سنگ را در تراش آورند
چنار چہل سالہ را بے سخن   گرفتن توانند کندن ز بن
برغبت بخایند بزنجیر را   بدانساں کہ سگ پائے نخچیر را
ہمہ دیو ساراں ژولیدہ مے   بریش درازو درازئے مے
بود جامہ تن تا بزانوے شاں   خدایا نہ بیند کسے روئے شاں
نہ ہر موئے آلودہ ہر بردت   گرسنہ سگے را تواں داد قوت
فتادہ بسانند و دنداں دراز   شتر لب دوانند دنداں گداز
ز سرما و گرما ندارند باک   نہ سانند و آہن نہ از آب خاک
ندارند کارے بجز خورد و خواب   ندانند چیزے بجز نان و آب
بجنگ اندر آیند خورد و بزرگ   بچنگال و دنداں چو دنداں گرگ
چو در پیش گیرند راہِ گریز   بخندند بر توسن تیز خیز

جب قتل عام کی خبر حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی۔
دوپہر کے قریب خواب قیلولہ کے وقت میرے (مؤلف رح) بھائی حقائق آگاہ معارف دستگاہ

شیخ محمد محسن مسلمہ ربہٗ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ سارا شہر قتل ہو گیا ہے اور اب اس محلہ کا رُخ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت کو الہامات کے ذریعہ اس محلہ کی حفاظت کا اطمینان تھا۔ اس واسطے آنحضرت کے مزاج مبارک کو کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ بلکہ یہ خبر سنکر فرمایا۔ کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے فضل الٰہی سے اسے کسی قسم کی مصیبت نہ ہوگی۔ مطمئن ہو کر گھروں میں بیٹھے رہو۔ بعد ازاں سر سرہانے رکھ سو گئے۔ لیکن حقیقت میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذرنے پائی تھی۔ کہ تمام اہل شہر ٹڈی دل کی طرح قتل عام کے خوف سے آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آئے اور ہزارہا باشندے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد جمع ہو کر آہ وزاری کرنے لگے اچانک بیکسوں کے فریادرس اور جہان اور اہلِ جہان کے قبلہ توجہ اس شور وغوغا سے جاگ پڑے۔ اور کیفیت پوچھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ شہر کے لوگ جو تلوار سے بچ رہے ہیں۔ وہ قتل کے خوف سے بھاگ کر اس بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور نادری لشکر انکے تعاقب میں ہے۔ چنانچہ قریب آ پہنچے ہیں ؎

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

آنحضرت کو یہ سُن کر بندگانِ خدا کی حالت پر رحم آیا۔ ہر ایک پر مہربانی کر کے فرمایا۔ کیوں گھبراتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اب تمہیں اپنے فضل وکرم سے اس بلائے عظیم سے بچالیا۔ چونکہ آنحضرت نے کشف باطنی سے لوگوں کی نجات معلوم کر لی تھی۔ اس واسطے اُن کی تشفی کی۔ چونکہ وہ گھبرائے ہوئے بہت تھے۔ اس واسطے انہیں پوری تسلی نہ ہوئی۔ پھر عرض کیا۔ کہ جتنی فوج ہمارے پیچھے آرہی ہے۔ اگر وہ اپنی قمچیاں بھی پھینکیں تو بھی خانقاہ پٹ ہو جاتی ہے۔ جب ان لوگوں نے منت و سماجت بدرجہ غایت کی۔ تو آنجناب نے ازراہِ لطف وکرم جو آنحضرت کو خلقت کے حال پر تھا۔ اُن کی تسلی کے لئے تازہ وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں اس بلا کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ دیر تک دُعا کرنے کے بعد چہرہ مُبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب خلقت کا رنج ومحن خوشی سے بدل گیا۔ پھر آنحضرت نے خلق خدا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے بارگاہِ الٰہی میں منت وسماجت کر کے یہ بلا تم پر سے ٹلوا دی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کا عوض

مانگتا ہے۔ دیکھئے اس امر عظیم کا عوض کیا ہو۔ لوگوں کو اس بشارت عظمےٰ سے تسکین ہوئی الغرض جب شہر میں قتل عام حد کو پہنچ گیا۔ اور صبح سے لیکر ظہر تک لوگ قتل ہوتے رہے بادشاہ اور ارکان سلطنت یہ حال دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آخر نظام الملک اور اعتماد الدولہ وزیر نے نادر شاہ کے پاس آکر معافی مانگی اور عذر کئے۔ اور خدا اور رسول کو شفیع بنایا تب کہیں اس ظالم کے دل میں رحم آیا۔ اور اس نے قتل کی ممانعت کی حکم دیا کہ کسی کو کچھ نہ کہو۔ قاصدوں نے سپاہیوں کو یہ پیغام پہنچایا ؎

بقیہ کہ زانساں بماند در حیوان | کنند تہنیت یکدگر کوں بحیات
زمہر گرفت طبیعت توالد انساں | بروئے بند گشے درگہش دگر بارہ
وزاں ہمیں کہ پرورد صواعق بطلاں | پدیدہ مے شود اشنائے حرت نسل وجود
عمارت از سر نو پدید آمد ازیں طوفاں | تو عمر نوح بیابی ازانکہ در عالم

لوگ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکرانہ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ دوسرے دن جن امرا نے نادری سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔ وہ اُنکے عوض قتل کئے گئے۔ ان میں سے ایک اعزاز خاں بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی بہت سے نادری سپاہی قتل کئے تھے۔ اس نے سزا سے ڈر کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تسلی رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہم تمہاری طرف متوجہ ہیں۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے نادر شاہ کو رحم آیا۔ اور اعزاز خاں کو خیر و عافیت سے رخصت کیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ جس جس محلہ میں نادری فوج قتل ہوئی ہے۔ اس محلے کو سزا دو۔ مغل پورہ کے آدمیوں نے بھی تعدی کی تھی۔ اس محلے کو بھی سزا دینی چاہی۔ چند روز مغلپورہ میں یہ شورش رہی۔ بعض نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب نقل مکان فرمائیں۔ تو بہتر ہوگا۔ آنحضرت نے انہیں تسلی دیکر فرمایا۔ کہ کسی قسم کا خطرہ نہ کرو۔ یہ محلہ آفت سے محفوظ ہے۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے یہ محلہ محفوظ رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے محلوں کے لوگ اس میں آکر رہنے لگے۔ قتل عام کے بعد شہر ایسا بھیانک ہوگیا۔ کہ خارج از بیان ہے کیونکہ تمام گلی کوچے۔ اور بازار کشتوں سے پُر تھے۔ بازار کی دُکانیں اور گھر گرے ہوئے تھے۔ اور مردوں کے گلنے سڑنے سے شہر میں سخت عفونت پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنی زندگی سے تنگ آگئے تھے۔ حتےٰ کہ خود نادر شاہ کی وحشی سیرت فوج بھی

اس معاملہ سے تنگ آگئی تھی۔ مُردوں کو جلایا۔ تو تعفن اور بھی زیادہ ہو گیا۔ شہر کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ وہ شہر جو روئے زمین پر رشک ارم و خلدِ بریں تھا۔ خاک سیاہ ہو گیا۔ اس شہر کے حادثہ پر زمانہ سابق کی ایک نقل یاد آگئی ہے جو لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں سلطان محمد خوارزم شاہ کو فتح کر کے اس کے شہروں اور قلعوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس کے ایک افسر نے دارالخلافہ ہرات میں ایسا قتل عام کیا۔ کہ ایک ذی روح کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ صرف مولانا شرف الدین خطیب معہ پندرہ آدمیوں کے ایک گوشے میں رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص بازار میں آکر ایک دکان پر بیٹھا۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جب کوئی نہ پایا۔ تو چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا۔ کہ اللہ تعالے کا شکر ہے۔ کہ اب عمر بھر فراغت سے گذریگی۔ بعد ازاں پچیس آدمی گرد و نواح کے ان سے ملے۔ اور سولہ سال تک صرف چالیس آدمی اس شہر میں آباد رہے۔ وہ گو جان سے بچ گئے۔ لیکن روٹی نہ ملتی تھی۔ مُردوں کے سوکھے گوشت پر گذارہ کرتے تھے ؎

الغرار اے عاقلاں زیں جنت آباد الفرار بیکند ہر دم بجائے بلبلاں فریاد بوم

ذکر در بیان

احوال سی ہشتم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان تغلب و تسلط نادر شاہ بر مملکت ہند و داد خواہ شدن و استغاثہ نمودن خلائق و سلطانِ ہند بمعہ ارکانِ سلطنت از جور و اذیت بجناب حضرتِ سلطان الاولیاء

نادر شاہ نے قتل عام کے بعد شہر کے دروازوں کو بند کرا کے اپنی فوج چاروں طرف مقرر کر دی۔ کہ باہر کے لوگوں کو اندر نہ آنے دیں۔ اور غلہ وغیرہ اشیاء کی خرید فروخت نہ ہو۔ اِن بدبختوں نے شہر کے چالیس کوس گرداگرد لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شہر میں غلہ کی گرانی اس قدر ہوئی۔ کہ بڑے

بڑے امیر بھوکوں مرنے لگے - ان کا ظلم و ستم افراط کی حد کو پہنچا ہوا تھا - چنانچہ بڑے بڑے امیر آدمیوں سے وہ سخت کام کراتے تھے - جن کے کرنے سے وہ عاجز تھے - جب کرنے سے انکار کرتے - تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے - اس اثنا میں نادر شاہ نے برہان الملک کو کہا - کہ جس زر کا وعدہ تم نے کیا تھا دلاؤ - اس نے کہا - اگر آپ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائیں - اور جس طرح میں کہوں - اس طرح کرو تو تھوڑے عرصے میں بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے - نادر نے غضبناک ہو کر کہا - او نمک حرام! کیا تجھے یہ بات زیب دیتی ہے کہ اپنے بادشاہ کے بارے میں جس کے وسیلے سے تو اس مرتبہ پر پہنچا ہے - ایسی بات کہتا ہے کہ اسے سلطنت سے دور کرنا ہے - اگر اس سے تمہارا یہ سلوک ہے - تو ہم سے کیا کرو گے - بعد ازاں سخت جھڑکی دیکر کہا - کہ جس روپیہ کا تو نے ہم سے اقرار کیا ہے جلدی لا ورنہ پچھتائیگا - اپنے گھر آکر روپے کا بندوبست کیا - لیکن مقررہ روپیہ پورا نہ ہو سکا - اس واسطے مجبوراً زہر کھا کر خودکشی کی - نادر شاہ نے اپنے دو ہزار سپاہی اسکے بھتیجے کے ساتھ بھیجے کہ جس قدر روپیہ ہو سکے - اسی قدر لے آئے - وہ بدبخت دہلی سے لیکر اس کے علاقے تک گئے - اور رستے میں جس قدر گاؤں اور قصبات آئے - تمام کو برباد کر دیا - اس کے علاقے میں اس کا بھانجا جس کے نکاح میں برہان الملک کی لڑکی تھی - وہاں کا حاکم تھا - اس سے تیس ہزار روپیہ نقد مع تھوڑی سی جنس لیکر واپس آئے - واپس آتے وقت علی محمد خاں کے علاقے سے گذرے - لیکن ان کی جرأت نہ پڑتی تھی - کہ کسی پر ہاتھ اٹھائیں - بلکہ ڈرتے ڈرتے گذرے - نادر شاہ نے دہلی کے باشندوں کو سخت عذاب دے دے کر ستر لاکھ روپیہ جمع کیا - اور تین کروڑ روپیہ بادشاہ سے لیا ؎

بادشاہِ ہند بر سر چوں زناں چادر گرفت　　شامتِ اعمالِ مردم صورتِ نادر گرفت
راست آمد او ز ایران ملکِ ہندوستاں گرفت　　قتل و ظلم او کرد و زر از ہر سر افسر گرفت

جواہر اور یاقوت اس قدر بے قیمت ہو رہے تھے - کہ کوئی انہیں پوچھتا نہیں تھا - اور یہ وحشی انہیں کوڑیوں کے مول بیچتے تھے - تمام قیمتی اسباب - برتن اور بیش قیمت کتابیں

بازاروں میں پڑی تھیں۔ کوئی اُن کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ کیونکہ نادری سپاہی سوائے سونے چاندی کے اور کچھ نہ لیتے تھے۔ اور ہندوستانیوں میں اتنی قدرت نہ تھی۔ کہ بازار میں آئیں۔ روٹیوں کے محتاج تھے۔ جن کے پاس روپیہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے۔ وہ بے وقوف اِن چیزوں کو بڑے سستے داموں بیچتے تھے۔ لباس اور کتابیں اور اور قیمتی چیزیں جنکی قیمت ہزاروں روپیہ تھی۔ غلہ کی طرح وزن کر کے چند ایک درہم کے بدلے بیچ ڈالتے تھے۔ غلے کا اس قدر قحط ہو گیا۔ کہ حسب ذیل شعر اس حالت پر صادق آتے ہیں ؎

چناں قرص جویں را اعتبار است　　　　که گوئی روئے گندم گوں یار است

تنگی اس درجہ تھی۔ کہ غلہ وغیرہ اجناس عنقا کی طرح نایاب تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ؎

ز عنقا هست نامے پیش مردم　　　　ز مرغ من بود آں نام هم گم

اکثر غریب آدمی مارے بھوک کے مردہ حیوانات کا سوکھا گوشت کھاتے تھے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا تھا۔ قریب تھا۔ کہ آدمی آدمی کو کھائے۔ اور طاقتور کمزور کو پکڑ کر اپنا ناشتہ بنائے۔ اس حالت کے مناسب ایک حکایت یاد آئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے:۔

حکایت۔ سنہ ۵۹۹ ہجری میں جبکہ اتابک تخت نشین ہوا۔ ملک فارس میں سخت قحط ہوا۔ اکثر لوگ بھوک کے مارے مر گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ اکثر قوی آدمی کمزوروں کو پکڑ کر ناشتہ کر جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک رات ایک مؤذن بارگاہ الٰہی میں دعا کر رہا تھا۔ کہ اچانک اس پر کمند پھینکی گئی۔ اُس کی پگڑی کمند میں آگئی۔ اور خود بیچارہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ جب تک اس ولایت میں رہا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

اسی قسم کا تذکرہ ترجمہ یمینی میں لکھا ہے۔ سنہ ۴۰۱ ہجری میں نیشاپور میں اس قسم کا قحط پڑا۔ کہ وہاں لاکھوں آدمی بھوکوں مر گئے۔ شہر کا ایک رئیس بڑے جید عالم شیخ ابو طیب کے پاس آکر کہنے لگا کہ انہیں دنوں ایک رات جب میں فلاں کوچے میں جا رہا تھا۔ کہ اچانک میرے گلے میں کمند آپڑی۔ حتےٰ کہ میرا گلا گھٹنے لگا۔ حتےٰ کہ مجھے گھسیٹ کر ایک کوچے میں پہنچایا گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا۔ جس نے اپنے

دو نو زانو میرے خصیتین پر مارے۔ تو تب مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے آدمی میرے پاس کھڑے میرے چہرے پر چھینٹے دے رہے ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان کر میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے ایسی مصیبت سے بچالیا۔ میں بڑی تکلیف سے اپنے گھر پہنچا۔ بیس روز تک بیمار رہا۔ جب قدرے صحت ہوئی۔ تو صبح نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آرہا تھا۔ کہ اچانک ایک اور کشمند میں گرفتار ہو گیا۔ میری پگڑی کھوئی گئی۔ لیکن میری جان بچ گئی +

جب شاہجہان آباد کے آدمیوں کا ناک میں دم آگیا۔ اور ہر روز بہت سے آدمی بھوک کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ نادر شاہ اپنے مطبخ سے بادشاہ ہند کو صبح شام کھانا وغیرہ بھیجتا۔ اور اپنے باورچی کو حکم دیا۔ کہ بادشاہ ہند کے تمام توابعات اور متعلقین کو کھانا پہنچایا کرے۔ مغلپورہ آنحضرت کی توجہ کی برکت سے بالکل محفوظ تھا غلہ بھی وہاں سستا تھا۔ اور ظلم و ستم بالکل نہ تھا۔ حالانکہ نادر شاہ کا لشکر شہر کے باہر پڑا تھا۔ اور شہر میں جب آتا تو مغلپورہ میں سے ہو کر گذرتا۔ لیکن اہل محلہ کا مستعرض نہ ہوتا۔ جب یہاں سے نکلتا تو پھر خلقِ خدا پر ظلم و تعدی کرتا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ مغلپورہ دارالاماں ہے۔ تو تمام نے اسی کا رخ کیا چنانچہ تمام حضرت قطب الاقطاب قیوم زمان خلیفۃ اللہ کی عالم پناہ خانقاہ کے گرد و نواح میں پڑے تھے۔ ان دنوں شہر کی مسجدیں ویران پڑی تھیں۔ اور لوگوں کے خون سے آلودہ تھیں۔ کوئی شخص ظالموں کے ہاتھوں مسجد میں آکر نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ انہیں صاف کر سکتا تھا۔ بلکہ کئی مسجدوں میں نادری فوج کے ٹٹو باندھے جاتے تھے۔ اور بعض میں اس کا لشکر اترا ہوا تھا۔ لیکن آنحضرت کی خانقاہ میں نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور شہر کے اکثر مسلمان وہیں آرام کرتے تھے۔ لذت و بیزاری کی اچھی طرح تمیز کرتے تھے۔ اور دین و دنیا کی تکلیف سے محفوظ رہتے تھے +

تمثیل۔ یہ قصہ اس حکایت کے مشابہ ہے۔ کہ زمانہ سلف میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے پہلے بنی اسرائیل کی قوم میں ایک پیغمبر شعیب نام مبعوث ہوئے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالےٰ کی طرف بُلانا چاہا۔ بعض

اس پر ایمان لائے۔ اور بعض نے انکار کیا۔ جب ان کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا۔ وہ نبی برحق انہیں اُخروی عذاب سے ڈراتا تھا۔ لیکن وہ اپنے بُرے اعمال سے باز نہ آتے تھے۔ آخر پیغمبر نے وحی کے بموجب انہیں اطلاع دی۔ کہ اگر تم ان گناہوں سے باز نہ آؤ گے۔ تو بلائے عظیم کے منتظر رہو۔ پھر بھی اُنہوں نے بہ سبب گمراہی اُس کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اس کے تھوڑی مُدّت بعد دقیانوس بادشاہ کو جو جباری اور ستمگاری میں یکتائے زمانہ تھا۔ حقتعالےٰ نے اُن پر مقرر کیا۔ جس نے اُس سارے ملک میں قتلِ عام مچا دیا۔ اور گاؤں اور قصبات تہ وبالا کر دیئے۔ بلکہ اس ولایت میں عمارت کا نام ونشان تک نہ چھوڑا۔ ممکن سے ممکن خرابی اور تباہی اور رسوائی کی۔ صرف پیغمبر وقت اور اُس کے گرد و نواح کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جب بدکاروں نے نبی کے مکان کو جائے امن دیکھا۔ تو مجبوراً پناہ لینے کے لئے اس مکان میں آئے۔ اور توبہ کر کے ایمان لائے۔ اور اس ہلاکت سے بچے ٭

چونکہ حضرت سلطان الاولیاء انبیاء کے نائب مناب اور رسل کے قائم مقام تھے۔ اس واسطے یہ سنت سنیہ بھی آنجناب سے ظہور میں آئی۔ ان دنوں ایک روز نادرشاہ نے شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کے حالات دریافت کئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم زمان قطب جہان حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی ذکر خیر آیا۔ تو سلطانِ ہند سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بادشاہ نے مناسب طور پر تعریف کی۔ بعدازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ اگر آئیں تو ہم نہایت تواضع سے پیش آئیں۔ اتنے میں نظام الملک اور اعتماد الدولہ نے اُٹھ کر آداب بجالاکر عرض کیا۔ کہ سلطان ہند جو آباو اجداد سے آنجناب کا مُرید ہے۔ کئی مرتبہ مِنّت و سماجت کر چکا ہے کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر زیارت کر لینے دیں۔ لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمایا۔ یہ محال ہے کہ آنحضرت قلعہ میں تشریف لائیں۔ آنجناب قطب وقت اور قبلہ توجہ جہان و جہانیاں ہیں۔ حق تعالےٰ نے جہان کی نیکی بدی آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور بادشاہوں کا تغیر و تبدل آنجناب کے اختیار میں ہے ٭

کار ہے جہاں بسر نہ جز رضائے او | در دست اوست بخشش چرخ راہمار
بر جملہ خاکداں رواست حکم او | چوں جادہ در حجاز چوں موج دبہار

یہ آفت جو ہمارے ملک پر آتی ہے محض اس قطب کی نافرمانی کا باعث ہے۔ بارہا آنحضرت نے لوگوں کو پہلے اطلاع دی۔ کہ تم نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضی کے خلاف نہ کرو۔ لیکن ہم نے آنحضرت کی وعظ و نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اسی واسطے ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ جس شخص نے آنحضرت کی مخالفت کی اور اُس پر آنجناب خفا ہوئے۔ وہی مُصیبت میں گرفتار ہوا۔ پھر فرخ سیر۔ قطب الملک اور امام الملک کا قصہ بیان کیا۔ یہ سُنکر نادرشاہ کے دل پر رُعب چھا گیا ؎

ہستئے حق است ایں از خلق نیست | ہیبتے ایں مرد صاحب دلق نیست
ہرکہ ترسید از خدا تقوےٰ گزید | ترسد از وے جن وانس و ہر کہ دید
گر بدیدی چشم ایں شاہ را | پس بدیدی گاڈ حز اللہ را
شاہ آں باشد کہ او خود شہ بود | نے کہ از لشکر رعیت شہ بود
رو رعیت باش گر سلطان نہٖ | خود مراں چوں مرد کشتی بان نہٖ
ایں نہ آں شیر یست کز وے جاں بری | باز غضب پنجہ اش ایماں بری

بعد ازاں کہا۔ کہ اگر وہ بطور سیر تشریف لائیں تو ہم زیارت کرلیں۔ پھر اُنھوں نے عرض کیا۔ کہ بہتر یہ ہے کہ اول کسی کو بھیجکر آنحضرت کی مرضی دریافت کرنی چاہیئے۔ پھر اُس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف کرنا موجب تکلیف ونقصان ہے بادشاہ نے اس رائے کو پسند کرکے اپنے ہندوستانی آشنا سردار خاں کو جو آنحضرت کا مرید تھا مع فارس کے امراء کے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ جب نادرشاہ کے تحف وتحائف آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ اور بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کے بارے میں التماس کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی مرضی نہیں۔ حضرت آنجناب نے درویشانہ سلام ودُعا بادشاہ کو دیا۔ اور سردار خاں کو رخصت کردیا۔ اس نے سارا ماجرا نادرشاہ سے بیان کیا۔ بادشاہ نے بھی آنحضرت کی دعائے غائبانہ پر اکتفا کی۔ جب تک شہر میں رہا۔ آنجناب سے دُعا وتوجہ کے لئے التماس کرتا رہا ؎

چہ گردی در نہ در رام تو شد | نگین سعادت بنام تو شد

چونکہ نادرشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عاجزی کی۔ اس واسطے ہند سے اپنا سر سلامت لے گیا ورنہ بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا۔ نہ خود رہتا نہ اس کا لشکر۔ یہ بات اکثر پر ظاہر ہوئی۔ کہ اگر آنجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء کا معتقد نہ ہوتا۔ تو جلدی ہی مع فوج ہلاک ہو جاتا۔ وہ بھی یہ بات دیکھ کر آنحضرت کا معتقد ہو گیا۔ اسی اثناء میں بعض حضرات مخدوم زادوں نے سرہند سے آکر بادشاہ کے پاس اپنے حاکم کی شکایت کی۔ کیونکہ اس نے مدد معاش والے گاؤں میں دخل دیا۔ اسی وقت بادشاہ نے نہایت تہدید آمیز حکم لکھا۔ کہ خبردار حضرات احمدیہ کی وجہ معاش میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا۔ اور اُن کے کام میں دخل نہ دینا۔ جو لوگ اس ہنگامے سے پہلے اپنے وطن سے آئے تھے۔ نہایت عزت سے انہیں رخصت کیا۔ اُن کے ساتھ شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نکلے۔ اور اس ہلاکت سے بچے۔ رخصت ہوتے وقت حضرت سلطان الاولیاء نے شاہ محمد رسا کے بڑے بیٹے محمد احد رسا کو فرمایا۔ کہ ہم بھی عنقریب اُس علاقے میں آئینگے۔ وہ تاڑ گئے۔ کہ آنجناب جلدی سرہند تشریف لائینگے۔ وہاں آنحضرت کے مکانات کو صاف کرایا۔ اور شکست وریخت کی مرمت کی۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی تشریف آوری کی مبارک باد دی۔ تمام اہل شہر اس خبر سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آنحضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ کہ دیکھئے وہ آفتاب سعادت اُفق مکرمت سے کب نکلتا ہے۔ سات ماہ بعد اچانک آنحضرت کی نعش مبارک سرہند میں آپہنچی۔ جو جگہ صاف کی تھی وہیں دفن کی گئی۔ اور مکان مذکور میں ہی آنحضرت کا روضۂ مبارک بنایا گیا۔ صبح امید شام مشقت و رنج والم سے تبدیل ہو گئی۔ جب شاہجہان آباد میں قحط بدرجہ غائط ہو گیا۔ بلکہ منصورہ میں بھی اس کا اثر ہونے لگا۔ اور لوگ آنجناب سے ارزانی کے لئے التماس کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص بازار سے تھال میں آٹا لایا۔ اُس وقت آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اچانک آنحضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ اتنے میں کسی اور نے پہلے سے پوچھا۔ کہ یہ آٹا کتنے کا لائے ہو۔ اس نے پہلے عام بھاؤ سے سوگنا قیمت بتلائی۔ آنجناب نے سن کر سخت افسوس کیا۔ اور مسجد میں جا کر ظہر کی نماز ادا کی بعد ازاں غلہ کی ارزانی اور خلق اللہ کے آرام کے واسطے توجہ بلیغ فرمائی۔ عصر کی نماز سے

فارغ ہوئے تھے۔ کہ غلہ کی ارزانی کی خبر آگئی تھی۔ کہ سات آٹھ روز میں نرخ بدستور ہو گیا لوگوں کو آنحضرت کی توجہ سے ارزانی غلہ کی طرف سے تسلی ہوئی۔ لیکن نادری لشکر کے ظلم و ستم سے نہایت عاجز آگئے تھے۔ اکثر اس بارے میں آنحضرت سے التماس کرتے تھے۔ کہ کسی طرح اس بلا سے خلاصی پائیں۔ بادشاہ اور امیر ہر روز آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے اور نہایت عاجزی سے توجہ و دعا کے لیئے التماس کرتے کہ کسی طرح اس ظالم کے ہاتھوں بچ جائیں۔ اور ان نامبارک وحشیوں کا قدم اس ملک سے نکل جائے۔ آنحضرت نے اس بارے میں بہت توجہ کی۔ چنانچہ صبح شام ختم کرتے اور ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ان ظالموں سے نجات پانے کی خوشخبری دیتے تھے جن لوگوں کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا۔ اور مدت تک ہندوستان میں رہے۔ اور لوگوں پر ان کی دست درازی بدرجہ غایت پہنچی۔ اور خلق خدا گھبرا گئی۔ شہر کے تمام آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و نیاز کرتے۔ انکی آہ و زاری آسمان تک پہنچ گئی۔ بارہا عرض کرتے کہ خدا اور رسول کے واسطے ہمیں اس نادر شاہی آفت سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے بچائیں۔ کیونکہ اب ہماری طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہم اب ایک روز بھی اس بلا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جائینگے یا خودکشی کر لینگے۔ کیونکہ اب تو عزت برباد ہو رہی ہے۔ اور وہ بدبخت بے حرمتی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور امرا نے بھی عرض کر بھیجی۔ اور خدا اور رسول ﷺ کو شفیع لائے۔ کہ ہمیں اس بلا سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے آزاد فرمائیں +

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت خلیفۃ اللہ خلق را از تخلیص آفت قزلباش دیر آوردن نادر شاہ را از ہند و جلوس محمد شاہ بر تخت سلطنت ہند کرت ثانی از توجہ شریف خود مراجعت نمودن نادر شاہ از ہند مانع یورت خود

جب اہل ہند کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عجز و نیاز بدرجہ غایت ہوئی۔ حتٰی کہ خانقاہ مبارک کے گرد و نواح روتے

چلاتے پھرتے تھے۔ چنانچہ ان کے شور و شغب سے اذکار اشغال میں فرق آگیا متواتر تین روز تک یہی حالت رہی۔ ایک گھڑی بھی آرام نہ لیا اور نہ کسی کو لینے دیا۔ بادشاہ اور امراء کے پیغام بھی نہایت پرسوز تھے۔ سننے والا تاب نہیں لا سکتا تھا۔ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلقت کا اس قسم کا اضطراب دیکھ کر آنحضرت کا دل بھر آیا۔ اس بارے میں ایسی توجہ فرمائی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ فرمائی تھی۔ دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ یہ بلا دعا و توجہ کے متعلق نہیں بلکہ قضائے مبرم ہے۔ جس کا ٹلنا محال ہے۔ پس اس بلا کو ہم اپنی جان پر لیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خلق اللہ پر فدا کرتے ہیں تاکہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو ہند میں ایک متنفس بھی زندہ نہ رہیگا۔ اسی طرح حضرت ذکریا پیغمبر نے اپنے آپ کو خلقت پر فدا کیا تھا۔ یہ قصہ یوں ہے۔ کہ ایک دفعہ کفار نے یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے ظالم اور جبار بادشاہ ذو نواس کو اس قوم پر مقرر کیا۔ جس نے اکثروں کو قتل کیا۔ جو باقی بچ رہے۔ وہ حضرت ذکریاؑ کے پاس پناہ لے گئے۔ اور اسلام سے مشرف ہوئے حضرت ذکریا علیہ السلام نے ان لوگوں کی نجات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا ہے۔ تو ان کے بدلے میری جان لے لے۔ آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ اور ذو نواس نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر حضرت ذکریا علیہ السلام کو پکڑ منگایا۔ جب آنحضرت نے یہ بات سنی۔ تو الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین، کے مطابق عمل کیا۔ اور شہر سے نکل جنگل کی راہ لی۔ لشکر نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب کفار آپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تو آپ نے ایک درخت کو اشارہ کیا۔ وہ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ جب آپ اس میں آگئے۔ تو پھر وہ مل گیا۔ شیطان نے کفار کو ورغلایا۔ کہ ذکریاؑ اسی درخت میں ہے آپ کے داخل ہوتے وقت جو دامن کا نشان رہ گیا تھا۔ دکھلایا۔ انہیں یقین ہوگیا۔ اُنہوں نے درخت کو معہ ذکریا آرہ سے دو ٹکڑے کر دیا۔ اس وقت وہاں کوئی آرہ موجود نہ تھا۔ شیطان نے لوہے کا ٹکڑا لا کر اس کے دندانے نکالے اور کفار کو دیا۔ آرہ شیطان ہی کی ایجاد ہے۔ جب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ نے لوگوں کو اطلاع دی کہ دو تین دن میں یہ آفت اللہ تعالےٰ تم پر سے ٹال دیگا۔

اس خوشخبری سے لوگ پھولے نہ سمائے۔ لیکن جب دوسری خبر سُنی کہ یہ بلا ہم نے اپنے اوپر لی ہے۔ تو بہت ہی غمگین ہوئے۔ گویا وہ خوشی غم سے تبدیل ہو گئی۔ بعض کو اس سے آنحضرت کے انتقال کا یقین ہو گیا۔ اور بعض نے خیال کیا۔ کہ آنحضرت بیمار ہو جائینگے۔ آنحضرت وصال تک اسی عقیدے پر مصر رہے۔ جن دنوں آنحضرت نے اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اکثر صاحب حال آدمیوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا۔ چنانچہ ان دنوں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سیاہ رنگ عظیم الجثہ گائے ہاتھی کی مانند ہے۔ اور وہ دیو پیکر مجھے ہلاک کرتا ہے۔ خلقت اس سے ڈر کر کانپتی ہے اور بھاگتی ہے۔ اور کہیں پناہ نہیں ملتی۔ آخر خلق خدا گھبرا کر حضرت سلطان الاولیاء کی خانقاہ عالم پناہ میں آئی۔ اور آنحضرت سے اس بارے میں مدد چاہی۔ آنحضرت نے خانقاہ سے نکلکر اس گائے کے سینگوں کو خوب مضبوطی سے پکڑا اور لوگوں کو فرمایا کہ تم جا کر گھروں میں مطمئن ہو کر بیٹھو۔ ہم یہ بلا تم تک نہیں آنے دینگے۔ بعد ازاں پھر آنحضرت اپنی قوت سے اسے زمین پر لٹا کر اسکے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور ایسا زور کیا۔ کہ وہ سست ہو کر حرکت سے باز آئی۔ پھر اسے سینگوں سے پکڑ کر شہر سے باہر لے گئے۔ اس قسم کے واقعات اکثر آدمیوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت ہے۔

القصہ جس روز آنحضرت نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس کے دوسرے روز نادرشاہ نے تمام امرائے ہند کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت ہند پر بٹھایا۔ اس روز کانون ثانی کی پہلی تاریخ تھی۔ دوسرے دن خود شہر سے نکل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ نادرشاہ سلطنت ہند پر تین ماہ قابض رہا۔ تشرین کی پہلی تاریخ شاہجہان آباد میں داخل ہوا سارا تشرین ثانی اور کانون اول ظلم و ستم بندگان خدا پر جاری رہا۔ کانون ثانی میں واپس چلا گیا۔ تخت طاؤس جو دس کروڑ کی لاگت سے شاہجہان نے تیار کیا تھا۔ اور جس میں قسم قسم کے جواہرات جڑوائے تھے۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ عالمگیر کی پوتی کام بخش کی لڑکی ایرانی شاہزادے سے بیاہ لے گیا۔ کہتے ہیں وہ بیگم رستے ہی میں فوت ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں زہر کھا کر مر گئی۔ اس کی نعش پھر شاہجہان آباد بھیجدی اور ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کا قبرستان ہے دفن ہوئی۔ جب نادرشاہ شاہجہان آباد سے نکل آیا۔ تو تمام اہل شہر نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ بعد ازاں آنحضرت

کی قدمبوسی کی۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکانِ سلطنت مثلاً آصف جاہ نظام الملک اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ تمام نے آستاں بوسی کی شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہ ملتے تھے ؎

شکرِ نعمت کئے تو نیم از کرامتہائے تو شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو
عذرِ تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

بادشاہ اور تمام اہلِ ہند نے آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور شکر گذار ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے ؎

بسیط روئے زمین گشت باز آبادان بلطفِ خارق آں قطب مصدر عرفاں
تو داد سبز اسلام بستدے ز صلیب تو بر گرفتی ناقوس را بجائے اذاں
ز بازوے تو قوی گشت بازوے اسلام کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں

آنحضرت نے بھی ہر ایک پر مہربانی فرما کر دعائے خیر کی۔ نادر شاہ کے چلے آنے کے ایک مہینہ بعد آنحضرت کی صحت میں فرق آگیا۔ گو اس مہینے کے اندر بھی کبھی درد معدہ اور کبھی درد سر کی شکایت ہو جاتی۔ لیکن ایک مہینے کے بعد سے تو تپ شروع ہو کر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اس سال مشرقی ممالک میں شدت بارش ہوئی۔ گویا طوفانِ نوح کا نمونہ تھا۔ پانی کی طغیانی اس قدر تھی۔ کہ گاؤں کے گاؤں بہ گئے۔ کہتے ہیں چھ سو گاؤں اور چار سو بیل ضائع ہوئے۔ جن کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہوئے۔ اسی سال دریائے گنگا کے مشرقی کنارے قصبہ سہسواں کے گرد و نواح میں ایک آہنی سی چیز پچاس من وزنی آسمان سے گری اور تین قد آدم کے برابر زمین میں دھس گئی۔ اور جہاں گری تھی۔ آدھا دن وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہے۔ اس کے گرتے وقت کڑک کی سی آواز پیدا ہوئی۔ اور بارہ بارہ میل تک لوگوں نے سنی۔ وہ آواز اس قدر مہیب تھی۔ کہ سب کو یقین ہو گیا۔ کہ شاید آسمان پھٹ گیا ہے۔ جب شعلہ بند ہو گیا۔ تو لوگوں نے بڑی مشکل سے جبر ثقیل کے آلات کی مدد سے اسے نکالکر اس علاقے کے حاکم کے سپرد کیا جس کا نام علی محمد خاں تھا۔ اس نے اس لوہے کے اوزار بنوانا چاہے لیکن نہ بن سکے کیونکہ کوٹنے سے چینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ میں (مؤلفؒ) نے بھی اسے دیکھا۔ جب

چھری سے کھرچا تو پارے کی طرح چمکیلی سی چیز نکلی۔ جو قابل اصلاح نہ تھی۔ واضح رہے۔ کہ یہ تینوں علامتیں جو اسی سال ظہور میں آئیں۔ جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھیں۔ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ حقتعالےٰ کی طرف سے جو نعمت عظمےٰ خلق کو حاصل تھی۔ وہ اُٹھالی گئی ہے وہ نعمت عظمےٰ حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو منصب قیومیت کے خاتم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم تھے۔ جو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ نیز وہ نعمت عظمےٰ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا خاصہ تھے۔ اس قسم کی علامات جو اس سال ظہور میں آئیں۔ اس سے پہلے زمانہ قدیم میں بھی صحابہ کرام کے بعد ایک دفعہ ظاہر ہوئی تھیں +

تمثیل۔ جب خلفائے بنی اُمیہ کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا۔ اور طرح طرح کا فسق وفجور کرنے لگے۔ جیساکہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے۔ تو حقتعالیٰ نے اُن کی بداعمالی کے باعث ابو مسلم مروزی کو جو خلفائے بنی عباس کا تھا۔ اُن پر مقرر کیا۔ اسکے ہاتھ سے ان کی جو گت بنی سو بنی۔ اس کے اور خلفاء کے لشکر کی آپس میں کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ قحطبہ بن شعبہ کو ابو مسلم نے خلفائے بنامیہ کے آخری خلیفہ مروان حمار کے سردار یزید بن ہبیرا کے مقابلے پر بھیجا۔ رات کے وقت دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ اتفاقاً قحطبہ گھوڑے پر سے پانی میں گر پڑا گرتے ہی ڈوب کر مر گیا۔ پیشتر اس کے کہ آدمیوں کو اسکے حال کی خبر ہو۔ یزید بن ہبیرہ کو جس کی بہادری کی دھاک بندھی ہوئی تھی شکست دی۔ اور اس کے لشکر کو تہ وبالا کر ڈالا۔ جب یہ خبر مروان نے سنی تو کہا کہ جس لشکر کو ایک ڈوبا ہوا شخص شکست دے اس میں خیر وبرکت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر لشکر کو جمع کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ جب دو نو فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو مروان گھوڑے پر سے اُتر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا۔ اس کا گھوڑا دوڑ کر دو نو لشکروں کے بیچ سے ہو کر گذرا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ مروان نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ جب مدت ختم ہو جائے تو تیاری کام نہیں آتی۔ عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ ذھب الدولۃ ببولۃ) بول کے بدلے

دولت دے دی۔ مروان بھاگ کر پاس کے ایک جنگل میں جا گھسا۔ ایک فدائی جاں نثار نے اس کا سر قلم کر کے امیر لشکر کے پاس لے آیا۔ جب اس کا سر مجلس میں لایا گیا۔ تو اس کی زبان منہ سے گر پڑی جسے ایک بلی لے بھاگی۔ تمام حاضرین مجلس کو یہ دیکھ کر عبرت ہوئی اور سب نے چند روزہ دنیا پر افسوس کیا۔ ابو مسلم نے خلفائے بنی امیہ کا تمام محروسہ ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ ہزاروں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ خلقت بہت گھبرا گئی۔ سب جمع ہو کر امام انام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التجا کی۔ آنجناب نے انکی حالت زار پر رحم فرما کر توجہ کی۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اب دعا کا تیر کارگر نہیں ہوتا۔ تو مجبور ہو کر اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اور بندگان خدا کو اس ہلاکت سے بچایا۔ تھوڑی ہی مدت میں ابو جعفر دوانیق منصور باللہ جو خلفائے بنی عباس سے تھا۔ اور ابو مسلم ان کی طرف سے خلفائے بنی امیہ سے جنگ کر رہا تھا۔ آخر انہیں نکال کر خلافت آل عباس کے سپرد کی۔ اس کے اور ابو مسلم کے مابین عداوت ہو گئی۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے:۔ کہ بنی عباس رض کے پہلے خلیفہ ابو العباس رض سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر دوانیق کو اپنا ولیعہد بنایا جب یہ خبر خراسان میں ابو مسلم نے سنی۔ تو سخت ناراض ہوا۔ کیونکہ اسے امید تھی۔ کہ یہ کام میرے سپرد ہو گا۔ جب ابو جعفر دوانیق خلیفہ بنا۔ تو اسے ابو مسلم کی دشمنی کا خیال تو تھا ہی۔ اس نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دشمنی فساد کا موجب نہ ہو۔ اس واسطے ابو مسلم کو فریب دیکر خراسان سے منگا دار الامارۃ عباسیہ میں قتل کر ڈالا۔ انہیں دنوں ابو جعفر دوانیق کے اشارے سے حضرت امام جعفر صادق رض کو بھی زہر دیا گیا۔ انہیں دنوں یمن میں سخت بارش ہوئی۔ جس سے حج کا قافلہ چند ایک گاؤں اور کھیتی باڑی سب غرق ہو گئی۔ اسی سال ملک فارس میں تین سو من وزنی چیز لوہے کے مشابہ آسمان پر سے گری۔ جب اس کے اوزار بنانے چاہے۔ تو نہ بنا سکے۔ کیونکہ کوٹتے وقت دالوں کی طرح بکھر جاتی تھی۔ یہ مثال میں نے اس واسطے بیان کی ہے۔ کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کی علامتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص علوم اور کمالات جو صحابہ میں تھے۔ اور کچھ تھوڑے سے تابعین اور تبع تابعین میں بھی تھے۔ اور ان کمالات کے مظہر و خاتم حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آنجناب کے وصال کے دن قریب آئے تو لامحالہ وہ علامات بھی ظہور میں آئیں۔ جو ایسے موقعوں پر آیا کرتی ہیں۔ یہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہیں جو اولیاء میں ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اس بارے میں حدیث نبوی ہے "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

اگرچہ وہ کمالات بارہ اماموں اور ستہ باقیہ میں بطریق وراثت موجود تھے اور ان کا ظہور بھی ہوا۔ لیکن کسی اور کو نہیں ملے۔ اور بارہ امام اور ستہ باقیہ بھی امام جعفر صادق رض کی طرح نہ تھے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں دونوں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد کوئی شخص علم ظاہری و باطنی میں آپ جیسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالٰے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر ہزار سال بعد ذات بحت کے متعلقہ کمالات الٰہی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن وہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہوتے ہیں جو ہزار سال کے عرصہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ صفات کے متعلق ہوتے ہیں اور یہ ذات بحت کے۔ جو شیونات، اعتبارات اور صفات سے مبرا ہوتے ہیں۔ صفات و اسماء وغیرہ بھی قیود ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں ہر ہزار سال بعد پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو رواج دیتا تھا۔ وہ ان کمالات کی وجہ سے ہزار سال پہلے اور ہزار سال آئندہ کے نبیوں سے افضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے اولوالعزم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کمالات سو سال تک خلقت میں رہتے ہیں۔ پھر چھپ جاتے ہیں۔ صرف ان کی مثال رہ جاتی ہے۔ جس سے لوگ مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ سو اللہ تعالٰے کے مذکورہ بالا طریق کے موافق ہزار سال بعد ان کمالات کا ظہور ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ اس دین کو تقویت ہو۔ جیسا کہ ہوا۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے آخری حصہ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ حدیث مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام آخرھا، میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔ نیز فرمایا ہے "الامتی اولھا خیر و اخرھا خیر فی وسطھا کدر" میری امت کا پہلا اور پچھلا حصہ اچھا ہے۔ اور بیچ کا مکدر۔ آنحضرت صلعم نے جو علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت دی ہے۔ وہ علمائے کامل مشائخ ہیں۔ جو ہزار سال بعد وجود میں آئے جو حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے علیہما السلام

کے مدِ مقابل ہیں۔ جو ہزار سال بعد صاحب شریعت ہوئے۔ یہ حالات اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل لکھدئے ہیں۔ وہاں سے دیکھ لینے چاہئیں۔ یہاں پر تفصیل وار بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ کتاب کشف الحقائق مقامات قیومیت میں بھی نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ القصہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص کمالات جو نبوت اور محبوبیت ذاتی کے متعلق تھے۔ اور ان کمالات کے علاوہ ہیں۔ جو اس ہزار سال کے اندر اولیاء اللہ میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت ظہور میں آئے۔ حقتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ان کمالات کا صاحب اور نبی اولوالعزم کا قائم مقام بنایا۔ بعد ازاں انکی اولاد کو بھی ان کمالات سے سرافراز فرمایا۔ جو قیوم اربع کہلاتے ہیں۔ یعنی قیوم اول خود حضرت مجدد الف ثانی۔ دوسرے حضرت عروۃ الوثقےٰ۔ تیسرے حجۃ اللہ۔ چوتھے سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ اور ان چاروں کے فرزند۔ ان تمام کمالات کے مظہر اتم اور خاتم اکمل حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت کے وصال کے سال میں یہ علامات ظاہر ہوئیں۔ جو اس نعمت عظمےٰ کے اُٹھا لینے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے الہام میں حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا۔ انت آخر شیخ مشہور فی ھذہ الامۃ یعنی حضرت خلیفۃ اللہ کے بعد کسی شخص کو ایسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ اور سوائے قیوم ثلاثہ کے اور کوئی پہلے بھی ایسا نہیں ہوا ؎

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہا باید کہ تا یک گردونِ گرداں یک شبے — عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضل طبع — عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن
عمرہا باید کہ تا یک بندۂ صاحب کمال — بایزیدے در خراساں یا اویسؓ اندر قرن
قرنہا باید کہ تا یک سنگ دانہ ز آفتاب — لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

بعد ازیں ہرگز نزاید زیر چرخ سبز فام
قطب چوں خواجہ زبیر و ہمچو حساں در سخن

ذکر در بیان

بعض کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی شان اِس سے اعلےٰ و ارفع ہے۔ کہ کرامات سے آنجناب کی تعریف کی جائے۔ لیکن چونکہ مؤرخوں کا طریقہ ہے۔ کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات میں معجزوں اور کرامتوں کا بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنحضرت کے بعض خوارق لکھتا ہوں۔ اگرچہ کتاب آنحضرت کی کرامات سے پُر ہے۔ لیکن پھر بھی تاریخ کے طور پر چند اصرحی کرامات کے بارے میں لکھتا ہوں۔ در اصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مُرید صادق میں القائے نسبت کرے۔ اور اسے ایک مقام سے دُوسرے مقام پر پہنچائے۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظاہر ہوئیں دوسرے جو کونیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ولایت پر موقوف نہیں۔ بلکہ ریاضت پر مبنی ہیں۔ یہ بات یونان کے حکماء اور ہند کے برہمنوں کو بھی حاصل ہے۔ سو یہ بھی آنحضرت کو اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال تابعداری کے سبب کہ نبوت کا خاصہ ظہور معجزہ ہے۔ یہ طریق سنت آنحضرت سے ظہور میں آئیں۔ گو یہ بیشمار ہیں لیکن اِن میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں۔ صبح شام ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظہور میں آتی تھیں۔ آنجناب کی ہر عادت خرقِ عادت تھی۔ ع

دِقتش ہمہ صرف در عبادت ہر عادت اوست خرقِ عادت

کرامت آنحضرت کے خاص مُرید شاہ مقیم نام نے مجھ (مولفؒ کتاب) سے بیان کیا۔ کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ کہ مجھے حضرت خلیفۃ اللہ کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ میں بہتیرا بیت اللہ کے طواف سے دِل کو تسلی دیتا۔ لیکن مطمئن نہ ہوتا۔ عین اضطراب کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ طواف میں میرے ساتھ ہیں۔ میں نے آنحضرت کی قدمبوسی کرنی چاہی۔ جب قریب پہنچا۔ تو نظر سے غائب ہو گئے۔ جب پھر میں اپنی جگہ پر گیا۔ تو پھر طواف کر رہے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ

جب میں آنحضرت کے قریب ہوتا۔ تو نظر سے غائب ہو جاتے۔ اور جب ہٹ آتا۔ تو دکھائی دینے لگتے۔ بہت لوگوں نے آنحضرت کو حرمین الشریفین میں دیکھا ہے جن کا بیان درج کرنا طوالت کلام کا باعث ہے ۔

کرامت۔ ایک شخص آنحضرت کی زیارت کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا۔ راستے میں شیر سے دوچار ہوا۔ اس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اس وقت آنجناب نے وہاں حاضر ہو کر پتھر اُٹھا اُس شیر پر پھینکا۔ جس سے وہ لومڑی کی طرح بھاگ اُٹھا۔ آنحضرت بھی نظر سے غائب ہو گئے۔ اس شخص نے صحیح وسلامت حاضر خدمت ہو کر اس کرامت کو بیان کیا ۔

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مقبول اخون محمد مومے نے مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب آنحضرت پہلی مرتبہ شاہجہان آباد تشریف لیگئے تھے۔ تو ایک عورت آنحضرت کے واسطے پان لایا کرتی تھی۔ ایک روز آنجناب کی نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جس پر سفید داغ تھے۔ اُنکی کیفیت آنحضرت نے پوچھی تو اُس نے ایک بزرگ کا نام لیا۔ جس کے معتقد عام اہل ہند ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس کے تصرف سے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کیا تم چاہتی ہو کہ میں دعا کروں تاکہ یہ داغ دور ہو جائیں۔ اُس نے متعجب ہو کر کہا چاہتی ہوں۔ آنحضرت نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ ابھی دُعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اُس کے ہاتھ پر سے سفید داغ نابود ہو گئے ۔

کرامت۔ ایک سپاہی نے جو آنحضرت کا مرید بھی تھا مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب امام الملک مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور لوگ اُس کے مال و اسباب اور خزانے کو لوٹ رہے تھے۔ میں بھی اُس وقت اُس کے خزانے پر موجود تھا۔ میں نے بھی کچھ روپیہ لینے کے لئے سامنے پڑے ہوئے بدرے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ مارتے ہی کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ نے ظاہر ہو کر سخت ناراضگی سے مجھے دھپڑ مارا۔ جس سے میری عقل چکرا گئی۔ اور فرمایا فلاں! ہماری مجلس کو بھول گیا۔ اب حرام کا مال لیتا ہے۔ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اس فعل سے نادم ہو کر توبہ کی۔ اور پھر عمر بھر حرام مال کی طرف نگاہ نہ کی ۔

کرامت - حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مُرید محمد عادل اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد جاتے ہوئے مجھے لٹیرے ملے - ایک نے مجھ پر کمند پھینکنی چاہی - مَیں نے گھبرا کر آنحضرت سے التجا کی - آنحضرت نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا - وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی بندروں کی طرح بھاگ گئے ؛

کرامت - حضرت سلطان الاولیاء ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے دن آپ کے مزار فائض الانوار پر جا کر فاتحہ پڑھتے اور مٹھائی تقسیم کرتے - ایک روز حسبِ عادت آنجناب تشریف لے گئے - واپس آتے وقت آنحضرت کی سواری اپنے ایک سپاہی مرید کے گھر کے پاس سے گذری جو غایت درجے کا مفلس تھا - آنحضرت کے مخلصوں اور مُریدوں کی رسم تھی - کہ جب آنحضرت کی سواری جب اُن کے دروازے کے پاس سے گذرتی - تو حسبِ حیثیت نیاز و تحفہ پیش کرتے - جب اس شخص نے سواری دیکھی - تو گھبرا کر کچھ موجودہ اسباب بیچا - اور کچھ قرض لیکر میوے اور حلوے پیش کئے - جب آنحضرت کو اس کے افلاس کی اطلاع ہوئی - تو کشائش رزق کے لئے دُعا کی - اور اس بارے میں توجہ کی - بعد ازاں اسے خوشخبری دی کہ عنقریب ہی تم صاحب ثروت و ریاست ظاہری ہوگے - ابھی ایک ہفتہ نہ گذرنے پایا تھا - کہ صمصام الدولہ عارض سپاہ نے اسے بلا کر اپنے انعام و اکرام سے مخصوص کیا - اور ہزار سوار کا سردار بنایا - اور کچھ علاقہ اس کے اخراجات کے لئے مقرر کیا - ایک مہینے کے اندر وہ بہت دولتمند ہو گیا - اور بادشاہ کے امراء میں شمار ہونے لگا - ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے روز آنحضرت کی مع تمام خلفاء و مریدین ضیافت کیا کرتا - اور نیاز و تحفہ پیش کیا کرتا - اسی طرح کی کرامت ایک اور شخص کے حق میں آنحضرت سے ظہور میں آئی - لیکن چونکہ بعینہٖ اس کے مشابہ ہے اس واسطے درج نہیں کی گئی - اسی سپاہی نے یہ بیان کیا - کہ میں عید کے دن بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا - کہ اچانک بادشاہ کی سواری میں ایک مست ہاتھی نے شورش کی - بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا - بعد ازاں میرا رُخ کیا - میرا گھوڑا جو بِدکا تو میں گھوڑے پر سے ہاتھی کے پاؤں میں گر پڑا - چونکہ زمین پتھریلی تھی - میرا پاؤں پتھر پر لگنے سے ٹوٹ گیا - ہاتھی نے اپنا پاؤں اُٹھا مجھے

روندنا چاہا۔ اس وقت کوئی شخص مجھے اس مصیبت سے بچانے والا نہ تھا۔ سب جان کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ اُٹھے۔ مَیں نے حیران ہوکر آنحضرت کو یاد کیا۔ اور اس بلا سے بچنے کے لیئے مدد کی درخواست کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت میرے سرہانے کھڑے عصا سے ہاتھی کو مارتے ہیں۔ عصا کے لگتے ہی وہ ہاتھی غلّے کی طرح بھاگ گیا۔ پھر میرے زخم پر دستِ شفقت پھیرا۔ تو اسی وقت زخم اچھا ہوگیا۔ میں اس مصیبت سے آنحضرت کی توجہ کے طفیل بچا۔

کبیر شاعر جو آنحضرت کا مرید تھا۔ نہایت مفلس و قلاش تھا۔ اکثر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مدحیہ قصائد۔ غزلیں مخمس وغیرہ پڑھا کرتا تھا چنانچہ حسب ذیل دو مخمس اسی کے ہیں ؎

اگرچہ ہستم احراری عزیزی — محب قادری آفاق سیری
نہ از بندیم من نہ از نصیری — ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری

زبیر آں آفتاب شرع دین است — بجائے مصطفےٰ او جانشین است
بصدر قرب رب العالمین است — غلام درگہش را ورد این است
زبیریم زبیریم زبیری

یقیں کاں قطب الاقطاب زمانہ — بعصر خویش قیوم زمانہ
بود رونق دِہ ایں کارخانہ — بجان و دل ہمیں دارم فسانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بفضلت سازمار ادستگیری — یقین دانم کہ پیرے دستگیری
جواں بختم بکن در عین پیری — نگہ دارم زبیری ظہیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم — بعشق مائل و فارغ زغیرم
بصاحب رازہا در ذکر خیرم — زعبد القادر احرار و عزیزم
زبیریم زبیریم زبیری

؎ ۲ تاکہ ہستم زندہ درین کانہ دیر — بندۂ احرار غلام عزیر

کلب ابو القادر آفاق سیر | بر ہمہ جن و بشر و وحش و طیر
پیر کبیر است محمد زبیر

ہمچو محمد بود او رہنما | ثانی معصوم بہ نشو و نما
بعد شہ خواجہ جیو با صفا | بر سر سجادہ دین مقتدا
پیر کبیر است محمد زبیر

ہست بہ شرع نبوی مستقیم | اُمت مخصوص نبی کریم
ہر کہ بدو دست زدہ از ترس و بیم | یافت نجات از شر دیو رجیم
پیر کبیر است محمد زبیر

مجمع گنجینۂ اسرار اوست | مطلع سرچشمۂ انوار اوست
شب ہمہ شب ذاکر و بیدار اوست | عارف کامل شہ دیندار اوست
پیر کبیر است محمد زبیر

زاں شہ دیگر کنم ذکر خبر | آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر
ہست بیقین کامل آفاق سیر | دست مرا گیر نمانم بغیر
پیر کبیر است محمد زبیر

ایک اور قصیدہ کہا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

تا بفرقم ظل اقبال شہ دیں پرور است | کہنہ دستارِ مرا بہتر ز چتر و افسر است

اسی قصیدہ میں اپنے احوال کا اظہار بھی کیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

یا زبیر بادشاہ دو جہاں دستم بگیر | رحم بر حالم بفرما زانکہ حالم ابتر است
کار دینم ناتمام و کار دنیا ہم خراب | عمر در افلاس بگذشتن ز مردن بہتر است

ایک روز آنحضرت نہایت خوش وقت تھے۔ از راہ لطف و کرم کبیر کو فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ کی گرز برداری کی ریاست۔ گرز برداری میں چند ایک سردار ہوتے ہیں۔ کہ ایک ایک باری باری ہفتے میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ آنحضرت نے اُس کے حق میں دُعا کی۔ بادشاہ نے دوسرے دن ہی اسے بلا کر گرز برداروں کا ایک سردار بنا دیا۔ اور عالم بیگ خاں کا خطاب بخشا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی۔ کہ تو نے

ایسی ادنےٰ درخواست کیوں کی ۔

کرامت ۔ برلاس قبیلے کا ایک مغل ہر وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا ۔ صبح شام کسی وقت بھی جدا نہ ہوتا ۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا ۔ کہ تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے ۔ جو تمہارا مدعا ہو بیان کرو ۔ اس نے عرض کیا میں ایک گھوڑا چاہتا ہوں ۔ پھر آنحضرت نے فرمایا ۔ کہ اس سے بھی کوئی اچھی چیز مانگ ۔ پھر بھی اس نے عرض کیا کہ گھوڑا ۔ تین مرتبہ یہی سوال جواب ہوئے ۔ آخر آنحضرت نے فرمایا ۔ میں کیا کروں خدا انہیں دینا ۔ پھر فاتحہ پڑھ کر اس کے حق میں دعا کی ۔ اور فرمایا ۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہیں گھوڑا بھی دیگا اور ظاہری دولت بھی ۔ دوسرے دن قبیلہ برلاس کے سردار نے اس کو بلا کر مع ساز و سامان گھوڑا دیا ۔ اور بادشاہ کے ملازموں میں شامل کرلیا ۔ تھوڑی مدت میں صاحب جمعیت و ثروت ہوگیا ۔

کرامت ۔ خواجہ سراؤں کا ایک لڑکا آنحضرت کا مرید تھا ۔ اور آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے ۔ ایک روز محل کے اندر تشریف لے گئے اس وقت وہ لڑکا بھی آنجناب کے ساتھ تھا ۔ آنحضرت نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ۔ کہ کیا تم چاہتے ہو ۔ میں دعا کروں تاکہ حقتعالےٰ تمہیں سلطنت کا ایک رکن بنا دے یا آخرت کی سرداری عطا کرے ۔ اس نے عرض کیا ۔ جو شخص جناب کا مرید ہے ۔ اسے آخرت کی سرداری تو ضرور ملیگی ۔ میں امید کرتا ہوں ۔ کہ جناب دنیا کی سرداری بھی مجھے عنایت فرمائینگے ۔ آنحضرت نے مسکرا کر اس کے حق میں دعا کی ۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا کہ وزیر ہند کا ملازم بن گیا ۔ پھر وزیر نے اسے اپنا مقرب بنا لیا ۔ حتیٰ کہ وزارت کا تمام انتظام اس کے اختیار میں ہوگیا ۔ تمام مغل سردار اس کے محتاج ہوگئے ۔

کرامت ۔ میرے بڑے بھائی حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد احسن کے ہاں بڑی آرزوؤں کے بعد لڑکا پیدا ہوا ۔ میرے والد ماجد نے اس کا نام غلام زبیر تجویز کیا ۔ تین دن نہ گذرنے پائے ۔ کہ اس بچے کی حالت ابتر ہوگئی ۔ اور قریب المرگ ہوگیا ۔ ہمارے گھر میں بڑی گھبراہٹ ہوئی ۔ میں نے آنحضرت سے دعائے شفا کی درخواست کی ۔ آنجناب کی عادت یہ تھی ۔ کہ جب کوئی شخص آکر خواستگار ہوتا ۔

تو اگر کام ہونے والا ہوتا۔ تو فرماتے کہ خیر ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ یہ کام بفضل خدا سر انجام ہوگا۔ لوگوں کو یقین ہو جاتا کہ یہ کام ضرور ہو جائیگا۔ اور اگر وہ کام ہونے والا نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ یہ کام کردے۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ کام ہونے والا نہیں۔ جب میں نے دعائے شفا کے لئے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ کہ شفا دے۔ اسی وقت مجھے یقین ہوگیا۔ کہ لڑکا مر جائیگا۔ جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا مرا ہوا ہے۔ مجھے بہت غم ہوا۔ جب آنحضرت نے میرا غم دیکھا۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ غم نہ کرو میں دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ تمہیں نعم البدل عطا فرمائے ایک گھڑی بعد مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہارے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ میں اس خوشخبری سے خوش ہوا۔ واقعی آنحضرت کے فرمان کے مُطابق دس ماہ بعد میرے بھائی کے ہاں ایک لڑکا ہوا جس کا نام پھر غلام زبیر رکھا۔ حق تعالےٰ اسے حضرت خلیفۃ اللہ کی طفیل سے ظاہری اور باطنی کمالات سے بہرہ مند کرے۔ آمین یارب العالمین ٭

کرامت۔ خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے سید کریم الدین نام جو اس فقیر (مؤلف کتاب) کے یار تھے اور علم معقول و منقول میں خاص قابلیت رکھتے تھے عین جوانی میں مرض تپ دق سے بیمار ہوئے۔ اسی اثناء میں میں حضرت خلیفۃ اللہ کی آستاں بوسی کے لئے روانہ ہوا۔ اور کریم الدین کو معہ یاروں کے اپنے مکان پر چھوڑ گیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو کریم الدین کی شفاء کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مرض سے نہیں بچونگا۔ نہ کریم الدین ہمارا یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائیگا۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان دنوں بیماری میں بہت کچھ تخفیف ہو چکی تھی۔ اور رو بصحت تھا۔ شاید قدرے قلیل باقی رہ گئی ہو۔ تمام حکماء اس کی شفاء پر متفق تھے۔ جب میں پھر اپنے مکان پر گیا۔ تو اسے چنگا بھلا چاق چوبند پایا۔ ایک مہینے تک خاصہ تندرست رہا۔ بعد ازاں اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ میں نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا۔ جہاں وہ گیا وہاں پھر مرض عود کر آیا۔ اور تھوڑی مُدت بعد مرگیا۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا سچ نکلا ٭

کرامت۔ ایک دفعہ میں نے اپنے مخصوص یار نور محمدؒ کے ہاتھ اپنی عرضی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں ارسال کی۔ راستے میں لٹیروں نے اُسے آگھیرا اس نے گھبرا کر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف توجہ کی۔ اِتنے میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ بائیں طرف سے ایک غیبی لشکر نمودار ہوا ہے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی قزاق بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ لشکر بھی غائب ہوگیا۔

کرامت۔ ایک عزیز کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور آنحضرت قہوہ پی رہے تھے۔ اور بعض کو از راہِ عنایت پس خوردہ عطاء فرما رہے تھے۔ میں اگرچہ مجلس کے عمدہ آدمیوں میں سے نہ تھا۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں آیا۔ کہ کیا اچھا ہو مجھے بھی پس خوردہ عنایت فرمائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دستِ مبارک میں کا جام مجھے عنایت فرمایا۔

کرامت۔ آنحضرت کا ایک خاص اور صاحبدل مرید لکھتا ہے۔ کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر تھا۔ کہ ایک سوداگر بہت سا زر و مال بطور نذر لایا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے اُس کی تحسین و آفرین کی۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو میں اس سے دس گنا نذر دوں۔ چونکہ مجھے ایک پیسہ دینے کی بھی توفیق نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بڑی حسرت ہوئی۔ اُسی وقت آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نیاز کو قبول کرلیا ہے۔ تمہارا نیاز یہی تمہاری حسرت ہے۔ تمہاری نیت کے موافق تمہیں اجر ملیگا۔ آنحضرت کے اس فرمانے سے میں پھولا نہ سمایا۔ جتنی پہلے حسرت تھی۔ اتنی ہی مجھے خوشی ہوئی۔

کرامت۔ ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں ندی کنارے نماز کے لئے اُترے۔ نماز سے فارغ ہو کر نزول بے کیف باخیر و برکت ہوا۔ جو معاملات اس وقت ہوئے۔ اُنکے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے۔ ہر ایک اپنی حالت کے موافق ان کمالات سے بہرہ مند ہوا۔ میں جو اپنی طرف سے باغ کی سیر کے وقت تحف و ہدایا لایا کرتا تھا۔ ان میں دیر ہوگئی۔ میں لینے لگا۔ کہ اتنے میں خاص کمالات کا ظہور ہوا۔ جب

میں تحفے اور ہدیے لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہ وقت گذر چکا تھا میں نے بہت افسوس کیا اور ایک گوشے میں جاکر نہایت عاجزی سے جناب الٰہی میں عرض کرنے لگا۔ کہ اے پروردگار! مجھے بھی ان کمالات سے بہرہ مند کرنا کیونکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے ان کمالات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ دیر تک میں عاجزی کرتا رہا۔ بعد ازاں حقتعالے نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ اللہ کے طفیل میری دعا کو قبول کیا۔ اور ان کمالات کے حصول کا شافی الہام ہوا۔ جب میں پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے بھی مجھے سرافراز فرمایا۔ کہ حقتعالے نے تمہاری عاجزی قبول کر لی ہے۔ اور جو تمہارا مدعا تھا حاصل ہو گیا ہے +

کرامت ۔ رات دن میں آنحضرت کے ہاں کھانے کے چند ایک وقت مقرر تھے۔ پس خوردہ ہزاروں آدمیوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ عرس کے دن تو دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے۔ تو ہر ایک کو پس خوردہ مل جاتا۔ بلکہ بعض دو دو دفعہ لیتے۔ طرفہ یہ کہ جو مریض یا دردمند وہ پس خوردہ کھاتا شفا پاتا۔ "سور المومن شفاء" "مومن کا پس خوردہ شفا ہے" یہاں صادق آتا تھا +

کرامت ۔ لیلۃ القدر کو حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ میں حقتعالے کی تجلیات خاص اور عنایات بے نہایت کا عجیب ظہور آنحضرت کے طفیل لوگوں پر ہوتا۔ اس رات میں وہ خاص وقت جبکہ پورے طور پر رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔ فرشتے اترتے ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی توجہ سے لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس واسطے خلقت ہر طرف سے ٹڈی دل کی طرح اس رات آنحضرت کی خدمت میں اس نعمت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی۔ خانقاہ میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ نماز کے واسطے کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی۔ نماز تراویح کے وقت ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدے کرتے تھے۔ ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ شب مذکورہ کو لوگ حسب عادت آنحضرت کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ جو شخص آنحضرت کا مقرب تھا۔ آپ اُس کی نسبت پوچھتے کہ فلاں شخص آیا ہے۔ وہ آداب بجا لاکر آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت مجھے

یاد فرماتے۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ مجھے بھی آنحضرت بلائیں اتنے میں آنحضرت نے میرا نام لیکر پوچھا کہ فلاں شخص بھی آیا ہے۔ میں آداب بجالاکر اٹھا۔ اور نہایت ہی خوش ہوا۔

کرامت۔ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے سنا ہوا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں امراء اور بادشاہ جو اس باختہ ہو جاتے ہیں۔ اور بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تعظیم کرتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے بے اختیار تعظیم کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ میں اس ارادے سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں اوروں کی طرح تعظیم نہیں کروں گا۔ لیکن جب آنحضرت کا جمال مبارک دیکھا۔ تو بے اختیار ہو کر معمول سے زیادہ تعظیم بجالایا۔ بعد ازاں مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ بات تائید الٰہی کے سبب سے ہے۔ میں نے اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور بہت سے لوگ اسی ارادے سے آئے۔ لیکن پھر اس خیال سے تائب ہوئے۔ ان کا بیان کرنا موجب طوالت کلام ہے +

کرامت۔ سالکوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت خلیفۃ اللہ کا طریقہ ہے۔ اس سے پہلے طریقہ احمدیہ معصومیہ میں یہ رواج نہ تھا۔ بلکہ زانو بزانو بٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس بارے میں میرے قبلہ گاہ نے وجہ دریافت کرنی چاہی۔ تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت نے بنور باطنی معلوم کر کے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بعثت سے پہلے اولیا، گذشتہ میں توجہ دینے کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد کا قرب تھا۔ ہر شخص میں اسقدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کو ہزار سال کا عرصہ ہو گیا۔ تو لوگوں کی استعدادیں گم ہو گئیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا۔ نیز جو کمالات حضرت مجدد الف ثانیؒ کو حاصل ہیں۔ وہ شیخ کی توجہ بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم جاری ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے زمانہ سے لیکر اب تک بھی بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہو گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت

امام وقت تھے۔ اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اس واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ ہے تجویز فرمائی ؏

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے دو خاص مرید صوفی براتی اور میر مرزا نام آپس میں نہایت مخلص تھے۔ میر مرزا صوفی براتی کو یار عزیز کہا کرتے تھے۔ چونکہ صوفی براتی خانقاہ کے مدار المہام تھے۔ اور میر مرزا باغ کی سیر کے خواہشمند تھے اکثر صوفی براتی کو بھی سیر باغ کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ اکثر آنحضرت دن رات میر مرزا کی زبانی فرمایا کرتے تھے۔ کہ یار عزیز ایسا کرنا چاہیے یا ہم نے ایسا کیا ہے یا ہم ایسا کرینگے یا فلاں مقام پر جائینگے۔ یا وہاں سے آئے ہیں علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے سینکڑوں کلمات ہر روز فرماتے۔ ان باتوں کا ماحصل یہ تھا کہ بعض آدمی جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کے دل میں گناہوں کا خیال ہوتا تھا۔ یا کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یا کسی گناہ کے مرتکب ہو کر آتے تھے۔ یا کسی ایسی جگہ جانا چاہتے تھے۔ جہاں گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں۔ سو آنحضرت ان کلمات کے ذریعہ ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتے تھے۔ جن گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ یا مرتکب ہونا چاہتے تھے۔ یا جس مقام سے آتے یا جس مقام پر جانا چاہتے۔ آنحضرت اشارتاً بتا دیتے۔ لوگ اپنے افعال و خیالات سے آگاہ ہو کر باز آجاتے کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا۔ کہ آنحضرت ہمارے افعال و خطرات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر عمر بھر کے لئے اس فعل سے باز آجاتے۔ بلکہ اس کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ اگر اتفاقاً خیال آبھی جاتا۔ تو اس سے فوراً توبہ کرتے تھے۔ اس قسم کے خوارق آنحضرت کی ستائش میں داخل نہیں۔ جو کچھ قابل تعریف ہے وہ معارف و اسرار ہیں۔ جو سب سے بڑھیا خوارق ہوتے ہیں۔ جو حقتعالےٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ جس طرح جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن شریف ہے۔ جو علوم و معارف اسرار الٰہی ہے۔ حضرات سرہند کا سب سے بڑا خوارق اپنے پیغمبر کے کمال اتباع سے ان کا کلام ہے۔ واقعی جو علوم و معارف حضرت مجدد ثانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی اور گذشتہ ولی نے بھی بیان نہیں کیا۔ واقعی ان کا کلام حقیقت قرآن کے اسرار ہیں۔ جو اس بات کی پوری دلیل ہے۔ کہ ان کا

کلام عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور شریعت عین قرآن ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے اولیاء کا کلام مخالف شرع ہے چنانچہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور سماع جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے۔ اسے حلال سمجھ کر موصل الی اللہ کہتے ہیں۔ مصرع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بلکہ حکمائے فلسفی کے علوم سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی | ایں رہ کہ تو مے روی بترکستان است

جب میں نے کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ تو بہت بہت پسند کر کے فرمایا۔ کہ یہ علوم و معارف ہزار ہا کرامتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے کسی ولی اللہ نے ان علوم و معارف کو جو اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ بیان نہیں کیا۔ واقعی یہ علوم و معارف آنحضرت کے ہیں۔ جو بذریعہ باطنی توجہ اس مسکین کو القا فرمائے۔ اور انہیں میں نے لکھ دیا ؎

نیا وردم از خانہ چیزے نخست | تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اب آنحضرت کے بعض مکاشفات لکھے جاتے ہیں:۔

ذکر در بیان

بعض مکاشفات حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ مراقبہ میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نہایت اعلےٰ درجہ کی خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ جس پر سونے کے پانی سے اسم اللہ ذاتی لکھا ہوا ہے۔ جب آنحضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ یہ خلعت منصب قیومیت ہے جو میرے بعد تمہیں نصیب ہوگا۔

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ

بیان کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ منصب قیومیت کی علامت ہے ٭

مکاشفہ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ شروع حال میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ محبوبیت الٰہی اس طرح مجھ پر غالب آئی۔ کہ میں اپنا عاشق ہو گیا۔ جب میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا۔ تو فرمایا کہ یہ محبوبیت ذاتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ پھر آنحضرت صلعم کے کمال اتباع سے حضرت مجدد الف ثانیؓ اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو پہنچا۔ یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی یعنی ضمیر بدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء میں سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو اس نعمت عظٰے سے مشرف فرمایا۔ ان کا بدن مبارک سوائے پاؤں کے تلووں کے طینت پیغمبر کے ضمیر سے بنا ہوا تھا۔ آنحضرت کے بعد حضرت عروۃ الوثقٰے کو بھی یہی شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ ان کا جسم مبارک اسی ضمیر سے ہے حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے وہی نعمت عظٰے تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اس کا شکریہ بجا لاؤ۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے ٭

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے آنحضرت کی کشف کی بابت پوچھا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ کہ تمام ولایات کی کشف مفصل طور پر مجھے حاصل ہے۔ سالکوں کی بابت بھی مجھے معلوم ہے۔ کہ فلاں شخص ولایت کا چوتھا حصہ طے کر چکا ہے۔ فلاں نصف اور فلاں تین چوتھائی۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے سُنا۔ تو فرمایا۔ کہ اس قسم کی کشف کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رہ اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو حاصل تھی۔ اگرچہ تمہارے باپ کی کشف بھی بہت تھی۔ لیکن نہ اس قدر جتنی تم کہتے ہو۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ٭

مکاشفہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ فنائے قلب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ کہ اسم ذات کے بعد عارف کے قلب پر ایسا نور غالب آتا ہے۔ کہ اگر اسے نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے اور بتکلف دل میں کوئی خطرہ لانا چاہئے تو بھی نہیں آئیگا۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ بہت سے اس مقام پر پہنچے۔ لیکن یہ حالت

نہیں پائی گئی۔ یہ بات بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بیان کی۔ آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رح نے لکھا ہے۔ فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ کہ دل میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔ خطرہ دل سے نکل دوسرے لطائف میں سرایت کرجاتا ہے۔ لیکن صاحبِ معاملہ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تا وقتیکہ اِن لطائف کو فنائے اتم حاصل نہ ہو۔ وہ ماسوی اللہ کے پھندے سے نہیں نکلتا +

مکاشفہ۔ ایک رات عشا کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ اس دعا کے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آیا فرشتوں کو بھی لطائف خمسہ حاصل ہیں یا نہیں۔ اتنے میں جو فرشتے آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ ہمیں لطائف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام بھی لطائف کی طرح ہیں۔ جہاں ہمارا مقام ہے وہیں ہم ہیں۔ چونکہ ان کے اجسام کثیف تھے۔ اس واسطے اپنے مقام پر ترقی نہ کرسکے۔ یہی وجہ ہے کہ حقتعالےٰ نے یہ لطائف انسان میں رکھے۔ تاکہ اپنے مقام سے ترقی کرسکیں۔ اس امر میں ہم انسان سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام عین ہمارے مقامات میں ہیں۔ لیکن انسان میں یہ لیاقت نہیں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بعض انسان اپنے مقام سے بہت بلند جاتے ہیں۔ ملائک نے عرض کیا۔ کہ یہ فضیلت انسان کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ ہم صرف اپنے ہی مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ آگے ترقی نہیں کرسکتے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ’وما منا الا له مقام معلوم‘ ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ میں نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ حقتعالیٰ نے انسان کو کھانا، پینا، مجامعت اور لباس فاخرہ جیسی نعمتیں دنیا اور جنت میں انسان کو عطا فرمائیں۔ تم ان لذتوں سے محروم ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ آپ قیوم عالم ہیں۔ تمام اشیاء کے حقائق آپ پر منکشف ہیں۔ بعض اسماء کے خواص کی بابت سوال کیا۔ کہ اُن کے پڑھنے سے مذکورہ لذتیں قاری کو حاصل ہوتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں اسماء کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ان کے

پڑھنے سے خاص خاص لذت حاصل ہوئی فرشتوں نے عرض کیا کہ حقتعالےٰ نے ہمیں وہ اسماء سکھائے ہیں۔ جب ہمیں خواہش ہوتی ہے۔ تو پڑھ کر لذت حاصل کر لیتے ہیں پھر آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر وہ اسماء انسان بھی پڑھے تو مذکورہ لذتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اور ہرگز کھانے پینے، جماع اور لباس کا محتاج نہیں ہوتا یعنی ان اسماء کے پڑھنے سے جس قسم کے کھانے کا دل میں خیال کرے اس کی لذت آجاتی ہے۔ اور جس لباس کی نیت کرے۔ وہی پہنے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور لوگ بھی دیکھتے ہیں ؞

مکاشفہ۔ ایک روز میں (مؤلفؒ) نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رض کے کلام سے علم اور کلام دونو کی صفت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کونسی افضل ہے۔ آخر آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کلام کی صفت افضل ہے۔ کیونکہ جناب الٰہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام کارخانہ الٰہی کلام پر موقوف ہے۔ کتاب "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں یہ مقدمہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو اس کتاب میں دیکھے ؞

مکاشفہ۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے ۲۹۔ ماہ رمضان کو فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اُترے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گذر چکی تھی۔ اس کے نزول کا سبب مَیں نے پوچھا۔ تو فرشتوں نے کہا۔ کہ ہم امر الٰہی کے بموجب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالےٰ فرشتوں میں فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر کی زیارت کریگا۔ میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا ؞

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے آنحضرت نے شیخ بدیع الدین کے حق میں فاتحہ کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ بدیع الدین صاحب کا جذبہ قوی ہے ؞

✤

ذکر در بیان

عبادات و عادات شب و روز و سال و بیان شمائل و لباس
حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کا عمل تمام عبادات اور عادات میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سنیہ کے موافق تھا۔ متقی اس درجہ کے تھے۔ کہ آیہ کریمہ 'وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی' آنجناب کے حق میں صادق آتی تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص لاہور سے بہت سا روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذر لایا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مال کا مالک مرگیا ہے۔ شاید اُس کے بچے ابھی بالغ ہوئے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کے مالک نے مرضِ موت سے پہلے یہ روپیہ جناب کی خاطر الگ کر دیا تھا۔ اُس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور عرض کر بھیجا ہے۔ کہ اگر آنحضرت کو اس کے لینے میں تامل ہو۔ تو عرض کر دینا۔ کہ میں نے اپنے مال سے یہ روپیہ بھیجا ہے۔ اور اُس کے بچے بھی بالغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ نیاز برضا و رغبت اُنہوں نے بھیجی ہے۔ اس شخص نے بہتیری منت و سماجت کی لیکن بے فائدہ۔ وہ نیاز کا روپیہ آنجناب نے واپس کر دیا۔ اس قسم کے ہزارہا واقعات پیش آئے۔ جنہیں اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء سب سے بڑے۔ عالم۔ متقی۔ سخی۔ بہادر۔ صالح۔ عابد۔ زاہد۔ خلیق۔ عارف۔ فاضل۔ شریف۔ اور اعلیٰ تھے۔ آپ کا وقت اس طرح تقسیم ہوا ہوا تھا۔ کہ پہر رات رہے بلکہ اس سے بھی کم لیکر خانقاہ سے اُٹھتے۔ اور کمال ہی احتیاط سے قبلہ رُخ ہو کر تازہ وضو کرتے۔ لیکن پاؤں دھوتے وقت قطب کی طرف منہ کرتے۔ الاسلام حق والکفر باطل' کہہ کر وضو شروع کرتے۔ بعد ازاں کتب احادیث میں جن ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے معہ کلمہ شہادت ہر عضو کے دھوتے وقت پڑھتے تھے۔ ہر عضو میں تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔ اور ہر وضو کے وقت

مسواک کرتے تھے۔ اکثر آنحضرت کے وضو کا مستعمل پانی لوگ بطور تبرک پیا کرتے جس سے انہیں شفا حاصل ہوتی تھی۔ وضو کے بعد چشم مبارک آسمان کی طرف کر کے دعا پڑھتے تھے۔ تہجد کے وقت نماز سے پہلے سورہ آل عمران کے آخر سے چند آیتیں اور یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا، پڑھتے۔ بعد ازاں نہایت خضوع وخشوع سے نماز ادا کرتے۔ نماز پڑھتے وقت آنحضرت کا چہرہ مبارک اس طرح چمکا کرتا کہ تاریک رات میں آنحضرت کے چہرہ مبارک سے سورج کی طرح کرنیں نکلتیں۔ قیام، قعدہ، رکوع اور سجود کے وقت بلا کیف تجلیات کا ظہور اس قدر ہوتا۔ کہ اس کا اثر لوگوں تک بھی پہنچتا۔ اور نماز میں سورہ یٰسین کو بار بار پڑھ کر قرأت کو لمبا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر بعض نیک عورتوں کو جو سلوک باطن حاصل کیا کرتی تھیں توجہ دیتے۔ صبح کے قریب بطریق سنت تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ جب صبح ہوتی۔ تو جلدی اٹھ کر حنفی مذہب کے موافق نماز ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان تین مرتبہ ہلکی آواز سے "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" پڑھتے یہ کلمہ سارے دن میں پانسو مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کلمہ کی ترقی ضلال اور اصول کے مابین تک ہے۔ اور ظاہری جمعیت پر بھی یہ کلمہ از بس مؤثر ہے نماز فریضہ کی امامت پانچوں وقت بنفس نفیس کیا کرتے۔ کیونکہ یہ سنت ہدیٰ ہے نماز کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار۔ تین مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ "اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام" پڑھا کرتے فجر کی نماز اور مغرب کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا کلمات پڑھ کر دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر انہ علی کل شیء قدیر" پڑھتے۔ اور اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید یاروں کو بھی کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ جب آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ تو اشراق کے وقت نماز اشراق بارہ رکعت چھ سلام سے ادا کرتے۔ جب کبھی مراقبہ دیر تک کرتے تو اشراق اور ضحی کو ملا لیتے۔ اس واسطے آنحضرت دونوں نمازوں کو اکٹھا ہی ادا کر لیتے۔ اس

نماز میں بھی بار بار یٰسین پڑھتے رہتے۔ نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ کر بعض یار دن کو بھی اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ خود آنحضرت پانچہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار بار درود دن رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو خواب قیلولہ کرتے۔ دو تین گھڑی بعد اٹھ کر نماز زوال یٰسین بار بار پڑھ کر ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ لینے والے چالیس کے قریب ہوا کرتے تھے توجہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کا ختم اور ختم خواجگان مع اصحاب بیٹھکر پڑھتے۔ بعد ازاں سجدہ میں جاکر تیسرا حصہ دن رہے نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر خلوتخانہ میں جاکر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ یار بھی وہاں جاکر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ آنحضرت تکیہ لگا کر بیٹھتے۔ اور خواجہ عبدالرحمٰن ورق گردانی کرتے تھے۔ قرآن شریف اور مقطعات قرآنی کے اسرار اور علوم و معارف اس طرح ظہور کرتے تھے۔ کہ اگر اجنبی بھی اس وقت آتا۔ تو دیکھ لیتا۔ کہ یہ مجلس دنیاوی مجلس سے بالکل مناسبت نہیں رکھتی۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں۔ وہ اس وقت آنحضرت پر جلوہ گر ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی تلاوت حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کی مقرر کردہ منازل پر تھی منزل اول کنتم خیر امۃ اخرجت للناس منزل دوم۔ سورۃ انعام۔ منزل سوم نصف واعلموا۔ وقالت الیہود وعزیز ابن اللہ، منزل چہارم۔ سورۃ ابراہیم۔ منزل پنجم۔ سورہ انبیاء۔ منزل ششم۔ سورۃ قصص۔ منزل ہفتم۔ سورہ صافات۔ منزل ہشتم۔ سورۃ محمد۔ منزل نہم۔ سورۃ ملک۔ منزل دہم ختم قرآن۔ تلاوت کے بعد ایک گھڑی بیٹھ کر حقائق و سعادت کا تذکرہ ہوتا۔ آخری عمر میں تلاوت کے بعد خلوت کرتے۔ اور لوگوں کو وہاں سے رخصت کر دیتے۔ صرف ایک دو آدمی حاضر خدمت رہتے۔ جب دن کا ساتواں حصہ باقی رہتا۔ تو محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل و عیال سمیت کھانا کھا کر جلدی ہی نماز عصر کے لئے آتے۔ آنحضرت صرف اسی کھانا کھاتے وقت اہل و عیال کے حالات کی احوال پرسی کرتے۔ آنجناب بہت کم کھایا پیا کرتے تھے کیونکہ دن رات میں صرف ایک دفعہ اور وہ بھی کوئی اڑھائی چھٹانک کے قریب بلکہ بعض وقت ادھ پاؤ۔ اکثر آنحضرت روٹی۔ چاول اور گوشت گوسفند سے رغبت

کھایا کرتے تھے۔ دسترخوان پر ترش چیزیں مثلاً چٹنی، اچار وغیرہ بھی موجود ہوتیں۔ اور خواہش سے تناول فرماتے۔ بلکہ ترشی بغیر کھانا ہی نہ کھاتے میٹھی چیزیں بھی بڑی خواہش سے کھاتے تھے۔ چنانچہ نفیس تر حلوے آپ کی نیاز مقرر تھا۔ اگر کوئی تر حلوے لاتا بہت خوش ہوتے۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے۔ عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار کرتے اور یاروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے۔ استغفار کے بعد اکثر اوقات خاموش رہتے۔ یار بھی اس وقت حلقہ باندھے باطن کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب دربار عام ہوتا۔ تو تمام وضیع و شریف حاضر خدمت ہوتے۔ آنجناب وعظ و نصیحت کیا کرتے اور امراء و سلاطین کی پروانہ کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو مغرب کی نماز ادا کرنے اور عیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ پچیس مرتبہ صبح شام "استغفر اللہ الذی لا الٰہ الاھو الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لایموت واتوب الیہ رب اغفرلی" پڑھتے۔ اور اصحاب کو بھی یہی پڑھنے کی تاکید کرتے اور استغفار کے خواص بیان فرماتے تھے۔ کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے گھر اور شہر پر کوئی آفت نہیں آتی صبح شام تین مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجے اور فرماتے جو شخص حضرت آدمؑ پر درود بھیجتا ہے۔ خدتعالےٰ اُسے بہشت میں جگہ دے گا۔ دُعاؤں سے فارغ ہو کر چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے جس میں سورہ واقعہ بار بار پڑھتے تھے۔ علاوہ سورہ واقعہ کے اور سورتیں بھی اس نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں جن اصحاب کی باری ہوتی انہیں توجہ دیتے تھے۔ اتنے میں آدھی رات کا وقت ہو جاتا تھا۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ چار سُنتیں آپ نے قضا کی ہوں۔ وتر اور عشاء کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں شافعی مذہب پر عمل کرتے تھے۔ یعنی سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ۔ دوسری میں سورہ حم ودخان تیسری رکعت میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامت پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ یہ سورۃ قبر اور قیامت کے عذاب کے لئے بہت مفید ہے۔ وتروں میں قنوت شافعی اور قنوت حنفی کو ملا لیا کرتے

تھے۔ وتر کے بعد سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے۔ اور چار رکعت دو سلام سے بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ بعد ازاں دیر تک دعا میں مستغرق رہتے۔ اس وقت لوگ اپنی اپنی اُمیدیں اور آرزوئیں عرض کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر بعض اوقات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اس وقت اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں۔ لوگ مجھے آکر تکلیف دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر پان کھاتے اور پس خوردہ لوگوں کو عنایت فرماتے۔ بعد ازاں پھر اصحاب کو بلا کر توجہ دیتے تھے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ اللہ ارشاد میں مشغول تھے۔ اس طرح کوئی بھی شیخ سُننے میں نہیں آیا۔ آخری مرض میں جبکہ بالکل قوت نہ تھی۔ اور تمام حکماء نے کہدیا تھا۔ کہ اگر چند روز کے لئے توجہ موقوف کر دیں۔ تو اس مرض میں ضرور تخفیف ہو جائے گی۔ لیکن آنحضرت نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور ارشاد بدستور قائم رکھا۔ اسی واسطے آنحضرت کے خلفا جنید بایزیدؒ ثانی تھے۔ توجہ دینے کے بعد سر مبارک تکیہ پر رکھ کر دبواتے تھے۔ تاکہ تکان دُور ہو جائے۔ پھر جلدی اُٹھ کر تازہ وضو کر کے خلوت میں جا کر نماز تہجد ادا کرتے۔ اس سے پہلے سُنت عشاء مسجد میں ادا کرتے باقی کی نماز اور توجہ خلوت میں ادا کرتے اور آخری عمر میں جبکہ ضعف غالب آیا۔ تو مسجد سے خلوتخانے میں آدمی کے سہارے آتے تھے۔ اگر اس وقت میں (مصنفؒ) حاضر ہوتا تو یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔ ساری رات آنحضرت بیدار رہتے۔ دن رات میں صرف گھڑی دو گھڑی سوتے۔ آٹھ پہر میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ آٹھ پہر میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔

آنحضرت کی عادات وعبادات انسانی اور ملکی طاقت سے باہر تھیں ؎

ملک را اگرچہ عصمت پارسائی ست ازیشاں کردہ کسب پارسائی ست

جمعہ کے روز تلاوت قرآن کی بجائے تین سورتیں (سورہ کہف۔ آل عمران یہود) پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ سورۂ آل عمران کے سُننے کے لئے بہت سے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں خانقاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر خلوت میں رہ کر سرہندی باغ یا

محسن خاں کے باغ کی سیر کو جایا کرتے تھے۔ خواجہ محمد احرار کی وفات کے بعد
باغ کی سیر بھی ترک کر دی۔ ماہ رمضان میں دوسرے دنوں کی نسبت دوچند
تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ ہر
تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھتے تھے قیام اللیل
والی سورتوں میں سے کوئی سی سورۃ ہر تراویح میں پڑھتے تھے۔ تیسرا حصہ رات
گئے تراویح میں مشغول ہوتے تھے۔ چھٹا حصہ رات رہے فارغ ہوتے۔ اس
مہینے میں انوار اور تجلیات کا عجب ظہور ہوتا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس
مہینے میں رحمت الٰہی بارش کی طرح برستی ہے۔ اور فرشتے اس خانقاہ سے
لیکر آسمان تک صف بستہ رہتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں انوار الٰہی اس قسم کے ہوتے
ہیں۔ کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور تمام فرشتے آسمان سے زمین پر اتر آتے
ہیں۔ ہر مہینے میں ایک دو دفعہ بہت خلقت کے ساتھ باغ میں تشریف لیجاتے
لوگوں کو طرح طرح کے میوے حلوے تقسیم کرتے۔ دن رات وہیں ہنسی
خوشی میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات دو دن اور دو راتیں گذر جاتیں۔ چونکہ
آنحضرت باغ میں لوگوں پر عنایت کیا کرتے تھے۔ اس واسطے باغ سیر کی خبر
سن کر ہر شخص تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں لاتا۔ بتیس سال آنحضرت
شاہجہان آباد میں رہے۔ لیکن سوائے باغ کی سیر کے اور کہیں نہ گئے۔ ہاں
آنجناب کا مخصوص یار شریف نیکخاں آپ کو دو دفعہ بڑی منت و سماجت سے شہر
سے بارہ میل کے فاصلہ پر اپنے مقبوضہ محل میں لے گیا۔ جو شاہجہاں نے بنوایا
تھا۔ اور نہایت سیر و تماشا کا مقام تھا۔ کئی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
علیہ الرحمۃ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ ہماری قبر پر شہر کے
باہر تشریف لائیں۔ آنحضرت نے جانے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ حضرت
خواجہ باقی باللہ کے عرس کے روز تشریف لیجاتے اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے
آنحضرت سال میں چار عرس خود کیا کرتے تھے۔ تین حضرت مجدد الف ثانی و حضرت
عروۃ الوثقےٰ رض اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے اور چوتھا اپنے والد ماجد حضرت
ابو العلیٰ رح کا۔ ان عرسوں میں حافظ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت رض

مع یاروں کے مراقبہ کرتے تھے۔ بعد ازاں عمدہ عمدہ مٹھائیاں۔ قہوہ۔ لونگ۔ دارچینی۔ اور مصری ملا کر فاتحہ پڑھتے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عرس کے روز مٹھائی منگا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ کسی کے ہاں تشریف نہیں لیجاتے تھے چند مرتبہ بڑے بڑے امرائے دعوتیں کیں۔ اور منت وسماجت بھی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ اسی وجہ سے روشن الدولہ آپ سے منحرف ہوگیا۔ اور عقوبت میں گرفتار ہوکر ہلاک ہوا۔ جیسا کہ اٹھائیسویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے مخلص مریدوں کی دعوت خواہ وہ ادنے درجہ ہی کے ہوتے قبول کرلیتے بلکہ کبھی کبھی انکی ماتم پرسی کے لئے جاتے۔ اور اپنے خاندان یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے گھروں میں تشریف لیجاتے۔ اور ان کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کیا کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کی عزت کرتے چنانچہ انہیں اپنے برابر بٹھاتے۔ ویسے اپنی ساری قوم کی عزت کرتے تھے۔ مجلس میں سب سے اونچی جگہ انہیں دیتے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضہ کی اولاد کو تمام جہان سے افضل جانتے تھے حضرت مجدد الف ثانی رضہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ اور حضرت حجۃ اللہ کو صاحب طینت واصالت محمدی اور قیومیت کے باعث تمام خلقت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بلاواسطہ فرزندوں کو سوائے صحابہ وتابعین باقی تمام گذشتہ وآئندہ اولیاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں میں سے حضرت حجۃ اللہ کے سوا تمام فرزندوں سے حضرت مروج الشریعت کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور صاحب طینت واصالت محمدی خیال کرتے تھے۔ سوائے حضرت مروج الشریعت اور حضرات قیوم اربعہ کے کسی کو صاحب طینت واصالت ومقطعات قرآنی نہیں جانتے تھے۔ حضرت خازن الرحمت کو اولیائے امت میں سے سبقت سمجھتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کو بلحاظ بزرگی کے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اصحاب۔ تابعین۔ تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کو اولیاء سے افضل جانتے تھے۔ اصحاب کے محاربات کی تاویل کیا کرتے تھے۔ یزید کو لعنت کرنے میں آپ کو تامل تھا۔ اولیائے امت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ارباب صحو کو ارباب سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ارباب عشرت

کو ارباب عزلت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقٰی کے فرزندوں کو حضرت کے لفظ سے یاد فرماتے۔ ماہ محرم میں تین دن یعنی نویں دسویں اور گیارھویں تاریخوں کو روزہ رکھتے۔ اور سنتیں جو روز عاشورہ کو کی جاتی تھیں کرتے لیکن عاشورہ کی نماز نفل باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ سوائے تراویح کے اور کوئی نفلی نماز باجماعت ادا نہ کرتے بلکہ ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں آٹھویں اور نانویں تاریخ کو روزہ رکھتے۔ دعائے عرفہ پڑھتے اس روز صلواۃ التسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے۔ نماز فریضہ کے بعد فاتحہ دعا نہ پڑھتے مگر فجر اور عصر کے وقت۔ جس میں کراہت کا شبہ ہوتا وہ عمل نہ کرتے۔ عموماً دونو مذہبوں شافعی اور حنفی کو ملا کر اُن پر عمل کرتے تھے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کو مجتہدوں سے افضل جانتے تھے۔ محی الدین عربی کی تعریف کیا کرتے تھے اُس کے مخالف شرع کلام کو خطائے کشفی کہا کرتے تھے۔ اِس بارے میں اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ آنجناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندرہ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم نے بھائی بہاؤ الدین میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت خلیفۃ اللہ کی رائے بیان کی۔ کہ آئندہ میں فضیلت نہ دوں گا۔ آنحضرت اِن دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات سرہند صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے اُمت سے افضل جانتے تھے۔

ذکر در بیان

حلیہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اب آنحضرت کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سالکوں کے لئے اپنے شیخ کی صورت کو ذہن میں رکھ کر اس کا دیکھنا واجب ہے۔ یہ سایہ رہبر یہ ہوتا ہے آنحضرت تمام قد اور پُر اندام تھے۔ قد مبارک نہ بہت بلند نہ بہت پست بلکہ متوسط تھا۔ جس کی شان میں "خیر الامور اوسطھا" وارد ہے۔ آنجناب کی جسامت

بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی چوڑی اور فراخ۔ سجدے کا نور جبین میں پرنقش بنائے ہوئے تھا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ، جناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھا ؎

جبینش از سجودش گشتہ پُر نور   چو در مصحف نمایاں آیتے نور

ابرو کشادہ تھے۔ نرگس آنکھیں بڑی بڑی اور سفیدی چشم سرخی مائل تھی۔ جس طرف نگاہ کرتے تھے۔ لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ ان میں طاقت نہ رہتی کہ آنجناب کی آنکھوں کی طرف دیکھ سکیں۔ آنجناب کے دیکھنے سے اُن پر ایک کیفیت سی آجاتی ہے ؎

بہر دیدن جہانے مست و مدہوش   بہر کشور ز فیضش جوشش در جوش

ناک بلند۔ رخسارے آفتاب کی طرح درخشاں۔ لب بہت باریک۔ اگرچہ آخری عمر میں دندان مبارک گر گئے تھے۔ چنانچہ ایک دانت اب تک میرے (مؤلف کتاب) پاس بھی ہے۔ لیکن کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ گفتگو کے وقت سختی سے کلام نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بے دانتوں والے کرتے ہیں۔ ڈاڑھی سیاہ و سفید تھی خط اس قسم کا تھا۔ کہ ایک بال بھی لائن میں سے آگے رخسارے پر نہ تھا۔ ڈاڑھی نہ زیادہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سال میں تین مرتبہ منڈواتے تھے۔ خواہ حجامت بنواتے یا خط خواہ ناخن لواتے سب کچھ سوموار کے دن ہوا کرتا تھا۔ جب منڈواتے تھے۔ تو اس روز گرد و نواح کے لوگ بال لینے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اور انہیں بڑی دقت سے ایک بال ہاتھ آیا کرتا تھا۔ ہر فصل میں فصد کرایا کرتے تھے مونچھیں برابر کر دیا کرتے تھے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیوں پر لمبی اور نرم پوست تھی۔ پاؤں لمبے اور چوڑے تھے۔ اور ایڑی معشوقوں کے رخساروں کی طرح چمکیلی تھی۔ آنحضرت کے تمام بدن پر سوائے مقررہ مقامات کے اور کہیں بال نہ تھے صرف جناب کے سینہ بے کینہ پر بموجب سنت بہت تھوڑے سے بال تھے اور کہیں نہ تھے۔ آنحضرت کا رنگ سرخ و سپید یعنی ملیح و صبیح تھا۔ جناب کا تمام بدن مبارک ہتھیلی کی طرح بالوں سے صاف تھا۔ کبھی دیکھا نہ گیا۔ کہ آنحضرت کے بدن مبارک پر گرد و غبار یا میل کا نشان ہو۔ غرضیکہ آنحضرت کی خوبئے حسن اور خود خصلت انبیاء کے مشابہ تھی۔ جو شخص آنحضرت کو دیکھتا بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ

یہ خلیفۃ اللہ اور نائب مناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

بدین دولت از دانش رواج ورونق دیگر بید موئے بدم عیسیٰ بخوبی ماہ کنعانی

آنحضرت کا لباس مبارک ہند کے طور پر پیراہن، خرقہ، قمیص اور فرغل، فرجی آپ نے کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ دستار و عمامہ ولائیتوں کی طرح باندھتے تھے۔ شلوار پہنا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں روئی دار قبا وغیرہ پہنا کرتے۔ روئی دار رضائی کا استعمال کرتے۔ شال آپ کبھی سر پر نہ اوڑھتے۔ رات کے وقت کبھی کبھی طوسی شال تہ کر کے کندھوں پر ڈال کر سینے مبارک پر گرہ لگا لیتے یا مراقبہ کے وقت چہرہ مبارک پر ڈال لیتے تھے۔ گرمی کے موسم میں بہت باریک چادر ہوا کرتی تھی۔ جس سے چہرہ مبارک کو ڈھانکا کرتے تھے۔ آنحضرت کا لباس بیش قیمت ہوا کرتا تھا۔ لیکن سنہری روپہری نہیں۔ جمعہ اور دونو عیدوں کے دن غسل کر کے لباس تبدیل کرتے تھے۔ سواری کے وقت کبھی کبھی شلوار کے اندر چھوٹا تہ بند یا لنگوٹ ہوتا۔ پاپوش مبارک بانائی نہایت پرتکلف ہوا کرتی۔ اکثر کاڑھا ہوا رومال یا عمامہ سر پر رکھتے تھے۔ آنجناب کی مسند پر سوئی کا کام کیا ہوا ہوتا تھا نیچے توشک اور اس پر تکیہ۔ مصلے جدا تھا۔ جاڑے میں جو مصلے ہوتا۔ احتیاطاً اس پر رومال ڈال لیا کرتے تھے۔ آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا۔ کہ تمام یار خلفاء اور فرزند ڈرتے، کانپتے، بُت بنے رہتے تھے۔ دم نہیں مار سکتے تھے۔ خواہ اعلےٰ یا ادنےٰ جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی یہی کیفیت ہوتی۔ جیسا کہ گیارھویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ آنحضرت غرباء اور فقراء کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ ہر روز ان کے حالات پوچھا کرتے۔ ان پر مہربانی کیا کرتے تھے۔ اور ان سے اس طرح ہمکلام ہوتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ ہمیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ایک روز ایک دیہاتی پٹھان دور دراز فاصلہ سے آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور مجلس مبارک میں داخل ہوا۔ جب مجلس کا جاہ وجلال دیکھا۔ تو حیران ہو کر ڈرتا، کانپتا دور کھڑا ہو گیا۔ اس کی مجال نہ تھی۔ کہ آگے بڑھ کر مجلس میں شامل ہو۔ اس کا لباس بھی پھٹا پرانا اور میلا تھا۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ ڈرتا ہے۔ تو از راہ لطف وکرم اسے بلایا۔ اور اپنے خاص

کپڑے اسے عنایت فرمائے۔ روز بروز اس اس پر زیادہ شفقت کرتے۔ حتیٰ کہ تمام لوگ اس کا حسد کرنے لگے۔ آنحضرت اکثر اوقات غربا اور فقرا کو اپنے پاس بلا کر انکے حالات پوچھا کرتے تھے۔ اور کبھی ان کا کھانا منگا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ اور پھر کچھ دیکر رخصت کرتے۔ لیکن دولتمندوں کی ذری پرواہ نہ کرتے ٭

ذکر دربیان

خصائص حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کہ ممتاز اند از ابنائے جنس خود

آنحضرت کے خصائص بے شمار ہیں۔ لیکن یہاں پر صرف چند ایک مشہور لکھے جاتے ہیں:۔

خاصہ:۔ آنحضرت کو حقتعالیٰ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمیر طینت سے پیدا کیا۔ اور اصالت محمدی سے مشرف فرمایا ٭

خاصہ۔ آنحضرت قیوم مخلوقات اور خلیفہ پروردگار ہوئے ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے خلت ابراہیمی آنحضرت کو عطا فرمائی ٭

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو خاصہ نبوت ہے۔ بطریق تبعیت عنایت فرمائی ٭

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام کی طرح آنحضرت سے بھی کلام بیواسطہ کیا ٭

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے ٭

خاصہ۔ حقتعالےٰ نے آنحضرت کی دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ٭

خاصہ۔ حقتعالیٰ نے آنحضرت پر تینوں ولائیتوں صغرٰے کبرٰے اور علیا کے تمام کمالات اور مقامات اور کمالات نبوت کے تمام حقائق جن سے مراد حقیقت کعبہ حقیقت صلوٰۃ اور حقیقت قرآن ہیں مفصل منکشف فرمائے ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے مرید کو آنجناب کے طفیل سے ان

مقامات ولایت اور حقائق کمالات نبوت سے مشرف فرمایا ۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے بعد دوسری صدی کا مجدد بنایا ۔

خاصہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام کمالات صرف قیوم اربعہ سے مخصوص ہیں۔ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے ۔ ان تمام کمالات کے بانی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضؓ ہیں۔ اور ان علوم ، معارف اور کمالات کے خاتم حضرت خلیفۃ اللہ ہیں ۔

خاصہ۔ حضرت حجت اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو قطبیت ۔ قیومیت محبوبیت ذاتی اور ولایت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔ نیز آنحضرت امام اور خلیفہ تھے ۔

خاصہ۔ حقتعالیٰ نے آنحضرت کو فردیت کا منصب عنایت کیا ۔

خاصہ۔ آنحضرت کے مرید بھی صاحب منصب تھے ۔ چنانچہ شیخ محمد عابد سلطان پور کے قطب تھے ۔ اور صوفی مرزا جانی کو ابدالی رتبہ حاصل تھا۔ علیٰ ہذا القیاس بعض اور بھی صاحب مرتبہ و منصب تھے ۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بالغ ہونے سے پیشتر ہی ان علوم و معارف سے مشرف فرمایا ۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ نے آنحضرت کو اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر اپنے برابر بٹھا کر لوگوں کو توجہ دلائی ۔ آنحضرت نے بہتیرا پاس ادب توجہ دینے میں تامل کیا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ نے نہایت تاکید سے اپنے سامنے بٹھا کر لوگوں کو ایک طرف سے خود توجہ دی ۔ اور دوسری طرف سے آنحضرت سے دلوائی ۔ اسی طرح حلقہ ختم کیا کرتے تھے ۔ اس قسم کا سلوک کسی پیر نے اپنے مرید سے نہیں کیا ۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے تمام یاروں اور خلیفوں کو آنحضرت کے سپرد کیا۔

خاصہ۔ اس طریقہ علیہ کے بڑے بڑے آدمی مثلاً حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کے فرزند حضرت محمد صدیق اور حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور حاجی فضل اللہ اور شیخ محمد شافی الحال اور اور بزرگ آنحضرت کی قطبیت اور

قیومیت کے معتقد ہوئے۔ بلکہ غیر طریق کے مشائخ نے بھی آنحضرت کی قطبیت کو تسلیم کیا۔

خاصہ۔ آنحضرت نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی سے اپنے یاروں کی قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ مثلاً اصحاب جبل اصحاب بساط۔ اصحاب ارم۔ اصحاب مطر اور عشرہ مبشرہ۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اصحاب بدر۔ اصحاب تبعیت۔ رضوان اور عشرہ مبشرہ کی قبولیت و مغفرت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں کو اصحاب کے کمالات سے مشرف فرمایا۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کی زندگی میں آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہو گیا کہ قریباً سات لاکھ آدمی مرید ہوئے۔ اور تین چار ہزار خلفاء بھی ہو گئے تھے۔ ہر ایک خلیفہ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنحضرت کا سلسلہ مریدی عین حیات میں پانچ درجے تک پہنچ چکا تھا۔

خاصہ۔ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات انبیاء بطریق وراثت اور کمالات اولیا بطریق ریاست حقتعالیٰ نے آنحضرت کو عنایت فرمائے۔

خاصہ۔ چند مرتبہ سلطان وقت نے حاضر خدمت ہونے کی درخواست کی۔ جو قبول نہ ہوئی۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سلطان الاولیاء کا خطاب دیا۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ تم اس امت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ تمہارے بعد کوئی کامل اور وارث اتم شیخ نہیں ہوگا۔

خاصہ۔ مہدی موعود حضرت خلیفۃ اللہ کے طریقہ سنیہ میں مبعوث ہونگے۔

خاصہ۔ قیامت کے دن پلصراط پر سے آدمیوں کو آسانی سے گذارنے کی خدمت آنحضرت کے سپرد ہوئی۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ایک مرید پر آنحضرت کے طفیل سے مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

خاصہ - آنحضرت اسم اعظم کے عالم تھے *

خاصہ - آنحضرت بعض ان اسماء کے عالم تھے - جن کے پڑھنے سے دنیاوی لذت حاصل ہو جاتی ہے - مثلاً کھانا - پینا - صحبت کرنا - اور لباس وغیرہ *

خاصہ - نماز کے وقت آنحضرت کا وصال ہوا - صبح کی نماز ادا کر کے نماز اشراق کے انتظار میں مراقبہ کر رہے تھے - کہ معشوق حقیقی سے جا ملے - یہ بھی انبیاء کا طریقہ ہے - کہ ان کا آخری قول و فعل نماز ہوتا ہے *

ذکر در بیان

واقعاتیکہ دلالت بر انتقال آنحضرت میکند

اول وہ واقعات بیان کرتا ہوں - جو میں (مؤلف) نے دیکھے ہیں :-

واقعہ - جب آنحضرت نے مجھے (مؤلف) چھتیسویں سال قیومیت میں تاکید مزید سے رخصت فرمایا - تو مجھے مشرقی علاقے میں گئے ہوئے ابھی دو تین مہینے نہ گذرے تھے - کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں - کہ ایک شخص نے مجھے تنبیہ کی - کہ شاہجہان آباد سے جلدی خبر منگاؤ - میں نے حیران ہو کر پوچھا کیسی خبر؟ اس نے کہا - قطب وقت جو تیرے پیر ہیں - عنقریب ہی شاہجہان آباد ان کے وجود سے خالی ہو جائے گا - میں پریشان اور بے اختیار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا حتی کہ روتا چلاتا جاگ پڑا - لوگ جو اس وقت موجود تھے - انہوں نے رونے کا سبب پوچھا - میں ایسا گھبرایا ہوا تھا - کہ بات نہیں کر سکتا تھا *

واقعہ - جن دنوں میں نے اپنے بعض یاروں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا ان کے آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا - کہ وہ آکر کہتے ہیں - کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کا فاتحہ پڑھو - میں یہ سنکر جاگ پڑا - اور بہت گھبرایا - انہوں نے آکر ایسے حالات بیان کئے - جو آنحضرت کے انتقال پر دلالت کرتے تھے *

واقعہ - ایک روز میں نے خواب میں دیکھا - کہ آنحضرت کی خانقاہ میں لوگ روتے چلاتے ہیں - میں نے سبب پوچھا - تو کہا - کہ خلیفۃ اللہ فوت ہو گئے ہیں - میں گھبرا کر محل کے اندر گیا - اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ سے پوچھا - کہ حضرت خلیفۃ اللہ کہاں ہیں؟

اُنہوں نے روتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ میں یہ وحشت ناک خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ اس وقت آنحضرت کا یار محمد اعظم میرے پاس بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آجکل میں شاہجہان آباد سے کوئی خبر آئی ہے۔ اُس نے جب میرے چہرے پر گھبراہٹ کی علامتیں دیکھیں۔ تو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے کوئی ہولناک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ خواب پریشان ہیں +

واقعہ۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ جب حویلی میں پہنچا۔ تو صحن میں ایک قبر دیکھی۔ جس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ حضرت خلیفۃ اللہ کی قبر ہے۔ بعینہٖ وہ قبر جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی +

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات سرہند کے روضوں میں اس طریق کے اکثر مشائخ ہزارہا آدمیوں سمیت رو رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ ہمارے سردار قطب وقت فوت ہو گئے ہیں +

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے بڑے بھائی شیخ محمد محسن آکر کہتے ہیں۔ کہ سلطان الاولیاء قیوم جہان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہیں دنوں انہوں نے آکر آنحضرت کی بیماری کا حال سنایا +

واقعہ۔ جب پے درپے یہ ہولناک خواب دیکھے۔ تو میں نے اس بھید کے کشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ کہ آیا یہ خواب سچے ہیں یا محض خیالات ہی ہیں۔ حلقہ فجر میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے تمام یار روتے ہوئے نعش اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور حاضر خدمت ہونے کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا +

واقعہ۔ جب میں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو مجھے آنحضرت کے وصال کا ایسا یقین ہو گیا۔ کہ خیال کرنے لگا شائد آنحضرت کی زیارت بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے میں بہت ہی گھبرایا ہوا تھا۔ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں نے جاکر آنحضرت کی زیارت کی ہے۔ اور صوفی مرجانی مرزا بھی بیٹھے ہیں۔ آنحضرت قرآن شریف

کی تلاوت کر رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کمزور ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنے آخری مرض میں فرماتے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کو ظاہری آنکھوں سے اسی طرح دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ جب میں حاضرِ خدمت ہوا۔ تو آنحضرت تلاوت میں مشغول تھے۔ اور صوفی مرزا جانی بھی انہیں دنوں لاہور سے آئے تھے۔ اور آنحضرت بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔ اور مرض کی شکایت کرتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

واقعہ - میرے (مولف رح) ایک یار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان سنہری رو پہری جواہرات سے جڑاؤ ایک عمارت تیار کی گئی ہے۔ اور ہر طرح سے اسے سجایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ مکان شیخ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ہی یہاں آنے والے ہیں۔

واقعہ - میرے (مولف رح) ایک یار نے بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ اور نعش مبارک کو سرہند لیجا رہے ہیں۔ اتنے میں پھر آنحضرت زندہ ہو گئے ہیں۔ اس زندگی سے مراد قوتِ باطنی ہے۔

واقعہ - آنحضرت کے مخصوص یار عبد اللہ بگیان عید فطر کے روز آنحضرت کے سامنے کھڑا ہوا رو رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرا قرآن شریف جل گیا ہے۔ (سو ہمارا قرآن حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس واسطے میں روتا ہوں۔

واقعہ آنحضرت کی خانقاہ میں کا ایک یار بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عظیم الشان درخت جس کی شاخوں کا سایہ تمام جہان پر ہے۔ یکبارگی ہلکر زمین پر آگرا۔

واقعہ حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک گر گیا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ اس کی تعبیر کیا ہو۔ انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ تمام حضرات سرہند نے متفق ہو کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے۔

واقعہ - مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے

خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ زمین پر لوٹتے ہیں۔ اس واقعہ کی تعبیر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال تھا۔ اس قسم کے ہزارہا خواب لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ اس واسطے مختصر طور پر چند ایک لکھے گئے ہیں ۔

ذکر در بیان

مرض وفات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ و رسیدن مؤلف این کتاب بخدمت سراسر سعادت رضی اللہ عنہ

نادر شاہ کے ہند سے چلے جانے کے بعد ایک مہینہ یا کچھ زیادہ صحیح المزاج رہے۔ اس عرصے میں دو تین مرتبہ سواری کی۔ چند ایک مقامات پر ماتم پرسی کے لئے گئے۔ اور دو دفعہ باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ القصہ پیر کے روز ماہ جمادی الاول کو آنحضرت کو تپ ہو گیا۔ آنحضرت دائم المریض تھے۔ اور اکثر خلل معدہ کے لئے جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ اور اور علاج کیا کرتے جن سے کچھ افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس مرض سے دو سال پہلے جب مرض غالب آتا تو جو دوا کرتے مفید نہ پڑتی۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے سینے میں بلا ہے۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہو۔ جب یہ تپ ہو گیا۔ تو فرمایا۔ ہم اسی تکلیف کے منتظر تھے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مرض کو گذشتہ مرضوں کا سا خیال نہ کرنا۔ اس سے جانبر ہونا محال ہے۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی۔ چند روز بعد آنحضرت کے ہاتھ پاؤں پر ورم ہو گئی۔ اور سینہ زیادہ درد کرنے لگا۔ کھانسی کا بھی غلبہ ہو گیا۔ کھانستے وقت منہ سے خون آتا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور تمام اطبا جمع ہو کر طرح طرح کے علاج کرنے لگے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آنحضرت بہتیرا فرماتے کہ حقتعالےٰ نے ان دواؤں سے اثر دُور کر دیا ہے۔ ان سے شفا نہ ہو گی۔ لیکن چونکہ لوگ منت و سماجت کرتے تھے۔ اس واسطے ان کی خاطر دوا استعمال کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ یارو ہمیں تکلیف نہ دو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ دوا مضرت کا موجب ہے۔ چونکہ آنحضرت نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ مرض موت ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکیگا۔ اس واسطے بالکل پرہیز نہ کرتے تھے۔ لیکن کمزوری اور ضعف کے سبب

غلبہ مرض بکثرت تھا۔ مگر پھر بھی درود وظائف اور عبادات میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ خانقاہ میں رات کو بیٹھتے، لوگوں کو توجہ دیتے۔ غرضیکہ جو کام صحت کے دنوں میں کرتے بدستور کرتے رہے۔ اس میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ حکماء نے ورم کے لئے عرقِ بید مشک اور عرق سونف دیا۔ جس سے ورم کو آرام ہوا۔ لیکن دوسری تکلیف دوگنی ہوگئی۔ اتنے میں ماہ رمضان آپہنچا۔ حسب دستور تراویح و مراقبہ کراتے رہے۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے وحشتناک خواب دیکھے تھے۔ اس لئے گھبرا گیا۔ اور جب گھبراہٹ سے مجبور ہوگیا۔ تو اپنے ایک آدمی کو ایک عرضی اور سو روپیہ نقد دیکر آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس مرض میں جب میری عرضی پہنچی۔ تو آنحضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مہربانی کر کے میرے آدمی کو ٹھیرالیا۔ کہ فرصت کے وقت اس کا جواب لکھیں دینگے۔ چونکہ قدیمی دستور تھا۔ کہ میری عرضی کا جواب اپنے دستِ خاص سے لکھا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی گو آنحضرت سخت مرض میں مبتلا اور قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ بعض یاروں نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس وقت بہت کمزور ہیں۔ اور مرض کا بھی غلبہ ہے۔ اگر منشی کو حکم ہو۔ تو محمد احسان کی عرضی کا جواب لکھدے۔ آنحضرت نے ازراہِ عنایت فرمایا۔ کہ اگر ہمارے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ گیا۔ تو وہ کیونکر زندہ رہیگا۔ کیونکہ آنحضرت کو میری بے اختیاری معلوم تھی۔ بعد ازاں قلمدان منگا کر اپنے ہاتھ سے میری عرضی کا جواب لکھ بھیجا۔ اور میرے آدمی کو سخت تاکید کی۔ کہ بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ موجودہ حالت سُن کر وہ ننگے پاؤں اُٹھ دوڑیگا۔ اس آدمی نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق مجھے آنحضرت کے مرض کی کیفیت نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہا کہ آنحضرت کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ لیکن کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ آنحضرت کا اسی مرض میں وصال ہو جائیگا۔ میری عرضی کا جواب جو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے حسب ذیل ہے:۔

مکتوب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ کہ در آخر
مرض وفات بایں فقیر مؤلف ایں کتاب محمد احسان نوشتہ اندو
شرف شدن ایں مسکین بآستان بوسی عتبہ علیہ حضرت خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ علی کل حال ۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شیخ محمد احسان ۔ اس درویش ناتوان کی طرف سے سلام مسنون ہو ۔ بہت مشتاق جان گرامی ظاہری و باطنی ترقی کی دعا میں تصور فرما دیں ۔ آجکل ضعف غالب ہے ۔ اکثر تمہاری طرف طبیعت متوجہ رہتی ہے ۔ ہر عشاء اور تہجد کے وقت اپنے باطن کو تمہارے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔ آپ کا مکتوب مرغوب بعین انتظاری کے وقت ملا ۔ اس کے مطالعہ سے نہایت خوش وقت ہوا ۔ جو آپ نے لکھا تھا ۔ کہ محبوبیت ذاتی کمال التعالی اور حضرت ذات و مقطعات قرآنی سے بہرہ حاصل تھا ۔ نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رض کے خصائص جن سے آنحضرت ممتاز ہیں اپنے آپ میں پاتا ہوں ۔ اور ان مقامات کو معلوم کرتا ہوں ۔ اُمید ہے کہ ان باتوں کی تصحیح کرکے لکھینگے ۔ بھائی صاحب مدت سے میں اِن معاملات کو آپ کے باطن میں پاتا تھا ۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے ۔ کہ آپ پر بھی پورے طور پر ظاہر ہو گئے ہیں ۔ اور قوت سے فعل کی صورت میں آ گئے ہیں ۔ اِن نعمت عظمےٰ کا شکر بجا لائیں ۔ اور فوق کی طرف متوجہ ہوں ۔ خود پسندی کو دخل نہ دیں ۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے سخت پابند رہیں ۔ مبلغ ایک سو روپیہ جو آپ نے بھیجا ۔ پہنچ گیا ۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے ۔ اپنے تمام یارانِ طریقت کو ہمارا سلام پہنچائیں ۔ اور علی محمد خاں کو بھی ۔ والسلام علی من اتبع الھدےٰ ۔ اور فقیر زادوں کی طرف سے مشفقانہ سلام مطالعہ فرمائیں ۔" یہ آنحضرت کی آخری نوشت ہے ۔ اس کے بعد قلم کو ہاتھ نہیں لگایا ۔ میں نے (مصنف رح) اس کے مطالعہ کے بعد بے اختیار سیر کے بہانے شاہجہان آباد کی راہ لی ۔ اور دو دن ماہِ رمضان رہے آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوا ۔ دیکھا کہ آنحضرت بہت ہی لاغر ہو گئے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں ۔ کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے صرف چند روز اور مہمان ہوں ۔ اچھا ہوا جو تم آ گئے ۔ میں بھی تمہارا انتظار کر رہا تھا ۔ یہ باتیں سُنکر میں اور بھی بے قرار ہو گیا ۔ آنحضرت نے فرمایا ۔ کیوں اتنے بے قرار ہوتے ہو سُنتِ نبوی یہی ہے ۔ جب تک میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا ۔ بہت گھبرایا ہوا تھا ۔ جب میں شہر میں داخل ہوا ۔ تو گھبراہٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ۔ کہ دیکھئے اب کیا سُننے میں آئے ۔ جو شخص خانقاہ کی طرف

سے آتا۔ میں اس سے آنحضرت کا حال پوچھتا۔ اتنے میں ایک شخص مجھے ملا۔ میں نے آنحضرت کا اسم مبارک لیکر حال پوچھا۔ تو اُس کی زبان سے اچانک قدس سرہ کا لفظ نکل گیا۔ میں بہت پریشان ہوا۔ اس نے پھر میری تسلی کے لئے کہا۔ کہ یہ لفظ سہواً میری زبان سے نکل گیا ہے۔ میں ابھی آنحضرت کی خدمت سے آرہا ہوں۔ اتنے میں ایک اور شخص خانقاہ کی طرف سے آیا۔ میں نے آنحضرت کا حال پوچھا۔ اس نے خیریت ظاہر کر کے کہا۔ جلدی جاؤ۔ تمہارا انتظار ہے۔ بعد ازاں میں سر کے بل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرت کے فرمانے سے گھبراہٹ اَور بھی زیادہ ہو گئی۔ ماہِ رمضان میں عصر کے وقت آنحضرت کے روبرو حدیث کا درس ہوا کرتا تھا۔ ماہِ رمضان کے آخری دن جب حدیث کی کتابیں درس کے لئے لائی گئیں۔ تو میں نے مشکوٰۃ شریف لیکر روزے کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں نکالیں۔ لیکن میں انہیں پڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ جبرئیل عؑ ماہِ رمضان کے آخر میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کی تعلیم اور وصیت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور تحقیق ایمان اور قیامت وغیرہ کر کے چلے گئے۔ آنحضرت نے بھی سنّت نبویؐ کے مطابق انہیں احادیث کے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ جو مشکوٰۃ شریف کے پہلے باب میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت مجھے آنحضرت کے وصال کا پورا یقین ہو گیا۔ ماہِ رمضان میں جناب کا طریقہ یہ تھا۔ کہ مغرب کی نماز کے بعد شام کے وظیفے پڑھ کر مسجد کے دوسرے دروازے کی راہ جو بازار کی طرف ہے بازار میں تشریف فرما کر غرباء و مساکین کے حالات پوچھا کرتے۔ بعد ازاں محل میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ پھر نماز تراویح کے لئے تشریف لاتے۔ اور عام دنوں میں یہ عادت تھی۔ کہ چھوٹے دروازے کی راہ جو محل کے قریب ہے رات کے آخری حصہ میں خلوتخانہ میں تشریف لے جاتے۔ اس ماہِ رمضان کے آخیر میں جب اس دروازہ سے نکلے۔ تو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری عبور ہے۔ اُمید نہیں کہ ہم پھر اس دروازے سے گذریں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ انشاء اللہ آئندہ سال بھی ایسا ہی ہوگا۔ فرمایا سال تو درکنار اگر ایک مہینہ بھی پورہ زندہ رہیں تو غنیمت سمجھنا۔ بعد ازاں عید کے روز فرمایا۔ کہ یہ ہماری آخری دنیاوی عید ہے۔ آنحضرت ہر روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ اور نیک اعمال کی ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی

فرمایا کرتے۔ کہ اب دنیا سے کوچ کے دن نزدیک ہیں۔ انہیں دنوں آنحضرت کے خلیفہ عظیم شیخ محمد عابد کی وفات کی خبر آئی۔ تو افسوس کر کے فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے بہت جلدی کی اچھا آجکل میں ہم بھی آیا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا دن نہ گذرتا تھا۔ کہ اپنی رحلت کی خبر نہ دیتے تھے۔ ایک روز آنحضرت کی ہمشیرہ نے عرض کیا۔ کہ جب برادر زادہ محمد احرار بیمار ہوا اور میں نے صحت کی خوشخبری کے لئے عرض کیا تھا۔ تو جناب خاموش رہے۔ آخر وہ اس دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر بڑی بہن کا بھی یہی حال ہوا۔ پھر محمد احرار کی ہمشیرہ کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب جو آپ کی صحت کی خوشخبری کے لئے آپ سے عرض کیا ہے۔ تو پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس سے مجھے تو کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ میرا آزار بھی محمد احرار وغیرہ سا ہے۔ جو حال تم نے ان کا دیکھا ہے وہی میرا دیکھ لینا۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ صبر رکھنا۔ کسی قسم کا داویلا نہ کرنا۔ ایک شخص مطلوب نامی آنجناب کا منظور نظر تھا۔ اسے فرمایا کہ آجکل ہم دنیا سے جانے والے ہیں۔ ہمارے بعد تجھے کوئی نہیں پوچھیگا۔ جب شوال کا مہینہ آدھا گذر گیا۔ میں ہر سال آنحضرت کی سالگرہ پر ۵۔ ذیقعدہ کو بڑی خوشی منایا کرتا۔ عمدہ عمدہ کھانے تقسیم کیا کرتا۔ فاخرہ لباس پہنا کرتا اور آنحضرت کے واسطے بیش قیمت کپڑے اور تحفے لایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس سال بھی ایک زعفرانی شال خریدی۔ چونکہ اس کا رنگ ڈھنگ میرے دل کو بھایا۔ اس واسطے خیال آیا۔ کہ یہ اس سال آنحضرت کی خدمت میں لے چلوں تاکہ آنحضرت اپنی سالگرہ کے موقع پر اسی کو زیب تن فرمائیں۔ جب میں آنحضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اسے اپنی سالگرہ کے دن زیب تن فرمانا۔ تو فرمایا سالگرہ تک شاید ہی ہم زندہ رہیں۔ اور اغلب ہے کہ یہ ہمارے کام نہیں آئیگی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اس کا جامہ بنوا کر خود پہنو۔ میں نے پھر منت وسماجت کر کے عرض کیا۔ کہ قبول فرمائیگا جناب نے قبول فرمایا۔ میں نے آداب عبودیت بجالا کر عرض کیا۔ کہ یہ سب سے اعلےٰ آرزو ہے۔ کہ دنیا میں جو شے سب سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ اللہ کے خادموں کے کام آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ تم ہماری محبت و اخلاص میں ایسے بے اختیار ہو کہ کوئی نہ ہوگا۔ اور اس معاملہ میں کوئی بھی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ میں نے پھر عرض کیا ؎

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم　　چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

آنحضرت نے عید فطر کے بعد تین مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ چنانچہ تیسرا ختم ۲۸ شوال بروز جمعرات اختتام کو پہنچا۔ اسی روز سے سالکوں کو توجہ دینا بھی ترک کیا۔ آخری حلقہ میں سترہ آدمیوں کو توجہ دی۔ میں (مؤلف کتاب) بھی اس حلقہ میں داخل تھا۔ بلکہ میں ہی آخری شخص ہوں۔ جسے آنحضرت نے القائے نسبت خاص فرمایا۔ اس کے بعد یاروں کو فرمایا۔ کہ معلوم نہیں کہ پھر ہم یاروں کو توجہ دے سکیں۔ لوگ یہ سنکر زار زار روئے۔ پھر عصر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اور عصر سے رات کے آخری حصے تک ۲۹ شوال کو حسب عادت مسجد میں رہے۔ اُس رات آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ مسجد میں ہماری آخری رات ہے۔ عصر، مغرب اور عشا کی یہ آخری نمازیں ہیں۔ جو مسجد میں ادا کیں۔ صبح جمعہ کے روز آنحضرت پر غشی طاری ہوئی۔ بڑی مشکل سے نماز جمعہ کے لئے آنحضرت تشریف لائے۔ باوجود اس قدر تکلیف کے جمعہ کی نماز قضا نہ کی۔ نماز جمعہ ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے پھر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ اس کے پانچویں دن آنحضرت کا وصال ہوگیا +

ذکر در بیان

ارتحال آں قبلہ کمال حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء ازیں دار بے مقدار بقرب وجوار پروردگار

اس غم کی داستان کا بیان احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس پُر غصہ قصہ کی شرح تقریر سے زیادہ۔ اس قصہ نا مرضیہ کا ذکر بیان نہیں ہوسکتا۔ اس حکایت پُر شکایت کی شرح نہیں ہوسکتی۔ نہ قلم کو لکھنے کی طاقت۔ نہ ہاتھ کو ہلنے کی سکت۔ نہ زبان کو بیان کرنے کی ہمت۔ نہ کان کو سننے کی تاب ؎

چو آید ایں حکایت بر زبانم　　ز درد و غم شود آتش جہانم
دگر خواہم کہ در تحریر آرم　　بسوزد کاغذ و طرقد قلم ہم
بازا یچہ رستخیز عظیم است کاز زمیں　　بے نفخ صور خاستہ تا عرش اعظم ست
بازایں صباح تیرہ امید از کجا رسد　　کار جہان و خلق جہاں جملہ درہم است

گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب — کاشوب رستخیز تمام از آب عالم است
جن و ملک بر آدمیاں نوحہ میکنند — گویا عزائے اشرف اولاد آدم است
در بارگاہ قدس کہ جائے ملال نیست — سرہائے قدسیاں ہمہ بر زانوئے غم است

جمعہ کے روز ۲۹ شوال کو اشراق کی نماز کے بعد آنحضرت پر غشی طاری ہوئی لیکن قوتِ باطنی کے سبب اپنے آپ کو نہ چھوڑ کر بڑے وقار سے حجرہ خاص میں تشریف لے گئے۔ اور بستر مبارک پر تکیہ لگایا یہ حال دیکھ کر لوگ چلا اُٹھے۔ آنحضرت دن کے دو تہائی حصے تک غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان دی۔ تو اذان سنتے ہی آنحضرت کو افاقہ ہوا۔ اور عادت قدیمہ کے بموجب از سرِ نو وضو کر کے کسی کی مدد بغیر مسجد میں تشریف لائے۔ اس روز کسی کو گمان نہ تھا۔ کہ آنحضرت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائینگے۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے امید نہیں کہ اگلے جمعہ تک زندہ رہیں۔ پھر خلوتخانہ میں تشریف لیگئے۔ عصر۔ مغرب۔ اور عشا کی نمازیں خلوتخانہ ہی میں ادا کیں۔ مسجد اور اہل مسجد حضرت خلیفۃ اللہ کے فراق سے رونے لگے۔ اس رات خانقاہ ایسی وحشت ناک تھی۔ کہ جو شخص مسجد میں آتا تھا۔ اُس پر وحشت کا غلبہ ہوتا تھا۔ آدھی رات گذری تھی۔ کہ حضرت کی والدہ ماجدہ آنحضرت کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو دُور کرا کے تشریف لائیں۔ اور تمام عالم نسا آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہوا۔ بعد ازاں پانچ دن آنحضرت زندہ رہے۔ پھر کسی عورت کو پاس نہ آنے دیا صبح منگل کے روز شوال کی آخری تاریخ فجر کی نماز کے بعد ہچکیاں شروع ہوگئیں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اب تو ہچکیاں بھی شروع ہوگئیں۔ سب نے عرض کیا۔ کہ خدا نہ کرے آخری وقت ہو۔ آنحضرت نے فرمایا تین چار دن میں دیکھ لوگے۔ اِن دنوں اکثر سرہند کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ سرہند جانے کو جی چاہتا ہے۔ اتوار کے روز آنحضرت پر ضعف کا اس قدر غلبہ طاری ہوگیا۔ کہ بغیر تکیہ بیٹھنا دشوار تھا۔ پیر کے روز ناطاقتی بکثرت ہوگئی۔ چنانچہ فرض کھڑے ہو کر ادا کئے۔ اور باقی بیٹھکر۔ تمام ارکان سلطنت مع وزیران دنوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ خاصکر آج پیر کے دن تو صبح سے لیکر عشا تک خانقاہ میں بیٹھے روتے رہے۔ آخر آنحضرت نے

اعتماد الدولہ وزیر ہند کو چند عمدہ نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔ اور دوسروں کو بھی جانے کی اجازت دی۔ بادشاہ وقت ہر روز آنحضرت کی خبر پوچھتا رہتا۔ صبح شام خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا کرتا تھا۔ چند بار آنحضرت سے بیمار پرسی کے لئے اجازت مانگی۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ تمام اہل شہر اپنے گھروں میں بے قرار تھے۔ ہر روز صبح شام خانقاہ کے گرد روتے دھوتے اس طرح پھرتے تھے۔ جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ آنحضرت نے اپنے داماد شیخ محمد تقی کو پیر کے روز فرمایا۔ کہ اب زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے۔ بلکہ معلوم نہیں۔ کہ کل تک بھی زندگی ہو یا نہ ہو منگل کے روز اس قدر کمزوری ہوئی۔ کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ نشستگاہ سے حجرے تک بھی تشریف نہیں لیجا سکتے تھے۔ لیکن ہچکیوں میں قدرے تخفیف ہوئی لوگوں کو خوشی ہوئی۔ کہ باقی مرض کو بھی آرام ہو جائیگا۔ اس حالت میں بھی لوگوں نے علاج شروع رکھا۔ آنحضرت نے باوجود اس قدر تکالیف کے وردو وظائف میں ناغہ نہ کیا تہجد، اشراق، وغیرہ بدستور ادا کرتے رہے۔ جب ضعف غالب آتا۔ تو آنحضرت سر مبارک جھکا لیتے۔ ظاہر بیں ایسا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت غشی میں ہیں۔ لیکن اس وقت بھی تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ اور حسب عادت ہاتھ اور لب حرکت کرتے رہتے۔ بھر ذیقعد بدھ کے روز نماز اوابین سے فارغ ہو کر سانس میں سُرعت آگئی۔ لیکن نہایت وقار و تمکین سے بیٹھے نوافل و وظائف پڑھتے رہے۔ سانس میں اس قدر سُرعت آگئی۔ کہ بمشکل تمام کلام کرتے۔ آدھی رات کے وقت عشا کی نماز باجماعت نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی۔ بعد ازاں انگڑائیاں شروع ہوئیں۔ چنانچہ اکثر دست مبارک مجھ پر پھینکتے اور اپنی پیشانی میری پیشانی پر رکھتے۔ آنجناب کا سارہ بوجھ مجھ ذرہ بے مقدار پر پڑتا۔ امید ہے کہ اس سے بیشمار نعمتیں مجھے نصیب ہونگی۔ غش بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ گھڑی گھڑی پانی پیتے تھے۔ پیاس زائل نہ ہوتی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اب مزاج مبارک کیسا ہے فرمایا۔ الحمد للہ۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنی کشف سے میری صحت کی خوشخبری دیتے تھے۔ اب ان کی کشفوں کا کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ میں بہتیرا کہتا تھا۔ کہ یہ مرض زائل نہ ہوگا۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ جن دنوں آنحضرت بیمار تھے۔ اکثر اہل کشف اپنی کشف کے ذریعہ کہا کرتے تھے۔ کہ

آنحضرت کا یہ مرض زائل ہو جائیگا۔ اور سوگند کھاتے تھے۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر مسجد میں آ کر تازہ وضو کیا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے مجھ سے آنحضرت کا حال پوچھا۔ میں نے کہا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے۔ آؤ جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ ہم دونو ملکر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اتنے میں آنحضرت احتیاطاً آخری وقت قضائے حاجت کے لئے تازہ وضو کے واسطے اُٹھے۔ صوفی صاحب نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کا مزاج مبارک درست ہے۔ کہ خود اُٹھکر وضو کے لئے گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ آخری وضو ہے۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز ادا کر کے سحر کے وظائف پڑھے اور صبح کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ میں آنحضرت کے سامنے بیٹھ کر جناب کے دستِ مبارک کو مل رہا تھا۔ اتنے میں مجھے فرمایا۔ کہ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو۔ جب میں متوجہ ہوا۔ تو ارکانِ طریقت و شریعت بیان فرمائے۔ اور توجہ عنایت کی۔ اس وقت آنحضرت کی پیشانی میری پیشانی سے ملی ہوئی تھی۔ توجہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارکان اسلام کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور طریقت کے قواعد نہایت توضیح سے بیان فرمائے۔ اور فرمایا کہ مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی کی تجدید اور قیوم اربعہ کی قیومیت بھی ہے۔ بعد ازاں بعض شخص جو مرید ہونے کے ارادہ سے حاضر خدمت ہوئے تھے۔ ابھی شرفِ سعادت سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ کہ انہیں غائبانہ مرید کیا۔ ان کے ارادے کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی انہوں نے خود ظاہر کیا تھا۔ آنحضرت رضی نے بنور باطن ان کے ارادے سے واقف ہو کر اُن کے حق میں مہربانی فرمائی۔ بعد ازاں کئی مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ اس رات اس قدر فرشتے اور ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء آسمان سے اُترے۔ کہ عوام الناس اس معاملے کو سمجھنے لگے۔ کیونکہ گھڑی بہ گھڑی آسمان سے اس قدر تند جھونکے آتے تھے۔ کہ مشعلیں، شمعیں اور چراغ بجھ بجھ جاتے تھے۔ زمین میں زلزلہ آتا تھا۔ اور ہوا کے جھونکے اس قدر خوشبو دار تھے کہ جہان کا دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جب لوگ ہوا دیکھنے کو باہر نکلتے تو کہیں ایک

پتہ بھی ہلتا دکھائی نہ دیتا۔ گھڑی بعد پھر ویسا ہی جھونکا آتا۔ جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اتنے میں مَیں نے اُٹھ کر عرض کیا۔ کہ ہمارے طریقے کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم پہلے بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن خواجہ عبدالرحمٰن نے مجھے کچھ اور بھی خیال تھا کہا۔ کہ کیسی باتیں پوچھتے ہو۔ حق تعالےٰ آنحضرت کو سلامت رکھے۔ صوفی محمد رحیم نے بھی اس سے متفق ہو کر یہی کہا۔ بعض میری تائید میں ہوئے۔ جب آواز اونچی ہوئی تو آنحضرت لوگوں سے روگرداں ہو کر نماز میں مشغول ہوئے۔ یہ معاملہ ہو بہو قصہ قرطاس کے مشابہ ہے۔ یہ سُنت بھی آنحضرت سے قضا نہ ہوئی۔ بعد ازاں آنحضرت نے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ پھر دُعا کہ کر یا رسول اللہ کہتے ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔ اتنے میں نزول بے کیف ظاہر ہوا۔ آنحضرت سربسجود ہوئے۔ اس وقت پھر ایک شخص نے صوفی مرزا جانی کے اشارے سے طریقہ کے لئے عرض کیا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بھی روکا۔ آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھا تھوڑی دیر مراقبہ کر کے پوچھا کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت نے پردہ اُٹھا دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے شمال کے رُخ کا پردہ اُٹھایا۔ آنحضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہ میں اشراق کی نماز ادا کروں یہ کہہ کر بستر پر تکیہ کر کے پاؤں کو خود بخود دراز کیا۔ آنحضرت کا سرِ مبارک مجھ فقیر کے گھٹنے پر تھا۔ میں اپنا سر آنحضرت کے سر کے پاس چومنے کے لئے لے گیا تھا۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آنحضرت رضہ کو بوسہ دیا۔ اس وقت آنجناب نے میری طرف تین مرتبہ نگاہ ترحم سے دیکھا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے ہاتھ مَل کر کہا۔ ہائے پیر دستگیر۔ حضرت سلطان الاولیا قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تین تکبیر کہہ کر مسکراتے ہوئے فردوسِ اعلےٰ میں جا لیٹے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

دریغا چہ شد شاہ اسلام را چہ کردی خداوند ایام را

مَیں آنحضرت کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر زمین پر گر پڑا۔ ایک گھڑی بعد مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ عبدالقادر آئے۔ اور خواجہ عبدالرحمان سے جو ہر روز

ایامِ مرض میں از روئے کشف آنحضرت کی شفا کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں قسمیں کھایا کرتا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ اُس نے نہایت کمینہ پن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ آنحضرت غش کی حالت میں ہیں۔ مخدوم زادہ نے دو تین مرتبہ قبلہ عالم کہہ کر پکارا۔ جب ٹھیک معلوم ہو گیا۔ کہ جہاں آنحضرت کے وجودِ مبارک کے نور سے بالکل تاریک ہو گیا ؎

فلک نیلی لباس از ماتم او　　زمیں ہم خاک بر سر از غم او

تو مخدوم زادہ صاحب زمین پر لوٹنے لگے۔ آخر لوگ انہیں اٹھا کر مکان میں لے گئے۔ مخدوم زادہ کلاں خواجہ محمد عزیز نے یہ خبر سُنکر دستار کو زمین پر دے مارا۔ اور دوسرے خلفاء اور مرید بھی مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ میں نے اس وقت تک کسی کی موت بچشمِ خود ملاحظہ نہیں کی تھی۔ صرف آنحضرت کا وصال ہوتے دیکھا۔ مجھے اس سے پہلے یہ یقین نہ تھا۔ کہ میں آنحضرت کے بعد زندہ رہوں گا۔ مجھے پورا یقین تھا۔ کہ جب آنحضرت رحلت فرمائینگے۔ اسی وقت میرے جسم سے بھی روح نکل جائے گی۔ لیکن میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ کسی طرح مر جاؤں۔ مگر موت میسر نہ ہوئی۔ چنانچہ اِن دنوں بارہا میں نے اپنے سر کو دیوار پتھر، درخت اور زمین پر پٹکا۔ کہ کسی طرح ٹوٹ کر ہلاک ہو جاؤں۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ میں ان دنوں محض دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور اسی جنون کا بقیہ آج تک چلا آتا ہے ؎

بنیم چو گردہ سوگ وارے　　گریاں شدہ بر سرِ مزارے
من نیز زدم در آں میانہ　　گیریم سر از پئے بہانہ
کہ از وائے چوں کنم وائے　　نے دل بخود نہ صبر بر جائے
اللہ اللہ چہ چارہ سازم　　با بختِ سیاہ چہ حیلہ سازم
من لذتِ زندگی ندانم　　مرگ دگر است ہزار جانم
اے کاش کہ مادرم نزادے　　ور زادے بہ شیر زہر دادے
طوفاں بلاست آ بجویم　　حسرت زدہ برق بر سبویم
تا از رگِ دل گرہ کشادم　　جیحونِ بلا بہ موج دادم

آشفتہ بدرد دل خروشاں — در کاسۂ سر دماغ جوشاں
بیگشت طبیباں آتشیں دل — بر خاک چو مرغ نیم بسمل
چوں از دم سرد مہرگانی — شد باغ فسردہ زندگانی
گشتند بروز تیرہ بختاں — مجنوں و برہنہ سر درختاں
گلزار شدہ از گل فشردہ — غمخانۂ صد چراغ مردہ
بر داز تنگ و تاریک اشارت — صد قافلہ چمن بغاوت
در باغ شکستہ از سمن آب — چوں کرد خسوف روئے مہتاب
دوران بمزاج ناتواناں — پیران بہار خاں گراناں
ہر لالہ و باد خاک سنجے — ہر گل بہ باغ غنچہ رنجے
زو عہد خزاں نفس بہ بستاں — نیلوفر زار شد گلستاں
بگرفت بلوح گل ز سردی — شنگرف نگار لاجوردی
نرگس ز نظارہ دیدہ بربست — از جلوہ سرو گل نظر بست
گلہائے نمود در جوانی — چوں نرگس گل بناتوانی
نہ برگ درخت ماند ہر سو — چوں برہمن برہنہ برجوے
از غم دل مرغ گشت افگار — بر سینۂ غنچہ ناخن خار
با ایں ہمہ خوں کہ در رگ اوست — گل را یرقاں و دیدہ در پوست
از برگ نماند غیر خارے — واز سبزہ نماند جز غبارے
گردید چمن بہ بلبلاں تنگ — بشکست ز روئے بوستاں رنگ
گل شد چو دماغ خشک بیتاب — مے شد چو مزاج سینہ بے تاب
بازار گل و بہار بشکست — ہنگامۂ روزگار بشکست
ہم افسر لالہ واژگوں شد — ہم رایت نارون نگوں شد
ہر برگ بخون خویش تیغے — ہر گل بحیات خود دریغے
مے آئینہ دار روئے ساقی — وز عیش نماند ہیچ باقی
چوں رفت ز عالم آں یگانہ — آبستن فتنہ شد زمانہ
بس زہر ستبر در گلو شد — کیں روز بشام غم فرو شد

از ماتم او جہاں بجوشید | صد فتنہ زماں زماں بجوشید
بگرفت فلک ستارہ بازی | بنشست جہاں بہ سوگواری
آشوب قیامت از جہاں خاست | شیون ز زمین و زماں خاست
غم سوخت دروں یگان یگاں را | ماتم کدہ شد جہاں جہاں را
از مرغ فغاں سرو بر خاست | وز غنچہ گرد بر خاست
ہم باد برابر آستین زد | ہم آب کلاہ بر زمین زد
برخاست ز باد زمہریرے | عناب بجلوہ از بتیرے
برخاست خزاں بہ ترکتازی | افتاد چمن بہ خاکبازی

حضرت خلیفۃ اللہ کے اس جانکاہ واقعہ کے سُننے سے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور بادشاہ و رعایا غرضیکہ تمام خیر الناس و شر الناس سر پیٹتے۔ روتے، چلاتے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد آ جمع ہوئے۔ اُس روز ایسا حشر و نشر برپا ہوا۔ کہ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔

فغاں اُفتاد در عالم ز ہر سو | کہ ختم اولیاء از اولیاء رفت
چرا صبح قیامت بر نیاید | کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

دوپہر کے قریب آنحضرت کو آنجناب کے حجرۂ خاص میں غسل دیا گیا۔ آنحضرت کے غسل میں محمد روشن۔ امام تراویح۔ حافظ معمور۔ حافظ سعد اللہ اور مولوی عبد الحکیم کے بیٹے مولوی احمد شریک تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مخصوص مرید تھے۔ جو غسل کے وقت پانی ڈالتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اگرچہ آنحضرت کو سات مہینے سے غسل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر بھی بدن مبارک پر میل نہ تھا۔ غسل کے وقت کسی کی نگاہ جناب کے ستر پر نہ پڑی۔ لباس اُتارنے سے پہلے ناف سے زانو تک تہ بند باندھ لیا گیا۔ غسل کے وقت خود بخود پہلو بدلے جاتے تھے۔ آنحضرت کے کفن میں لفافہ، چادر اور قمیص تھے قمیص کندھوں پر سے پھٹی ہوئی تھی۔ عمامہ حضرات سرہند کی رسم نہیں غسل کے بعد بادشاہ اور تمام اہل شہر نے درخواست کی۔ کہ آنحضرت کو دہلی ہی میں دفن کیا جائے اور یہیں ایک عالیشان روضہ بنایا جائے۔ چنانچہ دو تین نہایت ہی نفیس باغ اس

امر کے لئے تجویز کئے۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت کی مرضی سرہند کی ہے۔ بعض نے اصرار کیا۔ کہ یہیں مدفون ہونے چاہئیں۔ لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرہند پہنچانے چاہئیں۔ سبزی فروشوں کے میدان میں جو نہایت وسیع ہے۔ آنحضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آنحضرت کے خلیفہ محمد روشن نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے۔ کہ کہیں کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ جنازے پر پرندوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ آسمان اچھی طرح نظر نہ آتا تھا۔ اس روز آفتاب بالکل نہیں چمکتا تھا صرف ایک سفید سی ٹکیا معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ گرہن یا بادل کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سورج گرہن کا دن بھی نہ تھا۔ تمام خلقت پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اس طرح نظر آتے تھے۔ کہ کوئی ان کا سب سے عزیز رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ مخالف مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ بھی شریک غم تھے۔ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نعش مبارک کے ساتھ جا رہے تھے۔ کافروں وغیرہ نے بھی دکانیں اور کاروبار بند کر دئے۔ اور نعش کے ساتھ سر پیٹتے جاتے تھے۔ دار الخلافہ کی تمام دکانیں بند تھیں خرید و فروخت بالکل نہ ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ ہمشیرہ۔ اہل بیت۔ اور دختر نیک اختر نے بالکل واویلا نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی خلاف کام ان سے ظہور میں آیا آنحضرت کے وصال کو ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ آنحضرت کے داماد شیخ محمد تقی آئے ہیں واویلا کرتا انکی طرف بڑھا۔ تو آپ نے حسب ذیل شعر موافق حال پڑھا ؎

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو صحابہ نے صبر کیا۔ تم بھی صحابہ کی طرح صبر کرو۔ میں نے اس روز بہت ہی واویلا کیا تھا۔ اور یہی ورد زبان تھا۔ "الصبر ملیح لا علیك یا خلیفة اللہ والجزع قبیح لا علیك یا خلیفة اللہ" "صبر عمدہ شے ہے لیکن یا خلیفۃ اللہ آپ پر نہیں اور رونا چلانا برا ہے لیکن آپ کی (وفات) پر نہیں"۔ حضرت خازن الرحمت کے پوتے شیخ خلیل الرحمن کے فرزند شیخ نور القدس نے فرمایا۔ کہ آج ارشاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے ؎

در ارشاد بستہ شد ہدایت چو از راہِ حقیقت راہ نمار فت

بعد ازاں نعش مبارک کو اس مسجد میں رکھا گیا۔ جو شہر کے کنارے پر ہے۔ اور جہاں آنحضرت باغ کی سیر سے آکر ٹھیرا کرتے تھے۔ رات بھی نعش مبارک وہیں رہی۔ صبح ۵۔ ذیقعد جمعرات کے روز نعش لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسجد کے قریب ایک باغ اور ایک کاروانسرائے ہے۔ کسی نے ان تینوں کی عمدہ تاریخ کہی ہے۔ سرائے گلشن سبز۔ مسجد قبلہ گیہاں۔ جس وقت آنحضرت تشریف لایا کرتے تھے۔ یہیں ٹھیرا کرتے تھے۔ یہ تاریخ عموماً بار بار کہا کرتے تھے۔ واقعی بر موقع ہوئی۔ کہ پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک یہیں رہی۔ تمام اہل شہر کیا امیر کیا غریب سب آنحضرت کی نعش کے پاس تمام رات جاگتے رہے۔ اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ ان کے شیون وشین سے زمین وزمان کانپ اٹھے۔ اور کثرتِ غم سے کروبی فرشتے بھی تسبیح وتہلیل بھول گئے ؎

چوں ہانگِ موت آں شہ سلطاں دیں رسید جوش زمیں بزرزہ عرشِ بریں رسید
نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب از بس شکستہا کہ بار کان دیں رسید
یکبار جامہ در غم گردوں بہ نیل زد چوں ایں خبر بہ عیسئے گردوں نشیں رسید
پُر شد فلک ز غلغلہ چوں نوبتِ خروش از ابتداء بحضرت روح الامین رسید

آنحضرت کا وصال ۲۸ ذیقعدہ بدھ کے روز مطابق ۱۶ ار دلو ہوا۔ آنحضرت کا وصال وتولد ایک ہی روز ہوا۔ یہ بھی سنت نبوی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ جناب کا سن شریف اُنسٹھ سال تھا۔ مدت قیومیت اٹھتیس سال تھی۔ تجدید ثانیہ کا عرصہ اکیس سال تھا۔ آنحضرت کا وصال ۱۱۵۲ھ ہجری کو ہوا۔ جیساکہ حسب ذیل تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔

ذکر دربیان

تواریخ وصال حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رہنمائے امت سید الرسل بود۔ آں وارث سید الرسل بود۔ آں خاتم الاولیاء بود۔ او تاجِ خلق بود۔ اے افسوس قطب الاقطاب رفت۔ ہے ہے قطب الاقطاب از یں جہان رحلت نمود۔ وائے وائے تمام جہاں بے سرشد فیض معصوم بودہ۔ آں جانشین

مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے پیر مرید پدر مرد۔ وے احمد نقشبند ثانی مرد۔ او شیخ کامل مکمل بود۔ آہ آہ از عالم محمد زبیر رفت۔ او شیخ اکبر بود۔ آہ آہ قطب الاقطاب داخل جنت شد ۔

مندرجہ بالا تاریخیں حضرت صبغۃ اللہ کے بیٹے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند شیخ نیاز احمد نے کہی ہیں ۔

مظہر حد۔ ماہ ظاہر۔ فیاض رسا مظہر آمد۔ مظہر ادب۔ وارث محمد الرسول اللہ احمد بود۔ قیوم اقطاب رحلت نمود۔ عمر فیومنا سیین سنہ نور احمدی قوی رفت۔ اللہ صبح مجدد دستار پاک شد۔ مجدد احمدی فورے نور رفت۔ وہاب ددود ظاہر بود ہائے ہائے۔ ظاہر ہائے ہائے۔ باقی وائے تاج طریقت بود۔ وائے وائے قیوم صراط مستقیم۔ وائے قطب زمان معصوم رفت۔ آہ خواجہ محمد زبیر قطب الاولیاء بودند۔ خواجہ محمد زبیر کریم اول بود۔ کریم الاولیا خواجہ محمد زبیر قطب دین مجدد۔ خواجہ محمد زبیر امام رضوان بود یہ تاریخیں حضرت مجدد الف ثانی کے چھوٹے بیٹے شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ مہدی نے کہی ہیں ۔

'امام اعظم ہند' یہ تاریخ امور شاعر مرزا گرامی نے کہی ہے ۔

قیوم زمان شصت سالہ بود ہائے پیر من خواجہ زبیر ہائے۔ پیر مکمل خواجہ زبیر زبیر قیوم صدیق ثانی بود۔ بچہارم ذیقعدہ بود۔ وائے فیاض مرد۔ ارتحل اے انفراد القوم وائے خیر محققین۔ اے دل نور ظالم رفت۔ العجب قطب المدار رفتہ۔ عجب بی الاقطاب رفتہ۔ تاج الابدال رفت۔ وائے وائے قطب العالمین خواجہ زبیر ابد الابرار رفت۔ حقا کہ سراج الاولیا رفت۔ وہ چہ حجۃ الہادی رفت۔ وائے کہ چہ عالم دوربین رفت۔ ہے ہے افسوس کہ قیوم جہاں رفت۔ وائے وائے وہ چہ معجزہ رسول رفت۔ ہے ہے وائے وائے چہ فقیرے رفتہ۔ وائے وائے ہائے ہائے چہ رونق دین رفت۔ وائے وائے چہ شوق ریزو رفت۔ ہائے وائے چہ آئینہ ریزو رفت۔ ہائے وائے گوہر از رفت۔ امام مغل ہائے ہائے۔ چہ محبت ایزد رفت۔ وائے وائے خدشناس کامل بود ہے ہے عزیز خدا شناس بود ہے ہے فرزند محبوب مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے عجب جانشین خواجہ بود۔ وائے وائے نو بادہ بوستان صالت بود۔

وائے وائے لوحِ محفوظ بودہ۔ ہائے ہائے پاک ضمیر بودہ۔ وائے وائے چہ معدن المعرفت بودہ۔ فیض الباری بودہ۔ آں آیتِ رحمت بود۔ آں اعظم الاولیاء بود۔ یکے از علمار سخین بود۔ بسا ثابت القدم بود۔ آہ چہ شیخ العالم بودہ۔ عجب جانشین خواجہا بود۔ افسوس کہ آں خلقِ محمدی بود۔ ہائے وائے امام اعظم بودہ قیوم الربانی۔ گلدستہ حقانی بودہ ہائے وائے مقتدائے وقت بودہ۔ ہائے وائے حیف مشائخ پناہ بود۔ ہائے ہائے وائے شیخ الاسلام بود۔ ہائے ہائے چہ ہمگی خلت بود۔ ہائے ہائے حقا کہ معشوق بے ہمتا بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ ہائے وائے چہ اکسیر معرفت بود۔ ہائے ہائے چہ ابر باراں رحمت بود۔ وائے حیف کہ دسے حافظ بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ چہ وارث المرسلین بود۔ ہے۔ ہے نائب مناب رسولِ رحمت ایزد بود۔ ہائے وائے حیف چہ سالار اولیا رفت ہائے وائے افسوس کردہ کامل مکمل رفت۔ آہ چہ حیات رفت۔ ہائے وائے احباب پرور رفت۔ ہے ہے بس عیش رفت۔ چہ ولی مقتدائے آں وقت بود۔ ہے ہے محبوب انعام بخش۔ ہے ہے خوش روئے فضل رحم بود۔ چہ فضل الرب حبیب الودود خفت۔ حبیب الہادی خفت۔ خواجگی نقشبند وائے قطب عالمین خواجہ زبیر عمران شست۔ وائے صد غم قطب۔ وائے مات مرشد زماننا۔ وائے حیف ماتا مرشدنا۔ او حافظ قیوم بود۔ یہ تواریخ حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ کے دُھیتے شیخ محمد امام نے کہی ہیں ؏

ذکر و بیان

توجہ نعش مبارک حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء از دار الخلافہ شاہجہان آباد بدار الارشاد سرہند و بیان واقع تکیہ بعد دفن آنحضرت روئے نمودہ اند۔ تعمیر روضۂ منورہ آنحضرت

پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک اس مسجد میں رکھی گئی۔ جو شہر کے کنارہ پر ہے۔ دوسرے ۵ ذیقعدہ کو جمعرات کے روز دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت کے اکثر مریدان کرام و خلفائے عظام اور شاہجہان آباد کے

ہزار ہا آدمی نعش مبارک کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وزیر نے بھی بہت سے سوار پیادے ساتھ کئے۔ آنحضرت کے حسب ذیل خلفا نعش کے ساتھ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ مشہور بہ حسن لبن، صوفی محمد رحیم، شاہ مقیم، صوفی عوض باقی، صوفی حفظ اللہ، عبدالحکیم کشمیری وغیرہ۔ میں بھی ان شاہبازانِ طریقت کی جوتیاں اٹھانے کے واسطے ساتھ تھا۔ اکثر مخدومزادوں کی تسلی کے واسطے شاہجہان آباد ہی میں رہے۔ راستے میں جن گاؤں یا شہر سے نعش کا عبور ہوتا۔ گویا وہاں از سر نو ماتم ہوتا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے لوگ بھی روتے چلاتے نعش کے ساتھ جاتے تھے۔ تمام جنگل و صحرا لوگوں کی آہ و زاری کے سبب میدان قیامت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ زمین و آسمان میں بڑی بھاری ہلچل مچی ہوئی تھی ؎

در شاہراہ چوں رہ آں کارواں فتاد　　شورِ نشور آں ہمہ را در گماں فتاد

ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند　　ہم گریہ بر بلائک ہفت آسماں فتاد

نعش مبارک اس قدر جلدی جا رہی تھی۔ کہ اٹھانے والوں کو اس کا بوجھ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ نہیں معلوم کون نعش کو اٹھائے جاتا تھا۔ گویا نعش ان لوگوں کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ نعش تلے دوڑے جا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ نہیں معلوم ہمارے کندھوں پر سے کون نعش کو کھینچتا ہے۔ یہ بات میں (مؤلف رح) نے بھی کئی دفعہ دیکھی۔ راستے میں نعش پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے تھا۔ اور شبنم کی طرح ترشح بھی ہوتا جاتا تھا۔ جب ہم منزل پر پہنچے۔ تو بڑے زور کی بارش ہوئی وصال سے دفن تک جو نو دن کا عرصہ گذرا۔ اس میں آسمان ابر آلود ہی رہا ؎

پے تابوت آں قطبِ زمانہ　　چو رعد نعرہ زن احباب در جوش

بنات النعش شد امروز ہیہات　　ہماں مجمع کہ پر دیں دیدش دوش

برسم ماتم از ساز ناہید　　فلک از ابر کردہ پنبہ در گوش

جب ہم سرہند کے قریب پہنچے۔ تو تمام حضرات سرہند روتے ہوئے استقبال کے لئے آئے۔ اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف چیختے چلاتے نعش مبارک کے پاس آئے۔ پہلے نعش کو پارسا باغ میں ٹھہرایا گیا۔ بعد ازاں شہر میں لائی گئی۔ شیخ محمد نعمان حق رسا جو حضرات سرہند کے اس وقت سردار

تھے۔ گریباں چاک پگڑی پھینک زمین پر لوٹ رہے تھے۔ بڑے بھائی شاہ محمد رسا بھی اسی طرح جزع و فزع میں مشغول تھے۔ تمام مشائخ سعادت سمجھ کر نعش مبارک کو اپنے سر پر اٹھا شہر میں لائے۔ اس پر فخر کرتے تھے کہ ہم نے قیوم زماں کی نعش مبارک اٹھائی ہے۔ شیخ محمد نعمان حق رسا ننگے پاؤں نعش کا اہتمام کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سرہند میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ماتم پر بھی ایسا رونا چیخنا، چلانا نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت کی نعش مبارک شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آنحضرت نے شیخ سعد الدین کے فرزند سے چار ہزار روپیہ دیکر خرید کیا تھا دفن کی گئی۔ میں شاہ محمد رسا شیخ محمد نعمان حق رسا اور آنحضرت کے فرزندوں اور بھتیجوں نے نعش مبارک کو لحد میں رکھا۔ آنحضرت کے وصال کو نو دن گذر چکے تھے۔ لیکن میت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ۱۲ ذیقعدہ بروز جمعرات نعش مبارک مدفون ہوئی ہے

کاش آں زماں سرادقِ گردوں نگوں شدے　　ایں خرگہِ بلندِ فلک بے ستوں شدے
کاش آں زماں بر آئے از کوہ تا بکوہ　　سیل سیاہ کردے زمیں قبر گوں شدے
کاش آں زماں کہ ایں حرکت کرد آسماں　　سیماب وار روئے زمیں بے سکوں شدے
کاش آں زماں کہ پیکرِ او زیر خاک شد　　جانِ جہانیاں ہمہ از تن بروں شدے

جب آنحضرت کو دفن کر چکے تو ان زلزلۃ الساعت لشیٔ عظیم، کے موافق ایک زلزلہ آیا۔ کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ کسی مؤرخ نے ایسے زلزلے کی خبر دی ہے۔ اس قسم کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اور اکثر عمارتیں بنیاد سے اکھڑ گئیں۔ بعض جگہ زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے پانی نکلنے لگا۔ "اذا زلزلت الارض زلزالھا و اخرجت الارض اثقالھا" کا سماں آنکھوں میں بندھ گیا ہے

گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن　　گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچناں بلرزہ در آمد و کرسی　　کافتاد در گماں کہ قیامت شد آشکار
موج بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ　　ابرے بہارش آمد و بگریست زار زار
آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود　　شد سرنگوں ز بادِ مخالف حباب وار

متواتر سات روز تک زلزلہ رہا۔ ہر روز زمین کے کنارے ہل جاتے تھے۔ لیکن پہلے دن ایسا زلزلہ آیا۔ کہ اگر اسے قیامت کا زلزلہ کہیں تو بجا ہے۔ میں (مؤلف) آنحضرت کے وصال کے بعد ایک مہینہ آنحضرت کے مزار پر رہا۔ بعد ازاں آنجناب کے عرس اول کی سعادت حاصل کر کے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ محمد نعمان حق رساؤ شیخ نیاز احمد نے کہا۔ کہ آئندہ یہ عرس کو بھی ترک کر دیگا۔ تو بھی ان سب کا ثواب اس حدیث کے بموجب "ومن سن سنۃ حسنۃ فلہ اجر من عمل بہا" جو کسی نیک طریقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو شخص اس طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی بانی کو ملتا ہے" تجھے ملیگا۔ انہیں دنوں آنحضرت کی قبر پر ایک عالیشان روضہ پتھر اور گچ کا بنایا گیا۔ جو رنگا رنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اور جس میں چین اور فرنگ کی گلکاری ہوئی ہوئی تھی۔ قبہ مبارک کی اونچائی تیس ہاتھ ہے۔ اندر سے کچھ زیادہ چھ گز۔ گنبد کے گرد چار برج۔ ہر برج میں دو حجرے ہیں۔ روضہ منورہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک جنوب کی طرف دو مشرق اور مغرب کی طرف۔ شمال کی طرف ایک جالی دار کھڑکی۔ روضہ مبارک کے گرداگرد پانچ ہاتھ سے کچھ زیادہ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا چبوترہ ہے۔ آنحضرت کا روضہ منورہ ۱۱۵۳ھ ہجری میں شروع بھی ہوا اور تیار بھی۔ جیسا کہ حسب ذیل تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔

ذکر در بیان

تواریخ روضہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ

روضہ عالم روضہ اعلم روضہ قطب الریاض۔ ریاض القطب۔ روضہ ہادئے اقطاب۔ مقبرہ شریف از امام ہادی مقبرہ شریفہ قطب۔ روضہ مجدد اکمل۔ گو روضہ مجدد دین۔

ایسی عالیشان عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی۔ یہ آنحضرت کا تصرف ہے۔ کہ اس قلیل عرصہ میں آنحضرت کا روضہ منورہ تیار ہو گیا۔ ویسے ایسی عمارت کو تیار ہونے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ کابل کا ایک مغل آنحضرت کی بیماری کی خبر سن کر

بیمار پرسی کے لیئے روانہ ہوا۔ جب سرہند سے گذر شاہجہان آباد کے قریب پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جنگل میں آنحضرت سفید لباس پہنے ابلق گھوڑے پر سوار بڑی سُرعت سے سرہند کی طرف جا رہے ہیں۔ جب اُس نے آنحضرت کو اکیلے دیکھا تو حیران سا رہ گیا۔ کہ اکیلے اس جنگل میں کیونکر آ نکلے۔ کیونکہ کبھی اکیلے روانہ نہ ہوئے تھے۔ آخر اس نے بے اختیار ہو کر اپنا چہرہ آنحضرت کے قدموں پر ملا۔ آنحضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رخصت فرمایا۔ جب وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکا۔ تو دور سے ایک قافلے کو دیکھا نزدیک آنے پر معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی نعش مبارک لئے آ رہے ہیں۔ اُس نے لوگوں کو کہا۔ یہ عجب معاملہ ہے۔ میں نے ابھی آنحضرت کو دیکھا ہے کہ قافلے کے آگے آگے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ آنحضرت کو کس حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ سفید لباس میں ابلق گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں۔ سارے حیران رہ گئے۔ اور آنحضرت پر اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کی مسجد کا فرش مخدوم زادوں نے از سر نو درست کیا۔ جہاں آنحضرت وضو کیا کرتے تھے۔ وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنایا حضرت قیوم زمان کا ایک تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں جبکہ سخت دھوپ ہوتی کہ پتھر پر روٹی پک سکے۔ لیکن ایسی سخت گرمی میں اس چبوترے پر گرمی کا ذرا اثر نہیں ہوتا۔ چبوترے کے نیچے پاؤں نہیں رکھ سکتے ○

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود   سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ذکر در بیان

احوال اولاد امجاد حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ

حضرت خلیفۃ اللہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں لڑکوں میں سے سب سے بڑے شیخ محمد عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ قیومیت کے دوسرے سال میں بیان ہو چکا ہے آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ جب آپ آنحضرت کی زندگی میں بیمار ہوا کرتے تھے

تو آنحضرت سارا سارا دن حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اور خواجگان کا ختم پڑھا کرتے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلوک باطنی ولایت تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تم پر خاص الخاص نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ پر جذبہ غالب ہے۔ عموماً مغلوب الاحوال رہتے ہیں۔ اس واسطے لوگوں سے انس بہت کم کرتے ہیں۔ گوشہ نشینی کو میل جول پر ترجیح دیتے ہیں۔ خلق۔ حلم۔ تواضع اور نیستی جیسا کہ اہل اللہ کا طریقہ ہے۔ آپ میں پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند شیخ محمد کریم بخش ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جد بزرگوار کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین رب العالمین ؛

شیخ عبد القادر۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے دوسرے فرزند مکارم اخلاق و کثرت فضائل میں سب سے بے نظیر ہیں۔ آپ ۲۹ رمضان ۱۲۰۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے ساتویں سال میں لکھا گیا ہے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت شیخ الجن والانس عبد القادر جیلانی رضؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو اپنے وقت میں ممتاز ہوگا۔ اس کا نام عبد القادر رکھنا۔ آنحضرت نے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا اسم مبارک حسب الارشاد عبد القادر رکھا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کے خلیفہ آپ ہی بنائے گئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ مراقبہ ذکر شغل میں مشغول رہتے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں جماعت کثیر کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے حالات پوچھتے۔ پھر خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چاشت تک خانقاہ میں مراقبہ کرتے اور پھر اشراق کی نماز ادا کر کے محل میں تشریف لیجاتے ہیں۔ عصر سے لیکر رات کے تیسرے حصے تک خانقاہ میں اوراد و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں دائرہ ظلال سے اصول تک اور اصول سے شیونات و اعتبارات ذاتیہ تک ترقی کی۔ اور دلالت سے مدلول تک پہنچے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔ خلق۔ وقار۔

تمکین اور خصوصاً استغنا اس قسم کا ہے جیسا آنحضرت کا تھا۔ آپ میں عجز وانکسار بکثرت ہے۔ لیکن دولتمندوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور ان کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ اپنے مخلصوں کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کے لئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں۔ اور آج سلسلہ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ نقشبندیہ زبیریہ کے چراغ ہیں ؎

از و روشن چراغ نقشبندی　　از و سرسبز باغ نقشبندی

حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ دودمان قیومیت کے برگزیدہ اور خاندان قطبیت کے خلاصہ کے وجود مسعود سے روشن ہے۔ جہان کے نہ حل ہونیوالی مشکلات آپ کی توجہ شریف سے حل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے تمام مریدوں اور خلفاء کے سر پر بحق نون وصاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں شامل ہیں ✦

شیخ عبدالقدیر و شیخ عبدالمقتدر۔ یہ دونو فرزند حضرت خلیفۃ اللہ کی زندگی میں تین یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ؞

عبدالقدوس اور عبدالقیوم۔ یہ دو نواب موجود ہیں۔ دونو ہی آنحضرتؓ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہر دو کو معمر، صالح اور اپنے جد بزرگوار کا قائم مقام کرے۔ فرزند کلاں مخدوم زادہ شیخ محمد عزیز یعنی شیخ محمد کریم بخش اور فرزند مخدوم زادہ شیخ عبدالقادر دو نو آنحضرتؓ کے وصال کے ایک سال بعد چند روز یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حدیقہ قیومیت کے ان نونہالوں کو درجہ تکمیل تک پہنچائے۔ لڑکیاں ابھی چھوٹی ہیں۔ شیخ عبدالقادر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد زبیر کی لڑکی سے منسوب ہیں ؞

خواجہ محمد احرار ثانی نور اللہ مرقدہٗ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے سترویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کو تمام فرزندوں سے عزیز تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ اتم توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور عمدہ اشارات و بشارات

جن سے اولیا ممتاز ہوتے ہیں۔ آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ آنحضرت کی زندگی ہی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت قلق ہوا۔ اغلب ہے کہ اس قسم کا غم آنحضرت کو ساری عمر میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ چنانچہ آنجناب نے آپ کی وفات کے بعد باغ کی سیر جو ہر جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ ترک کر دی۔ اور چند روز سالکوں کو توجہ دینا بھی ملتوی کر دیا۔ آنحضرت کے اوقات میں پورا تغیر و تبدل ہو گیا۔ اور اس غم سے آنحضرت لاغر بھی ہو گئے۔ اور دن بدن ضعف غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت مرضِ سل میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ خواجہ محمد احرار کا وصال ۱۰۶۲ہجری میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ جو حضرت عروۃ الوثقٰے کے روضہ منورہ میں دفن کی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ قیومیت کے دوسرے سال میں بتفصیل لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد معصوم مغفور۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ شیرخوارگی ہی میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اگر اس فرزند کی عمر نے وفا کی۔ تو ایک بڑا ولی ہوگا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی بیٹیاں روئیں۔ فاطمہ زمانی۔ بدر النساء جو ۱۱۲۰ھ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ آپ پر نہایت متوجہ تھے۔ اور آپ سے بدرجہ غایت محبت کرتے تھے جو تحفہ آنحضرت کی خدمت میں آتا سب آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ دن میں ایک دفعہ ضرور بالضرور بنفس نفیس دیکھنے جایا کرتے تھے بلکہ اس آخری مرض میں بھی جبکہ ضعف بدرجہ کمال ہو گیا۔ جانے میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ آنحضرت آپ کی باطنی صفائی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں سلوکِ باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا تھا۔ دنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔

آنحضرت کی دوسری بیٹی کا اسم مبارک سراج النساء جہاں ہے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں چودہ سال کی عمر میں اس جہانِ ناپائدار سے رخصت ہوئیں

آنحضرت نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں ؂

مذکورہ بالا اولاد کے علاوہ حضرت خلیفۃ اللہ کی اور اولاد بھی ہے لیکن وہ شیر خوارگی کی حالت میں اس دار فانی سے رخصت ہوئی۔ چونکہ ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے اہل بیت تین تھے۔ ایک مخدومزادہ کلاں شیخ محمد عزیز اور شیخ عبدالقادر کی والدہ۔ دوسرے خواجہ محمد احرار ثانی۔ فاطمہ زمانی اور رقیہ ثانی کی والدہ۔ تیسرے مخدومزادہ کلاں کی والدہ۔ شیخ محمد کی والدہ آنحضرت کی زندگی ہی میں چل بسیں جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ خواجہ محمد احرار کی والدہ ابھی زندہ ہیں ؂

ذکر در بیان

خلفائے عظام و یاران مبشرین کرام حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

جب میں نے اس کتاب کو تالیف کرنا چاہا۔ تو اس خیال کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ اور کتاب کی تالیف کی درخواست کی۔ آنحضرت نے استخارہ کے بعد اذن دیا۔ اور نہایت تاکید سے فرمایا۔ جو کچھ سچ سچ ہوگا وہی لکھنا سرمو مبالغہ نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مجھے جناب کے خلفاء کا حال مفصل معلوم نہیں۔ فرمایا جس وقت ہم یاروں کو توجہ دیتے ہیں۔ تم پاس رہا کرو۔ میں حسب الحکم توجہ کے وقت حاضر رہتا۔ جب آنحضرت لوگوں کو توجہ دیتے تو مجھے پاس بٹھا لیتے جس کو کسی ابتدائی متوسط یا انتہائی حالات کی خوشخبری عنایت کرتے مجھے سنا دیتے۔ جو یار دوسرے علاقوں میں تھے۔ ان کے حالات خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست یہی حالات لکھدینا۔ کسی کی آشنائی کا خیال نہ کرنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے فرزندوں میں سے جو اشخاص میرے مریدوں میں داخل ہیں۔ ان کے حالات پہلے لکھنا۔ کیونکہ وہ باقی تمام جہان سے اشرف ہیں میں (مؤلف) نے بارہا کتاب شروع کرنی چاہی۔ لیکن بعض رکاوٹوں کے سبب شروع

ذکر سکا۔ آنحضرت کے آخری سال جلوس قیومیت میں شروع کی۔ پھر میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے یاروں اور خلفا کے حالات کس طرح لکھوں۔ فرمایا اب تمہیں ان کے حالات معلوم ہیں۔ سو اپنے علم کے موافق لکھدو۔ اب جو کچھ مجھے معلوم ہے لکھے دیتا ہوں۔ آنحضرت کی زندگی میں اس کتاب کی چند ایک جزویں تیار ہوئی تھیں۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک بہ سبب غم و الم میں بدحواس رہا۔ جب غم کو ذرا تخفیف ہوئی۔ تو پھر اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

فہرست خلفا و مریدانِ خاص حضرت خلیفۃ اللہ

رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی

میر محمد نعمان حق رسا معصومی۔ شیخ محمد محسن معصومی۔ شیخ محمد احمدی۔ شیخ وجیہ الدین احمدی۔ شیخ عبد الحی احمدی۔ شیخ محمد امام معصومی۔ شیخ فدا احمد۔ شیخ محمد عابد سلطان پوری۔ صوفی قربان کابلی۔ شیخ عبد الرحیم لاہوری۔ صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ شیخ محمد امین لاہوری۔ شیخ گل محمد لاہوری۔ صوفی کامل کابلی۔ شیخ عادل سامانی۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ صوفی عوض باقی کابلی۔ صوفی ابوتراب برلاس خوشابی۔ خواجہ ضیاء اللہ کشمیری۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ خواجہ نور اللہ کابلی۔ خواجہ محمد امین کابلی۔ صوفی محمد روشن۔ صوفی نور محمد نمد پوش۔ شیخ علی اصغر سیالکوٹی۔ شیخ محمد صدیق سیالکوٹی۔ خواجہ محمد ناصر نقشبندی۔ خواجہ عبد الرحمان۔ خواجہ محمد میر یعقوبی مراد آبادی۔ شیخ احمد کاتب سیالکوٹی میر سعد اللہ ننگرہاری۔ حاجی شکر اللہ کابلی۔ داراب کابلی۔ صوفی فیروز ملتانی۔ خواجہ عباد اللہ خواجہ فیض اللہ کابلی۔ شیخ سعد الدین پشاوری۔ اخون موسے۔ شیخ ابوتراب پشاوری شیخ محمد دمشقی۔ خواجہ اسد اللہ بخاری۔ خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔ صوفی لعل سبحانی۔ حاجی سعادت اللہ۔ صوفی فیض بخش رہتاسی۔ شیخ محمد فضل ہولوی۔ صوفی محمد رہتاسی۔ خواجہ فقیر سبحانی۔ شیخ ولی محمد بہاری۔ صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ حافظ جمال محمد شاہ آبادی۔ شیخ محمد عادل اکبر آبادی۔ شیخ محمد عارف بنگالی۔ شیخ محمد فضل بنگالی صوفی ابوالحسن بلخی۔ صوفی قندری۔ شاہ مقیم بدخشی۔ صوفی دوزی بدخشی۔ خواجہ عبد الرحمن کولابی۔ غلام محی الدین افغان۔ صوفی نواب افغان ؏

ذکر در بیان

احوال یاران مبشران حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

صوفی میرزا - صوفی فقیر احمد - صوفی حفیظ اللہ - صوفی شیخ علی - صوفی محمد اعظم سیالکوٹی - صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی - غلام احمد سلطانپوری - صوفی بخشندہ - عزیز قلی خاں - صوفی عبداللہ خوشابی - صوفی صدیق - صوفی گاہی - خواجہ عبدالمنان - صوفی صفدر رہ شاہ اندرانی - صوفی محمد شریف عرب - صوفی یار محمد کفش فروش - صوفی عبدالحلیم کشمیری - صوفی محمد صادق - صوفی محمد عاقل - مولوی احمد قصوری - حافظ سعداللہ لاہوری - مولوی مرزا عبدالرحیم کابلی - صوفی محمد عظیم - ملا عبداللہ افغان - ملا مخدوم - میر ہزار کابلی - صوفی غلام محمد سرہندی - خواجہ عبداللہ کابلی - اخون سلطان افغان - محمد کبیر شاعر کابلی - حاجی جمال اندرابی - حاجی جمال آنحضرت کا دودھ بھائی - عبدالرحمن سمرقندی - حاجی قلندر بدخشی - خواجہ عبداللہ - ملا شمس الدین کاشغری - حافظ سیف اللہ افغان - دوست محمد افغان - اور محمد سالم کابلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ◆

حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء اور یاروں کے حالات لکھنا خارج از تحریر ہے حرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی ضخیم رجسٹر درکار ہیں - آنحضرت کے صاحب حال یاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں - جن کی صورت کا بھی آشنا نہیں ہوں - اور نہ ان کے نام کی بھی خبر ہے - بعض ایسے ہیں - کہ نام سن رکھے ہیں - لیکن شکل نہیں دیکھی - جن کا نام اور شکل ہر دو یاد نہیں ان کے حالات نہیں لکھے گئے ◆

سید محمد نعمان حق رسا احمدی معصومی سرہندی - حسب ذیل طور پر چار واسطہ سے آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں - میر محمد نعمان حق رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت عبیداللہ مروج الشریعت بن حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقے بن حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین - آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا - والد ماجد کے وصال کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے - وہاں حکم ہوا - کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے فیض اخذ کرو - آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی سنا تھا - کہ حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب الاقطابی کا

منصب حاصل ہے۔ اس واسطے جب سفر حج سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے مرید ہوئے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور تجلئ صفات، تجلئ ذات، زوال عین۔ اور ولایت و کمالات نبوت کے انتہائی مقامات کی عمدہ عمدہ خوشخبریاں عنایت فرمائیں تھیں۔ جیساکہ آنحضرت کے حسب ذیل مکتوب سے معلوم ہوتا ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی اس درویش کی طرف سے سلام عافیت انجام قبول فرمائیں۔ اپنا مشتاق دیدار سمجھ کر دعائے ترقی دارین میں مشغول سمجھیں۔ برادر مہربان کا مکتوب مرغوب عین انتظار میں پہنچا۔ اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ پہلے جو کمالات وجود سے عدم کو پہنچے تھے۔ میں پھر انہیں اصل کی طرف لوٹتا ہوا پاتا تھا۔ اب عدم عدم سے ملحق ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رہ اس حالت کو تجلئ ذات سے موسوم فرماتے ہیں۔ میں بھی قریب قریب آپ کی یہی حالت پاتا ہوں۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالائیں۔ اور ترقی کا خیال کریں۔ آپ کی لیاقت اور قابلیت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے علمی سے عملی صورت میں لائے۔ میں ہر رات آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے واسطے دعا کرتا رہتا ہوں۔ نورچشمی بیچی بیگم بعد والدہ سلام کہتی ہیں۔ ہر رات دعا کے وقت مجھے بھی یاد فرمایا کریں۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شاہ محمد بہا کو سلام۔ ہمشیرہ بی بی رقیہ بانو کا سلام۔ میاں محمد احسان مشتاقانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ آپ میرے بھانجے کی دایہ جیجی جو میاں محمد عزیز کی دایہ ہے مقرر کریں"۔ آپ کے کچھ حالات اور آپ کا مرید ہونا قیومیت کے تینتیسویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔

شیخ محمد محسن احمدی معصومی سرہندی ۔ آپ کا سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد محسن بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ اللہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خصوصاً آخری عمر

میں آنحضرت کے مخالف آپ ہی تھے۔ اور اکثر حضرت خلیفۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے جو انس محمد محسن سے ہے کسی اور سے نہیں۔ حضرت قیوم زمان نے آپ کو عمدہ بشارات جو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے خصائص سے ہیں۔ عنایت فرمائیں۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند اور ورع و تقوے میں بے نظیر ہیں۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ دن رات میں کوئی ایسا وقت نہیں جو عبادت وطاعت سے خالی ہو۔ حضرات سرہند کے طریقے کے پورے پورے پابند ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں بلکہ تمام طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ میں شیخ محمد محسن بے نظیر ہیں ⁎

شیخ محمدی احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ حسب ذیل طور پر چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمدی بن شیخ حسن علی مشہور بہ شاعر چراغ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن حضرت شیخ محمد یحیے معروف بہ شاہ جیون بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ شیخ محمدی نے پہلے اپنے جد بزرگوار شیخ ضیاء الدین یوسف سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ انکے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ پر مہربانی کر کے طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں اور بھوڑی سی مدت میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے ظاہری علم بھی پایۂ تحصیل تک حاصل کیا تھا۔ علم کلام اور علم تصوف میں بھی بے نظیر تھے۔ آجکل تصوف میں ایک کتاب "مواہب احمدیہ" تصنیف فرمائی ہے۔ جو میں نے بھی دیکھی ہے۔ واقعی اس میں عجیب و غریب علوم بیان فرمائے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا۔ کہ ان کا بیان کنندہ ابنائے جنس سے ممتاز ہے ⁎

شیخ وجیہ الدین احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل طور سے چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ وجیہ الدین محمد درویش بن شیخ زین العابدین المشہور بہ شیخ فقیر اللہ بن حضرت شیخ محمد یحیی بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے جد بزرگوار کے بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف سے حاصل کیا۔ ایک روز اثنائے سلوک میں حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مزار فائض الانوار پر بیٹھے تھے۔ کہ آنحضرت نے آپ پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ قطب وقت شیخ محمد زبیر کی خدمت میں جاؤ۔ اور انہیں سے توجہ باطنی کے لئے درخواست کرو۔ آپ نے

آنحضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت قیومیت مآب قیوم زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنحضرت کو شیخ ضیاء الدین یوسف کی خاطر توجہ دینے میں تامل تھا۔ میں کسی تقریب سے سرہند جا رہا تھا۔ مجھے فرمایا۔ کہ تم جب سرہند جاؤ۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف سے پوچھنا کہ شیخ وجیہ الدین کو مرید کروں یا نہ۔ جب اجازت ملی۔ تو آنحضرت نے آپ کو مرید کیا۔ آپ بھی صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ کی بشارات فرمائیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ ورع۔ تقویٰ۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار ہے۔

شیخ عبدالحی احمدی سرہندی۔ آپ تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ شیخ عبدالحی بن شیخ عبداللطیف بن دختر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ معہ فرزندوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے بڑے فرزند کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔ آپ صلاح۔ ورع اور تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے۔

شیخ محمد امام احمدی سرہندی۔ آپ شیخ عبدالحی کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت صبغۃ اللہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں حضرت خلیفۃ اللہ شروع ہی سے آپ پر مہربان تھے۔ آنحضرت نے ظلال اور اصول کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر کابل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالت پیدا کی۔ واقعی شیخ محمد امام صاحب جذبہ قوی تھے۔ آنحضرت بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ امام صاحب جذبہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوٰے۔ صلاح۔ علم۔ حلم۔ خلق۔ تواضع۔ فردتنی میں بے نظیر اور شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔ ظاہری علم بھی تحصیل کے درجے تک حاصل کیا۔

شیخ فدا احمد احمدی سرہندی۔ آپ بھی شیخ عبدالحی کے فرزند ہیں۔ اپنے بڑے بھائی شیخ محمد امام کے ساتھ حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ چند مرتبہ بھائی کے ساتھ سرہند سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت کی باطنی توجہات کی سعادت

حاصل کی۔ بلکہ آپ کے حق میں آنحضرت نے بعض بشارات بھی عنایت فرمائیں ۔

شیخ محمد عابد سلطانپوری قدس سرہ - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں - آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا - کہ اس کا عروج اکثر اولیاء سے اونچا واقع ہوا ہے - یہ ضروری ہے - کہ صاحب عروج سے کرامات بکثرت ظہور میں آئیں - واقعی شیخصاحب سے کرامات بکثرت ظاہر ہوئیں - آنحضرت نے آپ کو طریقہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں - ولایت احمدی تو خاص طور پہ فرمائی سرہند اور لاہور کے مابین علاقے کے قطب تھے - آپ اوصاف کریمہ و اخلاق حسنہ سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے - امراء اور اغنیاء سے سخت متنفر تھے - چنانچہ لاہور کے حاکم نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی خواہش کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمائی - آخر وہ شکار کے بہانے آپ کی زیارت کے لئے سلطانپور آیا - براہ راست اس واسطے نہ آیا - کہ کہیں شیخصاحب سلطانپور نہ چھوڑ جائیں - جب آپ کی خانقاہ کے قریب پہنچا - تو آپ اس کی آمد کی اطلاع پاکر کہیں جا چھپے - کسی کو معلوم نہ تھا کہ شیخصاحب کہاں ہیں - حاکم نے خانقاہ میں جاکر دیکھا کہ شیخصاحب موجود نہیں - خانقاہ والوں سے پوچھا - تو انہوں نے کہا - ہمیں معلوم نہیں - آخر وہ دوپہر تک انتظار کرتا رہا - آپ کے یاروں اور شاہی ملازموں نے بہتیری دیکھ بھال کی - لیکن آپ کا پتا نہ ملا - دو ایک روز اور بھی حاکم وہاں رہا - لیکن جب دیکھا شیخصاحب بالکل متنفر ہیں - تو ناامید ہوکر لاہور واپس چلا گیا - شیخ صاحب آنحضرت کے وصال سے ایک ماہ پیشتر ۱۱۲۲ھ میں دار فانی سے کوچ کر گئے - آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا - فرمایا - کہ محمد عابد تم نے جہان سے رخصت ہونے میں سبقت کی ہے - اچھا ہم بھی عنقریب آیا چاہتے ہیں - نیز آپ کے حق میں فرمایا کہ وہ ہمارے یاروں میں ممتاز اور مستثنےٰ تھا ۔

صوفی محمد فرمان کابلی سلمہ ربہٗ - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا - آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں - اور خلافت کابل دیکر رخصت کیا - وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی - اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے - وہاں کے

مشائخ اپنے مریدوں کے منحرف ہونے پر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے تھے۔ سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح صوفی صاحب کو شرمندہ کرنا چاہیئے۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ تمام مشائخ و علماء اور رؤسائے شہر کی دعوت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں صوفی صاحب کو بلا کر جو مصلحت وقت ہو ان سے پوچھنا چاہیئے۔ دوسرے دن حسب قرارداد شہر کے تمام چھوٹے بڑے جمع کر کے صوفی صاحب کو بلایا۔ جب آپ آئے۔ تو آپ سے دشمنی کے طور پر پوچھا۔ کہ یہ کہاں کے درویش ہیں؟ کہ تم نے ہمارے مریدوں کو منحرف کر لیا ہے یہ بات طریقت میں حرام ہے۔ آپ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تم نیکی سے کیوں روکتے ہو۔ انہیں خداشناسی سے منع کرتے ہو۔ نہ تم میں اس قدر طاقت ہے کہ تم انہیں فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ کسی اور سے فائدہ اٹھانے دیتے ہو۔ انہوں نے پوچھا۔ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہے۔ کہ ہم سے لوگوں کو باطنی فائدہ نہیں پہنچتا اور تم سے پہنچتا ہے صوفی صاحب نے فرمایا۔ آزما لو۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں کھانے کے تھال سر بمہر صوفی صاحب کے پاس لائے۔ اور پوچھا۔ کہ بتاؤ ان میں کس کس قسم کا کھانا ہے۔ آپ نے بلا کم و کاست تمام چیزیں بتلا دیں۔ تمام مشائخ و علماء دیکھ کر حیران رہ گئے اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ اسی مجلس میں اکثر آدمی آنحضرت کے مرید ہو گئے۔

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ میرے پاس توجہ تصرف کا بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا۔ صبح سے ظہر کی نماز تک بڑے شدت کا بخار رہا۔ اتنے میں صوفی محمد زمان نے آکر عرض کیا۔ کہ ہم جناب کو ایسی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ پس اس تپ کو اپنے پر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے پاس سے اٹھا اس کے جاتے ہی میرا تپ زائل ہو گیا۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ لوگوں نے آکر عرض کیا۔ کہ صوفی صاحب تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ صوفی نے ہمارا تپ خود لیا ہے۔ یہ مناسب نہیں۔ کہ اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑیں۔ بعد ازاں دعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے صوفی صاحب کو شفا عنایت فرمائی۔

ایک روز میرے والد ماجد نے فرمایا۔ کہ جن دنوں میں اپنے مرض کا علاج کرا رہا تھا۔ میرا بہت سا روپیہ بیماری پر صرف ہوا۔ انہیں دنوں صوفی صاحب نے آکر عرض کیا۔ کہ جناب کو اس قدر تکلیف اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے۔ آپ کا یہ مرض زائل

نہیں ہوگا۔ بہتر ہے جناب اس پر روپیہ صرف نہ کریں۔ لیکن اس وقت صوفی صاحب کی بات کسی نے نہ مانی۔ بعد ازاں بہتیرے علاج کئے گئے۔ لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

صوفی صاحب دنیا سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے۔ سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتے تھے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا رنگ ڈھنگ گذشتہ اولیاء کی طرح تھا۔

شیخ عبدالرحیم لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے حضرت حجۃ اللہ کے بعد آپ ہی کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ ورع و تقوےٰ میں کامل اور حضرات سرہند کے طریقہ علیہ پر کاربند تھے۔ ۱۱۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے صوفی مرزا جانی ابدال کو لاہور بھیجا۔

صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور منظور نظر ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر خاص طور پر مہربان تھے۔ اس طریقہ علیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائی تھیں اور خلافت دیکر لاہور روانہ کیا۔ آپ ہر سال ماہ رمضان میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ چند ماہ خانقاہ میں رہ کر پھر حسب الارشاد لاہور واپس چلے جاتے۔ بعض اوقات آئندہ ماہ رمضان تک یعنی سال بھر ہی آنحضرت کی خدمت میں رہتے۔ آپ کو اس طریقہ کے خصائص یعنی مقامات بلند اور کمالات ارجمند حاصل تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ اور ورع اور تقوےٰ سے موصوف۔ ان باتوں کے علاوہ آنحضرت نے ابدالی خدمت بھی آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

ایک روز میں نے بھی صوفی صاحب سے پوچھا کیا آپ سے بھی ویسی ہی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابدالوں سے ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ ابدال کثیر الخوارق ہوا کرتے ہیں۔ صوفی صاحب انکسار سے ہی کام لیتے رہے۔ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً صوفی صاحب کا ایک مخلص دور دراز کا سفر طے کرکے آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں جنگل میں میں

شیر سے دوچار ہوا۔ مجھے وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسی وقت صوفی صاحب کے باطن کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صوفی صاحب نے وہاں آ کر شیر کو جھڑکا جو آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اور میں اس بلا سے بال بال بچ گیا۔ جب اس نے صوفی صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو میں (مؤلف رح) نے صوفی صاحب کو کہا۔ کہ آپ سے اس موقعہ پر دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک وہ جو اس شخص نے بیان کی ہے دوسرے یہ کہ میں آپ سے کرامات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ سو میرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ صوفی مرزا جانی آنحضرت کے وصال کے وقت موجود تھے۔

صوفی گل محمد لاہوری ۔ آپ خانقاہ کے قدیمی خدمتگذار ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آپ ورع۔ تقوائے۔ حلم۔ خلق۔ تواضع اور انکسار سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔ ۱۱۳۱ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے اُس کے بھائی شیخ محمد امین کو لاہور بھیجا۔

شیخ محمد امین لاہوری ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن۔ تندی وصحت کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک دفعہ شیخ محمد امین معتکف تھے۔ اس دن ماہ رمضان کی اُنتیسویں ۲۹ تھی۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا۔ کہ نجومیوں کی رائے ہے کہ چاند کل دکھائی دیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ماہ رمضان تو گذشتہ رات رخصت ہو چکا ہے آج بالضرور چاند دکھائی دیگا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی۔ جب شام ہوئی۔ تو منجم جھوٹے نکلے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی چاند نکل آیا۔

ایک دفعہ حاکم لاہور نے کسی تقریب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستعفی ہونا چاہا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ شہر سے نکل تین کوس کے فاصلے پر پہنچ گیا بعض دنیاوی امور کے واسطے چند روز وہیں رہا۔ اتنے میں اہل شہر نے شیخصاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم اس عامل سے بہت خوش ہیں۔ ہم کسی اور

حاکم کا آنا پسند نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالٰے اس حاکم کو یہیں رہنے دے۔ آپ نے اس بارے میں دُعا کر کے فرمایا۔ کہ بذریعہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا حاکم آج رات شہر میں آجائیگا۔ اور مُدت تک اس شہر پر حکمران رہیگا۔ عصر کا وقت تھا۔ کہ بادشاہی قاصد آیا۔ اس نے حاکم کو کہا۔ کہ بادشاہ کے پاس تمہارے جانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہیں اس خدمت کو انجام دیتے رہو۔ شام کے وقت حاکم پھر لاہور آگیا۔ شیخ صاحب کشف و کرامت سے موصوف اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔

صوفی محمد کامل کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ پہلے آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بلکہ بعض بشارات بھی حاصل کی تھیں۔ لیکن ان دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی رہتے تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ کمال مہربان تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ صوفی ہمارا ہم پیر ہے۔ آنحضرت نے صوفی صاحب کو اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ لیکن صوفی صاحب تادمِ مرگ آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ سے جدا نہ ہوئے۔ صرف ایک دفعہ حسب الارشاد حج کے لئے گئے۔ آپ نہایت متواضع منکسر المزاج اور فروتن تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں ۱۱۳۶ھ ہجری کو فوت ہوئے۔

صوفی محمد فرہاد پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لیکر انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ عُلیا کی تمام بشارات حاصل کر کے آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت صوفی صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حتیٰ کہ صوفی صاحب کو اپنا ضمنی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت پورے پینتیس ۳۵ سال کی ہے۔ دن رات خانقاہ میں موجود رہتے۔ چند مرتبہ لوگوں نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ لوگوں کے ارشاد کے واسطے باہر کیوں نہیں جاتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں آنحضرت کی مفارقت کی تاب نہیں لاسکتا۔ آپ ورع۔ تقویٰ سے موصوف اور اپنے پیروں کے طریقہ پر کاربند تھے۔

شیخ محمد عادل سامانی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا اور آنحضرت نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے زندگی کے تیس سال خانقاہ کی خدمت میں بسر کئے ۱۱۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ نہایت حلیم۔ فروتن اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ؛

صوفی عوض باقی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ عوض باقی اور مرزا جانی دونوں نے لڑکپن ہی سے سلوک حاصل کر لیا ہے۔ آنجناب نے خانقاہ کی بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب اعلےٰ پایہ کے صاحب کشف اور اپنے پیروں کے طریقہ کے سخت پابند تھے ؛

صوفی ابو تراب برلاس کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے کئی مرتبہ آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ ابو تراب نے سلوک باطنی شروع سے لیکر آخیر تک ہماری خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے اس طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب امیر کبیر بھی تھے۔ کیونکہ سلطان ہند کے امرا میں داخل تھے لیکن کئی مرتبہ آنحضرت سے عرض کر چکے۔ کہ میں اس امارت کو ترک کرنا چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تم نے اسے اپنے دل سے ترک کر دیا ہے۔ ہاتھ سے کیوں جانے دیتے ہو۔ آپ ورع۔ تقوےٰ۔ تواضع۔ انکسار۔ شکستگی اور نیستی سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے پر سخت کاربند تھے ؛

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اُنکے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ ہمارے خلفاء کے اول طبقہ میں داخل ہیں ؛

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ احسن لین۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اجل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوےٰ۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کے سخت

پابند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور ولایت صغرائے کبرائے علیا کمالات نبوت بلکہ حقائق ثلاثہ تک کی بشارات خواجہ صاحب کو عنایت فرما کر اپنی خلافت سے سرافراز فرمایا۔ بارہا خواجہ صاحب کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ خواجہ صاحب محبت واعتقاد میں بے نظیر ہیں ؛

صوفی محمد ہدایت خوشبانی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے آخیر تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ آنحضرت کے مقبول تھے۔ آنحضرت کی خانقاہ کے اخراجات آپ ہی کے متعلق تھے۔ آپ خانقاہ کے تمام یاروں کی خدمت کما حقہ کیا کرتے تھے۔ اور حتی المقدور اہل خانقاہ کی رضامندی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کوئی بھی آپ سے ناخوش نہ تھا۔ آپ شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے ؛

صوفی محمد روشن۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اکثر آنحضرت کے مخاطب تھے۔ خانقاہ کی متداولہ بشارات مثلاً تینوں ولایتیں صغرائے، کبرائے، علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت ملک مالوہ کے شہر سارنگپور کے لوگوں سے پوری مناسبت رکھتی ہے۔ بلکہ اس علاقے کا قطب بھی آپ ہی کو مقرر کیا۔ صوفی صاحب تقوائے و ورع اور پیروئے سنت مصطفویہ میں بے نظیر تھے۔ اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند تھے ؛

اخون محمد موسےٰ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری کے بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں ابتداء سے انتہا تک حاصل کیا۔ اور خانقاہ کی مروجہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز آنحضرت نے اخون صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہارا باطن کابل کے علاقہ میں گندہک کے لوگوں سے مناسبت تامہ رکھتا ہے۔ اغلب ہے کہ وہاں کی خدمت تمہارے سپرد ہو۔ اخون صاحب شریعت وطریقت پر ثابت قدم تھے ؛

مولوی اصغر علی سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ

ہیں۔ پہلے آپ حضرت عروۃ الوثقٰے کے یک واسطہ خلیفہ حافظ نور محمد کے مرید ہوئے جب حافظ صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ تو انہوں نے مولوی صاحب کو بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت مولوی صاحب پر مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی صاحب ورع۔ تقوےٰ۔ تواضع۔ نیستی۔ شکستگی۔ علم۔ حلم اور خلق سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر سخت کاربند تھے ؎

ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ جو از روئے شرع مکروہ تھا۔ مولوی صاحب اس فعل کے سرزد ہونے سے بہت گھبرائے اور کانپے۔ اور اپنا چہرہ سیاہ کر کے شہر میں ڈھونڈورا پیٹ کر نادم و تائب ہوئے آنحضرت نے مولوی صاحب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص مُردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو دیکھ لے۔ سو میرے یاروں میں مولوی اصغر علی ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا اور اُٹھا رہے ہیں ؎

خواجہ نور اللہ کابلی۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص و مقبول اور بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اور اکثر خواجہ کہکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کی طرح جانتا ہوں۔ اور اس طریقہ کی بشارات مثلاً۔ ولایت صغرٰے۔ کبرٰے۔ علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ آپ کو عنایت فرمائیں اور نیز خواجہ صاحب کے حق میں خوشخبری دی۔ کہ تم اسم باطنی سر سے پاؤں تک محض نور ہو گئے ہو۔ خواجہ صاحب شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ؎

میر سعد اللہ ننگرہاری۔ کابل کے گرد و نواح میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ آپ حضرت عروۃ الوثقٰے کے خلیفہ اخون موسے کے خلف الرشید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے اخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ

کیا۔ بلکہ اکثروں نے خلافت بھی پائی ہے جیسے صاحب تقوے۔ ورع سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں +

صوفی نور محمد۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک صاحب کمال خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ کی صفائیے باطن اور تیزی و تندی کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ نیز ولایات ثلاثہ (صغرے۔ کبرے۔ علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات بھی عنایت فرمائیں صوفی صاحب اعلےٰ پایہ کے متقی، پرہیز گار اور خدا پرست تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں خانقاہ عالم پناہ میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی +

صوفی ابو الحسن بلخی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی متداولہ بشارات سے مبشر ہوئے۔ اور آنحضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اعلےٰ درجے کے عابد و زاہد اور شریعت و طریقت کے پابند تھے +

سکی قندری۔ ملک توران میں بخارا کے قریب قندر ایک شہر ہے۔ صوفی صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک کامل خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ شریعت اور اپنے حضرات سرہند کے طریقے پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی +

خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اول خلیفہ اور خلیل اللہ کے فرزند رشید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی مروجہ بشارات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے آنحضرت نے آپ کو انکے وطن مالوف بدخشاں کی طرف روانہ کیا۔ آپ کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی تھی کہ وہاں کا بادشاہ آپ کے ساتھ پاپیادہ جاتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے کسی تقریب سے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آج گذشتہ اولیاء جیسے ہزاروں

حضرت سلطان الاولیاء کے بارہ میں - بادشاہ اس وقت خاموش رہا - اس مجلس سے فارغ ہوکر اپنے اراکین سلطنت سے خواجہ صاحب کا گلہ کیا - کہ دیکھو خواجہ صاحب نے گزشتہ اولیاء کی کیسی اہانت کی ہے - خواجہ صاحب یہ سنکر سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکل گیا - کہ اگر ہم اس معاملے میں سچے ہیں - تو حقتعالیٰ اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھائے - ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی - کہ بادشاہ کو درد قولنج ہوا - اور اسی رات اس جہان سے گذر گیا - دوسرے دن ارکان سلطنت نے جمع ہوکر خواجہ صاحب سے معافی مانگی - اور تخت سلطنت کے لئے ایک اور شہزادہ تجویز کیا - موجودہ بادشاہ مع ارکان سلطنت خواجہ صاحب کا مرید ہوا - خواجہ صاحب اعلیٰ درجے کے حلیم - علیم خلیق اور متواضع تھے - شریعت و طریقت کے سخت پابند رہے ٭

حاجی امان بدخشی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں - آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کرکے خانقاہ کی بشارات مثلاً ولایت صغریٰ - کبریٰ - علیا - کمالات نبوت وغیرہ حاصل کیں - اور آنحضرت نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف فرمایا - حاجی صاحب حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے کے سخت پابند تھے ٭

خواجہ محمد ناصر نقشبندی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ اور خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند کی اولاد سے ہیں - آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی - آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا - اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ - کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے - بہت سے لوگ آپ کے طفیل آنحضرت کے مرید ہوئے - اور سلوک باطنی حاصل کرکے بشارات سے مشرف ہوئے خواجہ صاحب کو علم تصوف اور حقائق الٰہی میں ید بیضا حاصل تھا - بلکہ اس علم میں کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے ہیں - واقعی کلام خوب ہے - آپ شریعت اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند ہیں ٭

خواجہ عبدالرحمٰن مرادآبادی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں -

تیئس ۲۳ سال آنحضرت کی خدمت کی۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔
آنحضرت جس وقت قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ورق گردانی کیا کرتے
تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ حضرات
احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند تھے۔ لیکن آنحضرت کی وفات کے
بعد خواجہ صاحب سے واہیات کلمات سُننے میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے منصب
قطبیت کا دعوے کیا۔ حالانکہ اس منصب اعلےٰ کی کوئی علامت آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔
اور نہ ہی آنحضرت نے آپ کو بطریق اشارت فرمایا تھا۔ صرف آپ کی کشفی خطا تھی۔
دوسرے اس طریقہ میں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ یہ منصب قطبیت حضرت مجدد الف ثانی رض
کی اولاد خصوصًا حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزندوں میں قیامت تک رہیگا۔
جیساکہ حضرت مجدد الف ثانی رض کے فرزندوں کے بعد دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی
کی تصنیف کردہ 'برکات احمدیہ' کی پانچویں فصل میں لکھا گیا ہے۔ نیز خواجہ صاحب
نے مخدوم زادوں کی گستاخی کر کے انہیں ناراض کر لیا۔ حالانکہ مخدوم زادوں کے اس
قدر دینی و دنیاوی حقوق خواجہ صاحب پر تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد
خواجہ صاحب نے خانقاہ سے نکل ایک اور جگہ سکونت اختیار کی۔ اور مخدوم زادوں
کی زیارت کرنا ترک کر دی +

خواجہ محمد امین کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع کے خلیفہ اور
حضرت حجۃ اللہ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند کلاں ہیں۔ جو کابل کے قدیمی بزرگزادہ
تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے اخیر تک حاصل کر کے
خانقاہ کی مروجہ بشارات پائیں۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات
احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب سے کچھ
لغزش ہو گئی۔ لیکن اس سے متنبہ ہو کر توبہ کی۔ جیساکہ آنحضرت کے بیسویں سال
قیومیت کے حالات میں لکھا گیا ہے +

شیخ محمد دمشقی۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی کے
فرزند ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس
وقت شیخ مراد آنحضرت کی زیارت کے لیے آئے۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کو دیکھا۔

تو بہت معتقد ہو گئے۔ اپنے فرزند کو آنحضرت کا مرید بنایا جس نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آج شیخ محمد ملک شام میں سب سے بڑا شیخ شمار ہوتا ہے۔ اور اس سے وہاں کے بہت سے آدمیوں نے باطنی استفادہ کیا ہے وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ اور سلطان رُوم اس کے مُرید ہیں۔ شیخ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ اشرفی ہے۔ حاجی سعادت اللہ جو آنحضرت کے خاص یار ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں شیخ محمدؒ سے ملا۔ اس نے بہت اخلاص اور خصوصیت ظاہر کی۔ اور کہا۔ کہ میں صبح شام اسی تمنا میں رہتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت حج کے لئے تشریف لائیں۔ وہ ہر سال اس ولایت کے تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور ورع۔ تقویٰ سے موصوف اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر کاربند تھا ٭

خواجہ محمد میر ویہ یعقوبی۔ کابل کے مضافات میں یعقوب نام ایک گاؤں ہے۔ آپ وہاں کے رہنے والے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ خواجہ عبد الصمد کے پوتے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے ٭

شیخ محمد سعید سیالکوٹی۔ آپ حافظ نور محمد کے پوتے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے ٭

خواجہ فیض اللہ اور خواجہ عباد اللہ کابلی۔ دونو حضرت حجت اللہ کے خلیفہ خواجہ خسرو کے فرزند ہیں۔ جب حضرت حجت اللہ کے حسب الامر حضرت خلیفۃ اللہ کابل میں تشریف لائے۔ تو باپ نے ان دونو کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مہربان ہو کر بعض بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ آج وہ دونو بھائی اس ملک کے بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر ثابت قدم ہیں ٭

صوفی لعل پنجابی کابلی۔ آپ حضرت حجت اللہ کے خلیفہ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنی

قوم کے مشہور شیخ ہیں۔ اور حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

خواجہ شکر اللہ کابلی۔ آپ خواجہ نیازہ کابلی کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقہ اور شریعت کے پورے پابند ہیں +

خواجہ فقیر سجانی کابلی۔ آپ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی عبد الرحیم کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے صوفی صاحب پر بدرجہ کمال کرم فرمایا۔ حتیٰ کہ حوض کوثر کا ساقی ہونے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

حاجی داراب کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی فیروز ملتانی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور ملتان بھیجے گئے۔ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند ہیں +

خواجہ عبد الرحمٰن کولابی۔ ملک بدخشاں میں کولاب ایک شہر ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجہ تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات سے مبشر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سنت نبوی اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

صوفی روزبہی بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی اور

اس طریقہ علیہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ تقوٰے و عبادت سے موصوف اور طریقہ احمدیہ معصومیہ پر ثابت قدم تھے ❖

شاہ محمد مقیم بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں ❖

شیخ سعد الدین پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ پہلے حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اُٹھایا۔ بلکہ بعضوں کو طریقہ کی اجازت بھی ملی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر نہایت ثابت قدم تھے ❖

شیخ ابو تراب پشاوری۔ آپ پہلے شیخ سعد الدین کے مُرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم تھے ❖

حاجی سعادت اللہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت کے سخت پابند تھے ❖

صوفی گل محمد رہتاسی۔ لاہور اور کابل کے درمیان رہتاس ایک قلعہ ہے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر کاربند ہیں ❖

صوفی فیض بخش رہتاسی۔ آپ صوفی گل محمد کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر ثابت قدم ہیں ❖

مولوی محمد افضل رہتاسی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ پہلے حضرت حجت اللہ کے مُرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ظاہری و باطنی علم

کے جامع تھے۔ پرہیزگاری اور عبادت سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے پابند تھے +

شیخ ولی محمد بہاری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

شیخ محمد عادل اکبر آبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پابند ہیں +

شیخ محمد عارف بنگالی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں قبولیت خلق نصیب ہوگی۔ خبردار، کہیں خودپسندی کو دخل نہ دینا۔ واقعی جب آپ شمس آباد میں آئے تو گرد و نواح کے لوگ بہت معتقد ہوئے۔ اور آپ سے استفادہ کرنے لگے۔ آپ وہاں کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں +

صوفی احمد کاتب سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی غلام محی الدین افغان۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

صوفی محمد فضل بنگالی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی نواب افغان پشاوری - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے - آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں - اور خلافت سے مشرف فرمایا - آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم تھے +

خواجہ اسداللہ بخاری - آپ حضرت عروۃ الوثقٰی کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے فرزند ہیں - آپ بخارا سے محض آنحضرت کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے - جیسا کہ قیومیت کے تیسویں سال میں مذکور ہو چکا ہے - پھر آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خدمت سے مشرف ہوئے - آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے +

ذکر در بیان

اصحاب مبشرین حضرت خلیفۃ اللہ کہ بخلافت رسیدہ اند

صوفی میر مرزا - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت آپ پر مہربان تھے - دن رات کمال مہربانی سے آپ کو یاد فرمایا کرتے تھے - آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات مثلاً تینوں ولائتیں صغرٰے - کبرٰے اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ عنایت فرمائیں +

صوفی حفیظ اللہ - آپ بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں - آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے - آپ بھی دل و جان سے آنحضرت پر فدا تھے - آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات یعنی ہر سہ ولایت - ولایت صغرٰے ولایت کبرٰے - ولایت علیا - کمالات نبوت اور قبولیت وغیرہ عنایت فرمائی - آپ طریقہ احمدیہ معصومیہ کے بڑے سخت پابند تھے +

صوفی محمد شریف باجوڑی - آپ آنحضرت کے مخصوص اصحاب سے ہیں - آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایات کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات عنایت فرمائیں +

صوفی اسد علی کابلی - آپ آنحضرت کے قدیمی اصحاب سے ہیں - آنحضرت

نے آپ کو ہر سہ ولایات۔ کمالاتِ نبوت اور ہر سہ حقائق کی بشارات عنایت فرمائیں ؛

صوفی فقیر احمد کابلی۔ آپ شیخ ابوالقاسم کابلی کے فرزند اور حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ مرض اخیر میں جب آنحضرت بہ سبب ضعف مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ تو صوفی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اس طریقہ کی بعض بشارات بھی آپ کو عنایت فرمائیں ؛

صوفی شیخ علی۔ آنحضرت نے آپ کو کمالات نبوت کی بشارات عنایت فرمائیں ؛

صوفی عبداللہ خوشبائی۔ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔ اس طریقہ کی بشارات سے مشرف ہوئے ؛

صوفی محمد اعظم سیالکوٹی۔ آپ پہلے حافظ نور محمد سیالکوٹی کے معتبر یار بلکہ خلیفہ تھے۔ بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مورد عنایت بنے۔ اور عمدہ بشارات مثلاً ہر سہ ولایات۔ اور کمالاتِ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ کے سخت پابند تھے ؛

صوفی نفس کابلی۔ آپ بھی آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ؛

صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی۔ آپ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے پوتے ہیں کچھ مدت آنحضرت کی خانقاہ عالم پناہ میں رہے۔ اور آنحضرت سے اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں ؛

حاجی جمال۔ آپ آنحضرت کے دودھ بھائی ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرٰے، ولایت کبرٰے بلکہ ولایت علیا کی بشارات سے مشرف فرمایا ؛

اخون سلطان افغان۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مبشرین سے ہیں ؛

صوفی غلام محمد سرہندی۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ حاجی کمال کے فرزند اور میرے (مؤلف کے) والد ماجد کے دودھ بھائی ہیں۔ میرے والد ماجد نے آپ کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آپ اس طریقہ کی بشارات سے سرفراز ہوئے ؛

صوفی غلام احمد سلطان پوری۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سلطانپوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا آپ عمارہ بشارات سے مشرف ہوئے +

صوفی بخشندہ عزیز قلیخان۔ آپ آنحضرت کے ایک منظور نظر ہیں۔ عمارہ بشارات ہر سہ ولایت اور کمالات نبوت سے سرافراز ہوئے +

صوفی محمد صدیق کابلی۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔ آپ ولایت کبرےٰ تک کی بشارات سے مستعد ہوئے ہیں +

صوفی یار محمد کفش فروش۔ آپ نے آنحضرت سے ہر سہ ولایت۔ کمالات نبوت حقیقت کعبہ تک کی بشارات حاصل کیں +

صوفی عبد الحکیم کشمیری۔ آپ نے مدت تک سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور ولایت کبرےٰ کی بشارت کا شرف حاصل کیا +

صوفی خواجہ عبد المنان۔ آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو عمارہ بشارات عنایت فرمائیں +

صوفی محمد صادق۔ آپ مدت مدید تک آنحضرت کی خانقاہ میں رہے اور آنحضرت سے بشارات حاصل کیں +

صوفی محمد عاقل۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم ہیں۔ تینوں ولایتوں کی بشارت سے مشرف ہوئے +

صوفی مولوی احمد قصوری۔ آپ مولوی عبد الحکیم قصوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بہمہ شرائط حضرت خلیفۃ اللہ سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ آنحضرت کے معتبر یار اور حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پکے پابند تھے +

حافظ سعد اللہ لاہوری۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں +

مرزا عبد الحکیم کابلی۔ آپ علم ظاہری و باطنی ہر دو کے عالم تھے۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری عنایت فرمائی +

صوفی محمد عظیم رح۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص یار ہیں۔ آنحضرت

نے آپ کو ہر سہ ولایت کی بشارات عنایت فرمائیں +

میر ہزار کابلی۔ آپ آنحضرت کے اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے اعتقاد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص مبشر تھے +

صوفی امان اللہ۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشر ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرائے اور ولایت کبرائے کی خوشخبری عنایت فرمائی +

مُلّا عبد اللہ افغان۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو ہر سہ ولایات کی بشارات عنایت فرمائیں +

مُلّا مخدوم لاہوری۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں +

محمد کبیر شاعر کابلی۔ آپ کے کچھ حالات آنحضرت کی کرامات کے باب میں لکھے گئے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے ہر سہ ولایات اور کمالات نبوت کی بشارات سے سرافراز ہوئے +

حاجی جمال ابدالی۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں +

صفدر شاہ سحری۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

صوفی محمد سالم کابلی۔ آپ مدت مدید آنحضرت کی خانقاہ میں رہ کر تینوں ولایتوں کی بشارات سے سرافراز ہوئے +

حافظ حبیب اللہ۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمت کی ہے آنحضرت نے آپ کو تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مخصوص فرمایا۔ اب آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے روضہ منورہ کے خادموں کے سردار ہیں +

دوست محمد افغان۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم تھے۔ آنجناب نے آپ کو اعلےٰ اور عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

حاجی نیاز۔ ملا نور بدخشی۔ خواجہ عبد الرحمان سمرقندی۔ ملا شمس الدین کاشغری محمد ارشد حبیبی سب آنحضرت کے مبشرین ہیں۔ آنحضرت کے بہت سے خلفاء اور مبشرین کے نام یاد نہیں رہے۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔ جیسا کہ اس نے

پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اگر اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول حق پر مبعوث ہوئے ۔

ذکر در بیان

احوال مشائخ و علماء و شعراء و سلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء بودہ اند :۔

حاجی محمد سعید لاہوری ۔ آپ لاہور کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے آپ شاہ میر لاہوری صاحب ذوق وشوق کے مرید تھے۔ بعد ازاں انکے خلیفہ ملا شاہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ اور نقشبندیہ خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب قوی تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے پایہ تحصیل تک حاصل کیا۔ لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کے مرید اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جو شریعت و طریقت پر کاربند تھے ۔

شیخ محمد فاضل ۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور لاہور سے چار منزل پر بھاکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت و استقامت تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ کے قصیدہ خمریہ کی شرح لکھی ہے۔ جو تلو جزو سے زیادہ ہے ۔

شاہ بھیکھ ۔ آپ بھی آنحضرت کے ہمعصر تھے ۔

شیخ ابو الفتح سنوری ۔ سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہر سنور ہے تبتصاحب اہل نیتی و انکسار تھے۔ صفائی باطن میں مشہور تھے ۔

شیخ اشرف سلونی ۔ آپ شیخ پیر محمد سلونی کے فرزند اور ہندوستان کے ایک مشہور شیخ ہیں۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے آپ کی مجلس میں سماع و نغمہ بکثرت ہوا کرتا تھا۔ دعوتِ اسماء کا علم بھی آپ کو حاصل تھا۔ اور قبولیت کی وجہ بھی یہی تھی ۔

شیخ حبیب اللہ قنوجی۔ آپ قنوج کے مشہور شیخ اور صاحب تصرف ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

شیخ برکت اللہ۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خدا طلبی میں سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ اذکار و اشغال میں مشغول و مصروف رہے۔ عجیب و غریب حالات حاصل کئے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اب آپ کے دو لڑکے آپ کے جانشین ہیں۔ ایک آل محمد جو باپ کا قائم مقام ہے۔ دوسرے شاہ محمد۔

شاہ کلیم اللہ۔ آپ شاہجہان آباد کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ صاحب احوالات بلند و مقامات ارجمند ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

شاہ غلام محمد۔ آپ بھی شاہجہان آباد کے معتبر مشائخ سے ہیں۔ صاحب زہد و توکل تھے۔ تصوف اور سلوک میں راسخ قدم تھے۔

شیخ عبد الرسول انبالوی۔ آپ انبالہ کے مشہور شیخ ہیں۔ زہد و توکل سے موصوف تھے۔ آپ نے خدا طلبی میں ریاضتہائے شاقہ اٹھائیں۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

شاہ کمال۔ آپ سید جمال کے فرزند اور شاہجہان آباد کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ صاحب وجد و شوق تھے۔ رقص و سماع بہت کیا کرتے تھے۔

شاہ اجالی بدایونی۔ آپ بدایوں کے مشائخ کبار سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ صاحب ذوق و حال تھے۔ اور انکسار آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے منکر بھی تھے۔ وہ آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ بعض جو آپ کے مرید تھے۔ وہ آپ کو صاحب کمال جانتے تھے۔ لیکن آپ کے اوضاع و اطوار سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ تمام مشائخ امت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ آپ کے مرید ذو الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزہ ضرور رکھتے ہیں۔ اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ ان دنوں میں خدا ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں ساتویں روز عید کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ ان دونوں دنوں کو جنگل میں ایک مقررہ جگہ جا کر اپنی عبادت کرتے ہیں۔

ان کی عبادت کا یہ طریقہ ہے۔ کہ نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چاروں طرف کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔ ہر روز اوقات مقررہ پر اس قسم کی عبادت کرتے ہیں۔ سلام علیک کی بجائے "ابنِ خفشان" کہتے ہیں۔ جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ تو یہی لفظ بکارتے ہیں۔ وہ حسین خفشان کو پیغمبر اولوالعزم صاحبِ شریعت مانتے ہیں۔ اس بات کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ جو ان کا محرم راز ہوتا ہے۔ اسی سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ محمد امین خاں نے یہ بات معلوم کر کے ظاہر کرنی چاہی۔ لیکن وہ انہیں دنوں فوت ہو گیا اب وہ اپنے میں اسے بطور معجزہ سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں (مؤلف کتاب) نے خفشان کے بیٹوں سے ملاقات کی۔ اور اس بات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے محض انکار کیا۔ صرف استغفر اللہ کہا۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

شیخ جان محمد۔ آپ اعلیٰ درجہ کے زاہد و ریاضت کنندہ اور صاحبِ استقامت تھے۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے آنحضرت سے آپ کے حالات کی بابت پوچھا فرمایا کہ ریاضت کے باعث اسے باطنی صفائی حاصل ہے ۔

مولوی عبد الحکیم۔ آپ شاہجہان آباد کے ایک مشہور عالم باعمل ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ عبد اللہ کے مرید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ وہ دو کوس پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ آنحضرت بھی آپ پر مہربان تھے۔ آپ کے پاس اہل علم حاضر رہتے۔ اکثر امرا آپ کے معتقد تھے۔ اور آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ امر معروف آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ سے بھی شرعی حد لگا دی۔ کہ کفار سے جزیہ لو۔ یہ قصہ قیومیت کے اٹھائیسویں سال میں مفصل بیان ہو چکا ہے ۔

مولوی نظام الدین۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ کئی ہزار آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا فائدہ اٹھایا۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ زہد۔ عبادت اور ریاضت بکثرت کرتے ہیں۔ اور شیخ عبد الرزاق کے مرید ہیں آپ صاحبِ استقامت و استغنا ہیں ۔

مولوی صفت اللہ۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ نے

حدیث کی سند مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ آپ کی مجلس میں عموماً علم حدیث پڑھایا جاتا تھا۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔ بالعموم رافضی امراء سے آپ کا میل جول تھا۔ لیکن ہر مجلس میں انہیں آپ ترک ہی دیتے ٭

مولوی قطب الدین۔ آپ پورب کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ کہتے ہیں۔ علم معقولات میں ہندوستان بھر کے علماء آپ سے لگا نہیں کھاتے۔ بہت سے آدمی آپ سے فارغ التحصیل ہوئے ٭

مولوی شیخ محمد۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ظاہری علم میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں ٭

مولوی عبد الکریم۔ آپ دو واسطے سے مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کے شاگرد ہیں۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا استفادہ کیا ٭

مولوی ابو طالب۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ساتھ ہی عالم باعمل بھی ہیں ٭

مولوی کمال الدین۔ بڑے جید عالم ہیں۔ ہزاروں آدمی آپ سے مستفید ہوئے ٭

حاجی یار بیگ۔ آپ لاہور کے بڑے مشہور عالم اور شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ جب سلطان بہادر شاہ نے لاہور جا کر علماء کو اس بات کی تکلیف دی۔ کہ خطبہ میں حضرت علی کو وصی کہیں۔ اس وقت لاہور کے علماء کے سرگروہ حاجی یار بیگ ہی تھے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ٭

مولوی محمد مقیم۔ آپ علم ظاہری و باطنی دونوں کے عالم ہیں۔ ایک بزرگ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ عجز و نیستی آپ کا شعار ہے۔ آپ کی تصنیفات نہایت اعلیٰ پائے کی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی پیروی کی ہے۔ شرح وقایہ پر کا حاشیہ آپ ہی کی تصنیف ہے ٭

حسب ذیل شعرا حضرات خلیفۃ اللہ کے ہمعصر تھے۔ محمد پناہ۔ قابل۔ نگہت۔ جعفر روحی۔ مرزا گرامی۔ مظہر۔ سامی۔ آفرین۔ رونق۔ گلشن۔ باجی۔ حزین وغیرہ وغیرہ۔ رومی کہتا ہے ؎

گشت چشم تو بے فتنہ قیامت باقی ہست نیست آرام بمردن کہ قیامت باقیست

قائل کہتا ہے ؎

بہ بزم دود بماند ز بعد کشتن شمع چو مار تیغ تو مردیم آہ ما باقیست

آفرین نے مضمون ناز کو خوب نبھایا ہے ؎

گل اندامے سراپا ناز آمد آمدے دارد بہار رفتہ ما باز آمد آمدے دارد

سامی و آفرین نے میرے قصہ کو چار باب میں لکھا ہے۔ قصیدہ کی رونق کو نظم میں لکھ کر دوبالا کر دیا ہے ✦

حسب ذیل بادشاہ حضرت سلطان الاولیاء کے ہمعصر تھے ہندوستان میں سات شخص آنحضرت کے عہد میں تخت سلطنت پر بیٹھے۔ خاندان تیموریہ کے دس بادشاہ قیوم اربعہ کے عہد میں تخت نشین ہوئے۔ جلال الدین اکبر حضرت قیوم اول رض کے وقت میں۔ جہانگیر حضرت قیوم اول رض کے عہد میں۔ شاہجہان حضرت قیوم ثانی کے عہد مبارک میں۔ اورنگ زیب عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیوم اول کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کا تمام عہد مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ کے عہد میں ہوئے۔ یعنی بہادر شاہ معزالدین۔ فرخ سیر۔ رفیع الدولہ۔ رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہے۔ نادر شاہ سے پہلے قندھار کے چند خان ایران پر قابض تھے۔ جیسا کہ حضرت قیوم رابع کے چودھویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا ہے۔ توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشاں کا بادشاہ میر یار بیگ خاں ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم رابع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؎

بحمد اللہ کہ بر زعم زمانہ بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

طے کنم ایں نامہ واگر نکنم چوں کنم حوصلہ خامہ نیست تا بقلم داشتن

تمت

اردو ترجمہ ہر سہ دفتر

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

مع مفصل سوانح عمری

کون شخص ہے جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف ہو۔ یہ وہ مجموعہ مکتوبات ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت اقدس میں اور نیز دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے۔ اور جن کی تلاش اور جستجو میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے طالبان مولے عموماً اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً اور حیران و سرگردان پھرتے تھے۔ چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنے و اعلے کی فہم سے باہر تھا۔ لہذا ہم خادمان فقرا نے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ اور حلقہ بگوشان خاندان عالیہ نقشبندیہ کیلئے بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا کر نہایت خوشخط اعلے درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں۔ جن کو خرید کر ہر ایک طالب مولے بیساختہ یہ شعر ورد کریگا ؎

جہانے بچندے دادم جان خریدم ۔۔۔ بنام ایزد عجب ارزان خریدم

قیمت دفتر اول ۵؍ ۔۔۔ قیمت دفتر دوم ۸؍ ۔۔۔ قیمت دفتر سوم ۱۲؍

سوانحعمری مجدد علیہ الرحمۃ علیحدہ بھی مل سکتی ہے قیمت ۸؍

المشتہران

ملک فضل الدین چنن الدین تاج الدین کشمیری تاجران کتب قومی

کوچہ گلے زیاں ۔۔۔ منزل نقشبندیہ ۔۔۔ بازار کشمیری

لاہور

جس کتاب پر مشتہران کی مہر نہ ہوگی، مال مسروقہ ہے؟

اردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات

نادر اور بیمثل کتاب ہے حضرت قطب الاقطاب ہادی دینے شیخ و شاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح خواجہ جہان شاہ والامکان حضرت خواجہ باقی باللہ رح اور آپکے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات پاک سے پُر ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت ... ... عا؎

اردو ترجمہ کتاب رفیق السالکین

اس کتاب میں حضرت خواجہ امیر کلال رح کے حالات ہیں۔ طالبان مولا کی خاطر اردو ترجمہ کرایا گیا ہے قیمت ۶ر

اردو ترجمہ کتاب سلک سلوک

مصنف حضرت مولانا نخشبی رح ہیں۔ ۱۵۰ سلک ہیں اور ہر ایک سلک نہایت دلکش پیرایہ میں لکھا ہے قیمت عه

اردو ترجمہ کتاب انیس الطالبین

کتاب خواجہ خواجگان حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبندی کے مقامات وارشادات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے قیمت عه

اردو ترجمہ مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے مسائل شرعیہ کیساتھ تصوف کے باریک باریک نکات بیان فرمائے ہیں عہ؍

اردو ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ

حضرت خواجہ محمد امین نقشبندی رح نے حضرت مجدد صاحب رح اور نیز آپکے صاحبزادگان والاتبار کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ ہر ایک مجددی نقشبندی کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں اس کتاب میں ۱۲ باب ہیں۔ قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب جواہر علویہ

مولانا شاہ رؤف احمد صاحب رح نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رح تک تمام بزرگان نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ قیمت ۱۲عه

اردو ترجمہ انیس الارواح

اس کتاب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے ملفوظات ہیں مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح قیمت ۴ر